بست بابی فہرست مضامین قرآن

مختصر دورۂ تفسیر قرآن

قرآن کریم کے ہزارہا مضامین کو ایک تعلیمی مقصد کے لیے بیس بڑے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ طلبہ علوم اسلامی اور درس نظامی کے فارغ نوجوان ان بیس ابواب کے انضباط سے جمیع مضامین قرآن کا ایک بشری رسائی تک ایک نظری، فکری اصولی اور عملی احاطہ کر سکیں گے۔ اس احاطہ مضامین قرآن کو عصر حاضر کا ایک مختصر دورہ تفسیر قرآن سمجھیے۔

جزء اول بست بابی

تالیف

جسٹس (ر) ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

شائع کردہ
محمود پبلی کیشنز
اسلامک ٹرسٹ لاہور
جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ [illegible] لاہور

بست بابی فہرست مضامین قرآن

قرآن کریم کے ہزار ہا مضامین کو ایک تعلیمی مقصد کے لیے بیس بڑے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ طلبہ علوم اسلامی اور درس نظامی کے فارغ نوجوان ان بیس ابواب کے انضباط سے جمیع مضامین قرآن کا ایک بشری رسائی تک ایک نظری، فکری اصولی اور عملی احاطہ کرسکیں گے۔ اس احاطہ مضامین قرآن کو عصر حاضر کا ایک مختصر دورہ تفسیر قرآن سمجھیے۔

تالیف

جسٹس (ر) ڈاکٹر علامہ خالد محمود دامت برکاتہم

ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

شائع کردہ: محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور

جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی شاہدرہ، لاہور

نام کتاب	......	بست بابی فہرست مضامین قرآن
عرفی نام	......	مختصر دورہ تفسیر قرآن
مصنف	......	ڈاکٹر علامہ خالد محمود دامت برکاتہم
کمپوزنگ	......	طاہر علی، کریم پارک، لاہور
ناشر	......	محمود پبلی کیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور
صفحات	......	۱۲۸
تعداد	......	ایک ہزار
قیمت	......	

ملنے کے پتے

دفتر دارالمعارف 1/3 دیوسماج روڈ سنت نگر لاہور

جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی نزد توحید پارک شاہدرہ لاہور 0300/0336-6332387

جیلانی اکیڈمی جہانزیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 0300-4840053

محمود پبلی کیشنز LG10 ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور
042-37321526, 0302-4284770, 0333-4915515

سٹی جامع مسجد سٹاک پورٹ روڈ مانچسٹر (انگلینڈ)
Jamia Islamia Manchester M12 4DT, England
00447877151083 - 00447815108503

مضامین قرآن

فہرست مضامین قرآن

بیس ابواب کے ذخائر آیات

جن کے مضامین پہلے دیئے جا چکے

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کی رائے گرامی
درباره **مختصر دورہ تفسیر قرآن**

عصر حاضر میں قرآن کا مطالبہ

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی (دیوبند)

کتاب فطرت قرآن کریم نے اقوام و امم کی ترقی و تنزلی کے لیے بطور ضابطہ فہرست ''ان مع العسر یسرا'' کو پیش فرمایا ہے۔ یہ ایک اساسی اور فطری زبان قانون ہے، لیکن ہمارے ماضی کے مذہبی، تہذیبی، تمدنی، معاشرتی اور سیاسی دائروں میں دوسوسالہ ناکامیوں کی زور قلم سے اضافہ کردہ داستانیں آج ہماری صحافت کی تنزلی مستقل موضوع بن گئی ہیں، جس نے زندگی میں کچھ کرنے کے حوصلہ وعزیمت پر مایوسی اور قنوطیت کو غالب کر دینے کی انتہائی نامبارک روایت قائم کر دی ہے۔ یہ روایت ملکی پیانے پر قومی دور کی ہے، لیکن آج کے بین الاقوامی دور میں محدود اندازِ فکر کو ترک کر کے ہماری اولین ضرورت یہ ہے کہ ارباب فکر ونظر دور حاضر میں عوامی ذہن سازی کے موثر ترین اور عالم گیر وسیلے پیپر اور الیکٹرانک میڈیا کو نہ صرف اس یاس اور قنوطیت سے ملت کو یکسر نجات دلانے کی مقصدی حیثیت دیں تاکہ نئی نسل میں فطری قوت کو زیادہ سے زیادہ بیدار کر کے صرف اسلام کی بنیاد پر اپنے اسلامی وجود کی عظمت و اہمیت کے ساتھ برابری کی ضرورت ہے ان کو آج کے عالمگیر میڈیا کے ذریعہ آشنائی عطا فرمائیں۔ ایک طرف یہ ضرورت ہے وہیں دوسری طرف اس کو بھی سامنے رکھنا ہے کہ ملت کے اسلامی قومی وجود کے شعور کو حرف غلط کی طرف مٹا دینے کی اکیسویں صدی، عالمی پیانے پر اپنی بے پناہ مادی، فکری، نظریاتی اور ایجاداتی قوتوں کے ساتھ آپ کی نئی نسل پر بطور خاص حملہ آور ہے۔

یہاں غیر معمولی طور پر ایک قابل غور اور لائق توجہ بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ نئی نسل کے دینی مربی علمائے کرام اگر چہ اپنی عظیم علمی وسعت اور وقیع مخلصانہ جذبہ خدمات کے باوجود بالعموم نئی نسل کے مانوس طرز فکر اور محبوب زبان و بیان کی موثر تعبیر سے ناآشنا ہیں اور طویل تجربات اس پر شاہد عدل ہیں کہ اس ناآشنائی اور ناواقفیت کے نتیجے میں ان کی

خدمات کا معتد بہ حصہ بے اثر و بے نتیجہ رہ جاتا ہے، اس لیے پھر یہ سوال برمحل اہمیت حاصل کر لیتا ہے کہ عصر حاضر کی لازم کردہ، یہ عظیم خدمت و ضرورت تکمیل پذیر ہوگی کیسے؟ ممکن ہے کہ اس کا حل یہ پیش کیا جائے کہ ہمارے پاس وقت کی زندہ زبان، نئے طرز فکر اور جدید تعبیر و بیان سے واقفیت کے ساتھ دینی ذوق و مزاج رکھنے والا عصری تعلیم سے آراستہ طبقہ بھی موجود ہے جسے ہم بہ سہولت اس اہم ملی اور دینی خدمت میں استعمال کر سکتے ہیں۔

یہ جواب ایک حد تک قابل قبول ضرور قرار دیا جا سکتا ہے لیکن قابل لحاظ تجربات کی روشنی میں یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ طبقے کے ساتھ بذیل تعلیم جدید، بالارادہ یا بلا ارادہ مغربی تہذیب و تمدن سے فکری اثر پذیری اور جدت پسندی تھوڑے بہت وہ جراثیم بھی ساتھ ضرور آئیں گے جو اسلامی عقائد و اعمال سے متعارف ہی نہیں، بلکہ برملا متصادم ہوتے ہیں، لہٰذا دینی مزاج اور جذبہ خدمت کے باوجود نیز آنے والے دور میں غیر معمولی ارتقا پذیر مادیت کے بالمقابل نسل کی مقصود تربیت کا حق ادا کرنا بھی اس طبقے سے متوقع محسوس نہیں ہوتا، اس لیے آغاز عمل کے ساتھ ساتھ پیش آنے والے اس دشوار ترین مرحلے کا کامیاب حل اس کے سوا دوسرا عمل نہیں ہے کہ عصری اور دینی علوم کی جامع نئی درسگاہیں قائم کی جائیں اور قدیم صالح اور جدید نافع کے حامل ایسے علماء تیار کیے جائیں جو اکیسویں صدی کی متوقع زبردست مادی ترقی سے نئی نسل کے سامنے آنے والے نئے سوالات، نئے شبہات، نئے اعتراضات اور نئی دلالات کے نہ صرف جوابات ہی سے، بلکہ ان کے مانوس افکار و نظریات کو ملحوظ رکھ کر ان کی محبوب زبان و اصطلاحات کے ذریعہ انہیں مطمئن بھی کر سکیں اور نئے چیلنجوں کی کتاب و سنت کی روشنی میں تار و پود بھی بکھیر سکیں۔ اسلام کی بنیاد پر نئی مسلم نسل کی روشن مستقبل سازی کے لیے اس کا سدباب بھی ضروری ہے کہ گزشتہ صدی میں ایشیاء پر چھائی ہوئی یورپین اقوام کی اسلام برخلاف برپا کردہ لاتعداد سازشوں میں سب سے خطرناک ترین سازش یہ تھی کہ نفسیاتی طور پر مادی علوم کو مقبول بنانے کے لیے جدید کی اصطلاح کو عالم گیر بنایا گیا اور انسانیت کو انسانیت کا حقیقی مقام رفعت و عظمت عطا کرنے والے اخلاق آمیز علوم اسلامیہ کو ثانوی درجہ دے کر نا قابل التفات بنانے کے لیے قدیم اصطلاح کو عالم گیر بنایا گیا اور یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ آج بھی ملت اسلامیہ کا ایک بہت بڑا طبقہ ان سازشی اصطلاحوں کا شکار ہے، اس لیے عصر رواں میں اس کا توڑ صرف اسی

صورت میں ممکن ہے کہ امت کو مفسر، محدث، فقیہ، متکلم، مدرس اور مفتی عطا کرنے والے مصروف خدمت قدیم مدارس اسلامیہ کو چھیڑے بغیر دینی اور عصری تعلیم کی جامع نسل تیار کرنے کے لیے عالمی پیمانے پر ایسے موقر و موثر نئے جامعات و مدارس کی تاسیس کو مستقل مقصدی حیثیت دی جائے کہ جن سے اسلامی نقطہ فکر کے مطابق مستفید نسل مادی و سائنس اور اخلاق روحانی دونوں قسم کے علوم سے بدرجہ کمال بہرہ ہو اور آنے والے دور کے بالمقابل طور قوت فکری، ہمت علمی اور جرأت ایمانی کے ساتھ سینہ سپر ہو سکے۔

آنے والے دور کے چند اہم تر مطالبات پر یہ عرض داشت بصد ادب و احترام پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج دنیائے کفر و شرک کی اسلام کے برخلاف مشترک و متحدہ عظیم انٹرنیشنل ببانگ دہل خبر دے رہی ہے کہ اگر اربابِ علم و دانشوران اسلام نے یہ پیش بندی نہ کی تو کوئی طاقت اس تاریک مستقبل کو روکنے والی نہیں ہوگی کہ جس میں مادی ترقیاتی کی قیمت ملت اسلامیہ کو اپنی نئی نسل کے ایمان و اسلام کی صورت میں خدانخواستہ ادا کرنی پڑ جائے۔

بالفاظ دیگر نئے اور تیز رفتار انٹرنیشنل وسائل علم و خبر کی موجود و مالک قوتیں نہ صرف اسلام دشمن اور مذہبی بیزاری ہی کی داعی ہیں بلکہ انسانی فطرت کے ساتھ کامل مطابقات رکھنے والے دین اسلام سے ان کا خوف کھانا اس لیے برمحل ہے کہ فکری رفعتوں اور سائنس ترقیوں کے اس دور میں نہ دے سکنے والے ان کے اپنے غیر مطابق فطرت مذاہب خود ان کی اپنی نگاہوں میں بے قیمت بن رہے ہیں اور آج اس زندہ حقیقت کا کھلی آنکھوں دنیا مشاہدہ کر رہی ہے کہ اسلام کے برخلاف اپنے عالمگیر وسائل نشر و اشاعت کے بے تحاشا استعمال کے باوجود یورپ اور امریکہ میں بتائید خداوندی، اسلام کے حلقہ بگوش ہونے والوں کی سالانہ تعداد دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلے پر بدرجہا زائد ہے۔

اس مختصر تحریر پر یہ بھی عرض کیے بغیر اطمینان نہیں ہوتا کہ آج عوامی ذہن سازی کا سب سے بڑا ذریعہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ہیں، جن کی پرتاثیری محتاج بیان نہیں ہے، لیکن بصد افسوس اس ناقابل انکار حقیقت کا اظہار بھی ناگزیر ہے کہ یہ ضروری ذرائع ابلاغ دنیا کے سب سے پہلے اور سب سے آخری بین الاقوامی دین فطرت اسلام کو کماحقہ میسر نہیں ہیں اور جس درجے میں میسر بھی ہیں تو ان کا استعمال اسلام کے طریق پر برمحل نہیں ہو رہا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اربابِ فکر اکیسویں صدی کے استقبالیہ ایجنڈے میں اسلامک

میڈیا کو اسی اہمیت کے ساتھ شامل فرمائیں کہ اسلام جس کا بجا طور پر ہی نہیں بلکہ لازمی طور پر مستحق اور ضرورت مند ہے۔

ان طالب علمانہ کلمات کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اکیسویں صدی میں کلمہ اسلام کی سربلندی کے لیے مخلصانہ جدوجہد کی ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائے اور ہماری حقیر خدمات کو قبولیت خاصہ ارزانی فرمائے۔ آمین

معمارِ حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز

الحمدللہ کہ میرے نصف صدی سے زیادہ کے سفر و حضر کے ساتھی، سیالکوٹ (پاکستان) کے ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب، مدرس حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور نے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فنی تعلیم کے طلبہ اور دفتروں میں کام کرنے والے اسسٹنٹ آفیسرز کے لیے ان کی صرف ایک ماہ کی ابتدائی عربی تعلیم کے بعد انہیں مدارس عربیہ کے فارغ طلبہ کے ساتھ مل بیٹھنے اور مشترکہ طور پر پرانے اسلام کے گرد حفاظت کا پہرہ دینے کے لیے ایک مختصر دورہ تفسیر قرآن کا نظم ترتیب دیا ہے اور قرآن کریم کے اس وقت کے اعتبار سے زیادہ اہم مضامین کو بیس نئے ابواب میں مرتب کیا ہے۔

یہ ابواب کتاب القرآن، کتاب الایمان، کتاب الکفر والالحاد، کتاب التوحید، کتاب النبوۃ والرسالۃ، کتاب الصحابہ، کتاب التقلید والاجتہاد، کتاب المعیشت، کتاب المعاشرت اور کتاب الانبیاء وغیرہا من المضامین المہمہ کے بیس ابواب ہیں اور آپ نے اپنی اس کتاب کو یہ نام دیا ہے "بست بابی فہرست مضامین قرآن"۔

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب جو انگلینڈ کے پی ایچ ڈی ڈاکٹر بھی ہیں اور مانچسٹر کے اسلامی علمی ادارہ اسلامک اکیڈمی آف مانچسٹر کے بانی ہیں، یہ ادارہ گریٹر مانچسٹر میں مسلک دیوبند کا ایک نظریاتی ادارہ ہے انہوں نے وقت کی اس نبض پر ہاتھ کیسے رکھا اس طرف توجہ کیسے ہوئی اس کے لیے کچھ پیچھے لوٹنے کی ضرورت ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کی ایک تحریر جو نصف صدی پہلے (۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ) کی ہے اور دیوبند ۵۸۷ نمبر میں درج ہے حضرت حکیم الاسلام کی اس تحریر کی آخری دو سطریں یہ ہیں:

''علماء کرام اور مدارس کے منتہی طلبہ کے لیے اور یونیورسٹیوں کے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔
دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس کتاب کو نافع اور مقبول فرمائے۔''

حضرت حکیم الاسلام کے یہاں ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کس درجہ کے علمی اعتماد میں تھے، آپ کی ایک تحریر موصوف کی کتاب ''مقام حیات'' پر بھی ہے، جس میں آپ نے اس کتاب پر اپنے روحانی اثرات کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس وقت اس بات کا کسی کو تصور تک نہ تھا کہ نصف صدی کے بعد بھی مصنف دامت برکاتہم مضامین قرآن کی ایک بست بابی فہرست ترتیب دیں گے جس سے پرانے اسلام کے گرد حفاظت کا پہرہ دینے کے لیے دونوں حلقوں کا ایک مشترکہ مختصر دورہ تفسیر قرآن ہماری علمی صفوں میں جاری ہو سکے گا۔

یہ دیوبند کا ہی ایک فیض ہے جو اس اہم دینی ضرورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے اور پاکستان میں اس کی صدائے بازگشت جامعہ اشرفیہ لاہور فیروز پور روڈ میں سنائی دی جا رہی ہے۔ آپ نے اس بست بابی فہرست کے دوسرے حصے میں جس کا نام آپ نے ''مختصر لغات القرآن'' رکھا ہے پہلے عربی کے سولہ ابتدائی سبق ایک نہایت سادہ اور آسان پیرائے میں ترتیب دیئے ہیں کہ انہیں ازخود مطالعہ کرنے والے سے بھی قرآن کی اجنبیت دور ہو جاتی ہے اور وہ آگے دیئے گئے چار سو قرآنی الفاظ کو ہر روز دس لفظ یاد کر کے قرآن کریم کے بہت قریب آ جاتا ہے۔ عصری تعلیم کے یونیورسٹی طلبہ ہر روز صرف ایک گھنٹے کی محنت سے اس لائق ہوسکیں گے کہ مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ کے ساتھ بیٹھ کر بست بابی مضامین قرآن کے اس مختصر دورہ تفسیر قرآن سے اپنی استعداد کے مطابق آشنا ہوسکیں اور ہمارے موجودہ نظام تعلیم کی دو متوازی صفوں میں جو دیوار کھڑی ہے وہ ہماری علماء کرام کے اس مختصر دورہ تفسیر کو اپنانے سے یک دم زمین پر آ گرے گی۔ **وما ذلک علی اللہ بعزیز۔**

محمد سالم قاسمی
۱۲ر شوال المکرم ۱۴۲۷ھ

رائے گرامی مخدوم العلماء حضرت مولانا عبید اللہ المفتی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

بر مختصر دورہ تفسیر قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے مادیات کی صف پہلے بچھائی۔ زمین و آسمان پہاڑ پہلے بنائے اور زمین میں دریا بہائے اور پھر اس میں وحی رسالت کی روح پھونکی جس سے کائنات کو زندگی ملی۔ انبیاء کرام اپنے اپنے وقت میں تشریف لاتے رہے یہاں تک کہ اس آخری دور میں رسالت محمدی ﷺ ایک آفاقی صورت میں جلوہ گر ہوئی اور پورے روئے زمین کے لیے ایک ہی وحی رسالت کا نور چمکا یوں سمجھئے کہ اب اس سے مادی جسد میں ایک روح اتری۔ قرآن کریم ہی وہ روح ہے جس نے کائنات کو زندگی بخشی۔ مادیات میں جہاں جہاں قرآنی ہدایت پہنچی اس میں زندگی آتی گئی اور زمین کے جو جو افراد اور حصے اس روح قرآن سے بیگانے ہوتے گئے وہ چلتی پھرتی لاشیں تو ہیں لیکن ان میں زندگی کی کوئی روح جاری اور ساری نہ رہی۔

قرآن کریم میں قرآن کریم کو اس پیرائے میں روح کہا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم سے ہی پوری کائنات کی زندگی ہے۔ **وکذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا۔** (پ۲۵، الشوریٰ ۵۲)

اس آیت میں قرآن کریم کو روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سورہ النحل کی ایک آیت کے تحت لکھتے ہیں:

> جس طرح مادی اجسام کو نفخ روح سے ظاہری حیات حاصل ہوتی ہے اس طرح جو قلوب جہل وضلال کی بیماریوں سے مردہ ہو چکے ہیں وہ وحی الٰہی کی روح پا کر زندہ ہو جاتے ہیں۔

دورِ حاضر میں پوری دنیا ایک عجیب تذبذب اور بے چینی کا شکار ہے جس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس جسد خاکی سے روح نکل چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا

کو جس نور سے زندگی بخشی تھی۔ اب اس زندگی کو پھر سے پانے کے لیے اس آسمانی نور کی بجائے خوفناک ایٹمی ہتھیاروں کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ سائنسی تجربات میں فکر رسا نہیں لیکن ہم اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ یہ فکر گستاخ اس پیرایہ فطرت سے کہیں دور ہے جس سے اب تک کائنات کو زندگی ملتی رہی ہے۔

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اس کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں اس کا آشیانہ

مسلمانوں کے پاس اس متاع گم گشتہ کو پھر سے پانے کے لیے اس کے سوا اور کوئی تجویز نہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے بنی نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کے قریب کیا جائے اور جو خلیج اس وقت دنیوی اور تجرباتی علوم میں اور دینی علوم میں عالمی سطح پر قائم ہو چکی ہے اسے یکسر پاٹ دیا جائے۔

اس دنیا میں ہر دور میں مختلف فکری فتنے اٹھتے رہے ہیں اور ہر دور میں علمائے امت نے ان کا سامنا کرنے کے لیے قرآن کریم کے متعدد چراغ جلائے ہیں اور تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ خیر و شر کے ان بیشتر معرکوں میں علمی اور فکری طور پر ہمیشہ فطرت کے مقاصد ہی روشن ہوئے ہیں اور دنیا کو چلانے اور بچانے کے لیے جتنے بھی خلاف فطرت ذرائع انسان نے غلط طور پر سوچے ہیں بالآخر پسپائی ہی ان کا نصیب رہی ہے۔

عصر حاضر کے ایسے جملہ علمی اور فکری نظریات سے نبٹنے کے لیے ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کی دنیوی اور تجرباتی علوم کی درسگاہوں میں مسلم طلبہ کی قرآن کریم سے اجنبیت کو یکسر دور کیا جائے اس پر مختصر کوشش سے دنیوی اور تجرباتی علوم کے طالبعلم بیشک قرآن کریم کے پورے عالم نہ بن سکیں لیکن اس درجے میں وہ قرآن کریم کے ضرور قریب ہو جائیں گے کہ امت میں اب کوئی نیا فتنہ پرور مفکر انہیں اس پرانے اسلام سے بدگمان نہ کر سکے۔ جو قرآن کریم کی رو سے ان پہلے اسلام لانے والوں کو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا اعزاز دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس امت کو خیر امت کا اعزاز دیا گیا ہے۔ اس سے بیگانہ رہ کر چلنا ہرگز کوئی راہ اسلام نہیں ہے۔

قرآن کریم کے ہزاروں علوم کا احاطہ ہمارے دنیوی علوم کے طلبہ کے لیے ان کی اپنی اپنی لائنوں میں رہتے ہوئے کسی طرح ممکن نہیں اس کے لیے اس دور میں ضروری ہے کہ

قرآن کریم کے زیادہ اہم مضامین کو چند نئے ابواب میں لا کر ان سے جدید طلبہ کی قرآن کریم سے اجنبیت یکسر ختم کی جائے تاکہ وہ اصولی درجہ میں اپنے ایمان وعمل کو ہر جدید فتنہ سے پوری طرح تحفظ دے سکیں۔ ان طلبہ کے سامنے ان نئے ابواب سے متعلقہ کچھ آیات بینات کی اس طرح نشاندہی کر دی جائے کہ ان آیات کے تراجم وتفاسیر وہ خود اپنی کاوش سے اس دور کے معروف مستند علماء اعلام کی تفسیروں سے جب بھی ضرورت پڑے خود مطالعہ کر سکیں۔

مقام مسرت ہے کہ برادر عزیز مولانا خالد محمود امرتسری ثم سیالکوٹی نے ان نئے حالات پر نظر کرتے ہوئے قرآن کریم کے ان اہم مضامین کو ایک جامع بست بابی فہرست میں جمع کر دیا ہے اور ہر باب کے تحت کچھ آیات کی نشاندہی کر دی ہے۔ جن کے مختصر مطالعہ سے اپنے ایمان کی سرحدوں کے گرد پوری حفاظت کا پہرہ دیا جا سکتا ہے۔ مؤلف قبلہ والد صاحب مفتی محمد حسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے معتمد ترین شاگردوں میں سے ہیں اور آپ کی علمی تاریخ لاہور میں جامعہ اشرفیہ کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلی ہے اور اس پہلو سے ہم انہیں جامعہ اشرفیہ کا رکن رکین کہہ سکتے ہیں۔ اب آپ اگرچہ انگلینڈ میں مقیم ہیں لیکن آپ اب بھی جب پاکستان آتے ہیں آپ کی جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریس ہمیشہ طلبہ کے لیے بہت کشش کا موجب رہی ہے۔ دورہ حدیث میں آپ کا مؤطا امام مالک اور امام محمد کا درس طلبہ میں بہت مقبول رہا ہے۔

جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کے پہلے جلسہ میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی، محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھی، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی (جو جامعہ عباسیہ بہاولپور سے تشریف لائے تھے)، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کے ساتھ مقررین میں سب سے کم عمر مولانا خالد محمود صاحب تھے۔ الحمدللہ! کہ وہ اب بھی جب انگلینڈ سے پاکستان آتے ہیں تو جامعہ اشرفیہ کے دورہ حدیث کے طلبہ بڑے اشتیاق سے ان کے منتظر رہتے ہیں۔ آپ کے درس سے قدیم وجدید ذہن کے طلبہ برابر مستفید ہوتے ہیں۔

آپ نے قرآن کریم کی اس عصری ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن پاک کو بیس بڑے ابواب میں منقسم کر کے ہر باب کے تحت کچھ آیات جمع کر دی ہیں۔ اگر ہمارے درس نظامی کے طلبہ بھی انہیں اس ترتیب سے اپنے تحقیقی مطالعہ میں لائیں تو اس سے پرانے

اسلام کے خلاف اٹھائی ہوئی ہر آواز ایک بے مثال متانت اور سنجیدگی سے دبائی جا سکتی ہے۔

ہمارے دنیوی اور تجرباتی علوم کے طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس طرح اپنے کلمہ و اذان اور نمازوں کے لیے عربی زبان کو اپنے دین کا ضروری جزو سمجھتے ہیں وہ عربی زبان کو بھی صرف عرب ممالک کی زبان نہ سمجھیں اس کو اپنے دین کی سرکاری زبان سمجھیں اور اسے اس درجے میں سیکھنے کے لیے عربی گرامر کی کچھ تعلیم ضرور حاصل کریں جس سے ان کی عربی زبان سے اجنبیت یکسر دور ہو جائے اور یہ کوئی مشکل مرحلہ تعلیم نہیں ہے۔

مولانا خالد محمود صاحب نے اس بست بابی فہرست کے ذیل میں مبادیات عربی کے سولہ سبق اس آسان پیرائے میں قلمبند کر دیئے ہیں کہ ہمارے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کی صرف ایک ماہ کی مسلسل کوشش انہیں ہمیشہ کے لیے قرآن کی عربی مبین سے کسی درجے میں ضرور آشنا کر دے گی۔

مؤلف مذکورہ نے عربی زبان کے ان سولہ اسباق کے بعد لغات القرآن کے عنوان سے پانچ سو کے قریب عربی الفاظ بھی اپنے ماضی و مضارع کے پیرایہ میں اس طرح پیش کر دیئے ہیں کہ اگر یہ طلبہ ہر روز ان میں سے صرف (۱۰) دس لفظ بھی یاد کریں اور انہیں قرآن کریم کی آیات میں بھی کسی صورت میں دیکھ لیں تو ان شاء اللہ العزیز ان کی عربی قرآن کریم سے اجنبیت بالکل جاتی رہے گی اس صورت میں وہ طلبہ ہمارے مدارس عربی کے طلبہ کے بہت قریب آ سکیں گے اور کسی درجہ میں وہ سب ایک مختصر دورہ تفسیر قرآن میں بھی اکٹھے بیٹھ سکیں گے۔

اللہ رب العزت اس مختصر کوشش کو کامیاب فرمائے اور اس سے ہمارے سرکاری دفتروں میں بھی قرآن کریم کی روشنی کو داخل کر دے تو اس کا ہماری جدید صفوں پر ایک بڑا علمی احسان ہوگا۔ امید ہے ہماری عربی درسگاہیں بھی اپنے ہاں اس مختصر دورہ تفسیر قرآن سے ہماری جدید نسلوں کو اپنے بہت قریب کر سکیں گی اور یہ پوری قوم کا پرانے اسلام پر ایک پورا اتفاق ہوگا۔

(مولانا) محمد عبید اللہ المفتی

مہتمم، جامعہ اشرفیہ لاہور

مقدمہ

بست بابی مضامین قرآن

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

قرآن کریم میں اللہ رب العزت کی توحید و معرفت، انبیاء و مرسلین کی نبوت و رسالت، انسانیت اور زندگی و آخرت کے مسائل ایک نہایت عجیب اور مؤثر ترتیب میں دیئے گئے ہیں سورتوں اور آیات کی یہ ترتیب آسمانی ہے، عقائد و اعمال احکام و اخلاق اور معاشرت و معیشت کے ابواب آپس میں اس طرح ملے جلے ملتے ہیں کہ انہیں اپنے اپنے مستقل ابواب میں لانا اور عام انسانی ذہن کے قریب کرنا خاصا مشکل نظر آتا ہے پھر قرآن پاک کے اس عجیب پیرایہ میں عام انسانوں کے لیے جو روحانی کشش پائی جاتی ہے وہ اور کسی پیرایہ بیان میں نہیں آسکتی قرآن پاک جب صحیح ترتیل سے پڑھا جائے تو اس طرح انسانی دلوں کو کھینچتا ہے جیسے مقناطیس Magnet لوہے کی جزئیات کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس سے بسا اوقات انسان کو ہدایت بھی مل جاتی ہے لیکن ان مضامین کو مستقل ابواب میں لائے بغیر دین کی عملی تعلیم دینا ایک بڑی مشکل گذار گھاٹی ہے۔

یہ کتاب خدا کی یاد اور اس کی راہ پانے کے لیے تو بیشک آسان کر دی گئی ہے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی اشباہ و امثال کو صرف علماء ہی سمجھ پاتے ہیں ایک طرف یہ کہا گیا:

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر (پ۲۷، القمر۱۷)

تو دوسری طرف اس کے اشباہ و امثال کے بارے میں کہا گیا:

وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون (پ۲۰، العنکبوت۴۳)

اور پھر احکام کی گہرائی میں تو مجتہدین ہی اتر سکتے ہیں جہاں انہیں نص نہ ملے وہ قیاس صحیح سے نصوص سے مسائل کشید کرتے ہیں یہ صرف فقہاء کرام ہیں جنہوں نے کتاب و

سنت اور قرآن و حدیث کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر کر اس عجیب ترتیب میں پھیلے مضامین کو کتب فقہ میں ایک عملی ترتیب دی اور اب تک امت میں کتاب و سنت پر عمل فقہ کے ان مختلف ابواب سے ہی چلا آ رہا ہے۔

قرآن پاک میں جملہ مسائل شریعت ایک ایسی ترتیب میں مخلوط ہیں کہ یہ خود ایک معجزہ ہے کہ ایک دنیا اس سے ہدایت پا گئی اور اس سے علم پانے والے مفسرین محدثین فقہاء اور متکلمین اپنی اپنی ہمت کے مطابق اس سے موتی چنتے رہے اور پھر ان میں بھی ان کے اپنے اپنے درجات قائم ہوئے یوں سمجھئے کہ جن کو علم دیا گیا وہ بھی کئی درجات میں پائے گئے ہیں۔

والذین اوتوا العلم درجت (پ۲۸، المجادلۃ ۱۱)

ڈیڑھ ماہ کے مختصر وقت میں پورے دورہ تفسیر سے گذرنا خاصا مشکل ہے اور اب تو دورہ حدیث کے بارے میں بھی کئی اکابر علمائے کرام یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ ایک سال کے مختصر عرصے میں پورے فن حدیث کے گرد وفا کے پورے پھیرے نہیں دیئے جا سکتے چہ جائیکہ دورہ تفسیر ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں پورا پڑھایا جا سکے۔

اس صورت حال میں مناسب معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے مختلف پیرایوں میں پھیلے ہوئے مضامین کو بیس اہم ابواب میں لایا جائے اور پھر ہر باب کے تحت اس کی مختلف مقامات میں پھیلی آیات کو یکجا کر دیا جائے فارغ التحصیل علماء کرام قرآن کریم میں ربط آیات اور اس کی مختلف تراکیب کو بڑی کتابوں کے اپنے مطالعہ سے از خود پا سکیں گے۔ رہے طلبہ تو ان کے لیے اس احساس سے مضامین قرآن کی یہ بست بابی فہرست مرتب کی گئی ہے پھر ہر کتاب کے ذیل میں اس کے مختلف پہلوؤں کو مختلف عنوانوں سے سامنے لایا گیا ہے اور پھر ہر ایک کے ذیل میں قرآن پاک کی کچھ آیات کی نشاندہی کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے ہاں رکھے مترجم قرآن کریم سے ان مقامات کو از خود دیکھ سکیں گے۔

ہم مضامین قرآن کی اس بست بابی فہرست کے ساتھ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بعض قواعد علمی بھی آگے بیان کریں گے۔ ملحدین نے قرآن کریم کی کن کن آیات پر مشق تحریف کی ہے کچھ انہیں بھی ذکر کیا جائے گا۔ یہ شش بابی فہرست اس کے بعد ملے گی یہاں ہم اس شش بابی فہرست کی اس طرح نشاندہی کیے دیتے ہیں۔

ا۔ قرآن کریم میں نسخ احکام کی بعض اندرونی شہادتیں

۲۔ کتاب القواعد العلمیہ فی بعض الاسالیب العربیہ

۳۔ قرآن کریم کی تقسیم آیات محکمات اور متشابہات میں

۴۔ قرآن پاک کی آیات جو اپنے ظاہر معنی پر نہ سمجھی جائیں

۵۔ کتاب الآیات التنزیلیہ والآیات التکوینیہ

۶۔ کتاب الآیات المظلومۃ

یہ وہ آیات ہیں جن پر:

پادریوں، نیچریوں، قادیانیوں اور روافض نے اپنے اپنے مقاصد کے لیے بہت زیادتیاں کی ہیں۔

ہم نے مضامین قرآن کی اس بست بابی فہرست میں صرف آیات کی نشاندہی کی ہے اور کچھ ان کے ذیلی عنوانات قائم کر کے ان کے تحت کچھ آیات جمع کر دی ہیں تا کہ طلبہ خود اپنے مطالعہ اور متداول تفسیروں کی مدد سے ان کے مضامین کو اپنے سامنے رکھ سکیں گے۔ یہ فہرست خود کوئی تالیف نہیں صرف بعض قرآنی مضامین کی نشاندہی ہے۔ یہ بست بابی فہرست ایک ایسی تالیف ہے جس میں متن بھی بیشتر ایک فہرست ہے اور ظاہر ہے کہ جس طرح ہر تالیف کی فہرست ہوتی ہے اس کی بھی ایک فہرست ہوگی اس لیے پہلی نظر میں آپ کو اس فہرست میں کچھ تکرار نظر آئے گا اس کے لیے ہم نے اس کی فہرست میں اپنے مضامین کے آگے صفحہ نمبر نہیں دیئے یہ مضامین جب متن میں آئے ہیں وہاں ان کے صفحہ نمبر دیئے گئے ہیں۔

امید ہے ان کے باقاعدہ مطالعہ سے یا ان کے دورہ تفسیر سے طلبہ اور عوام عصر حاضر میں اسلام کے نام سے الجھے ہوئے کئی مسائل میں اپنے میں ایک نفس مطمئنہ محسوس کریں گے جب ان ابواب سے دلوں کا بوجھ اتر جائے گا پھر قرآن کریم کے انوار ہمیں جلی صورت میں اپنے دینی معاشرے میں نظر آ سکیں گے۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

پھر فنی تعلیم کے طلبہ اگر اپنے ذاتی اوقات فرصت میں عربی زبان کے چند بنیادی قواعد بھی سیکھ لیں اور ان پر دو ماہ سے زیادہ محنت نہ لگے گی تو پھر ان جدید تعلیم یافتہ

نوجوانوں کی بھی عربی قرآن سے کچھ اجنبیت نہ رہے گی۔اس بست بابی فہرست کے ساتھ ہم وہ پندرہ اسباق بھی تجویز کر رہے ہیں جن پر یکسوئی سے کی گئی چند روزہ محنت سے ہم اپنے معاشرے میں قرآن کریم کی نورانی تعلیمات کو کافی حد تک عام کر سکیں گے۔اس کے بعد یہ فنی تعلیم کے طلبہ اگر مولانا مشتاق احمد چرتھاولی کی اُردو میں لکھی صرف ونحو کی دو کتابوں (علم الصرف اور علم النحو) پر دو ماہ اور لگالیں تو کسی حد تک قرآن کریم کو خود سمجھنے میں بھی وہ کامیاب ہو سکیں گے۔عربی گرامر کے ان پندرہ اسباق کے بعد ہم نے قرآن کریم کے الفاظ کی ایک فہرست لغات القرآن کے نام سے لف ہذا کی ہے یوں سمجھے کہ اس بست بابی فہرست میں ہم نے انہیں بھی ساتھ لے لیا ہے۔اس فہرست الفاظ میں ہم نے اسماء اور افعال کو علیحدہ علیحدہ ترتیب دیا ہے تاکہ طلبہ افعال میں ماضی اور مضارع کو ایک ہی جگہ سمجھ پائیں اور اسماء میں انہیں واحد اور جمع کی ساتھ ساتھ پہچان ہوتی رہے اس معمولی سی محنت سے سیکولر تعلیم کے طلبہ کے لیے بھی قرآن کریم کو سمجھنا انشاء اللہ بہت آسان ہو جائے گا۔

قرآن کریم کے مختلف مضامین ان بیس ابواب میں ہی کیوں؟

قرآن کریم کے حوالے سے جو مضامین بھی کبھی مسلمانوں میں زیر بحث آئے ہیں زیادہ تر انہی عنوانوں کے گرد گھومتے ملتے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ مضمون قرآن پاک میں کسی ایک جگہ پر نہیں کئی دوسرے مقامات پر بھی کئی مختلف پیرایوں میں ملتے ہیں ہم نے ان سب کو یا بیشتر کو ایک جگہ بڑے عنوان میں جمع کیا ہے۔اس سے اسلامی علوم کے طلبہ کو اس موضوع کے کئی دوسرے پہلو بھی بیک نظر سامنے مل جاتے ہیں اور اس طرح ایک موضوع سے متعلق بعض دوسری آیات ان آیات کی تفسیر بن جاتی ہیں اس سے اس کتاب کی سب آیات ایک دوسری سے ملتی جلتی نظر آتی ہیں۔اسے اس لیے بھی کتابا متشابہا کہا گیا ہے۔

ایک Main Chapter Heading (بڑے باب) میں آپ کو اس موضوع کی متعدد آیات ایک جگہ جمع ملیں گی اس سے ان قرآنی آیات سے اٹھائے گئے اختلافات اگر یکسر ختم نہ ہو پائیں تو کم ضرور ہو جاتے ہیں اس سے طلبہ اور دیگر فنی تعلیم کے نوجوانوں کو فہم القرآن میں بہت مدد ملے گی۔انشاء اللہ

طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ جب کسی بھی حلقہ سے قرآن کے کسی موضوع پر کوئی نئی الٹاثائی بات سنیں تو بیک نظر اسے اس کتاب میں اس کے ذیلی عنوانات میں دیکھیں انشاء اللہ العزیز اس سے کوئی نہ کوئی چابی ضرور ان کے ہاتھ میں آجائے گی جس سے وہ اپنی اس نئی پیش آمدہ مشکل کو حل کر سکیں گے۔

ہم نے ان بڑے ابواب کو جنہیں ہم کتاب کے نام سے یہاں پیش کر رہے ہیں صرف قرآنی حوالوں تک بند رکھا ہے اور اس کے ذیل میں کوئی حدیث اور اثر پیش نہیں کیا اور نہ کسی تفسیر کا حوالہ دیا ہے یہ اس لیے کہ کسی موضوع پر اس کے اسلامی موقف کو جاننے میں طلبہ علوم اسلامی کو قرآن کی طرف لوٹنے کی ایک عادت پڑے اور وہ نہ صرف جان سکیں بلکہ مان سکیں کہ قرآن کو جس طرح اس کے دور اوّل میں سمجھا گیا اب بھی ہم اسی آئینہ میں قرآن کریم کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور کلاسیکل اسلام کو ماڈرن اسلام میں بدلنے کی ہمیں کہیں ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ احادیث میں آیا ہوا دین ہرگز کہیں کسی آیت کے خلاف نہیں ہے فہم قرآن کے نام سے منکرین حدیث کے کسی حلقہ میں جانا اس میں ہرگز کوئی دانائی نہیں ہے۔

مضامین قرآن کے اس خاکہ میں آپ کو ان ابواب پیش کردہ میں تقریباً وہی تفصیل ملے گی جو ہم اپنی کتاب آثار التنزیل میں پہلے مختلف عنوانات سے ہدیہ قارئین کر آئے ہیں۔ پھر بھی طلبہ سے گزارش ہے کہ آپ ہمارے پیش کردہ قرآنی حوالوں میں اگر کہیں کچھ پیچیدگی یا مشکل محسوس کریں تو آپ قرآن کریم کی ان آیات کو جلیل القدر علماء کی اُردو تفاسیر میں دیکھ لیں۔ جب قرآن کریم اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ تو اس میں کہیں کسی طرف بھی کوئی اختلاف باقی نہیں رہ سکتا۔ خود قرآن کریم میں کہہ دیا گیا ہے کہ اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں ایک جگہ نہیں کئی جگہ اختلافات ملتے۔

ولو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافاً کثیرا (پ۵، النساء ۸۲)

مسلمانوں میں آج کل کے حالات میں نظریاتی اختلافات زیادہ ہیں اور عملی اختلافات نسبتاً کم۔ سو ان ابواب میں جہاں ہمیں نظریاتی اختلافات زیادہ وسیع پھیلے نظر آتے ہیں۔ ہم نے زیادہ ذیلی عنوانات کی نشاندہی کی ہے اور جن امور کا تعلق مسلمانوں کی عملی زندگی سے ہے اور وہ زیادہ نہیں ہیں ہم نے انہیں زیادہ وسعت نہیں دی تاہم مضامین قرآن کے ان خاکوں میں ہم نے چند پہلے ابواب کو کچھ اس طرح پھیلا دیا ہے کہ اس کی روشنی میں

علماء کرام اگلے ابواب میں بھی ان کے مزید ذیلی عنوان تجویز کرسکیں کے مضامین قرآن کی یہ تقسیم اگر طلبہ کو پسند آئی اور انہوں نے ان میں دلچسپی لی تو ہم انشاء اللہ العزیز اس کے کسی اگلے ایڈیشن میں انہیں بھی ایک وسعت دے سکیں گے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اب ہم مضامین قرآن کے ان بیس (۲۰) ابواب قرآن کا ان خاکوں کی صورت میں آغاز کرتے ہیں۔ پہلا خاکہ کتاب القرآن ہے دوسرا کتاب الایمان تیسرا کتاب الکفر والالحاد اور چوتھا بڑا باب کتاب المنافقین ہے۔ ان چار ابواب میں اگر طلبہ علوم اسلامی کچھ مہارت پیدا کرلیں تو اسلام کے نام پر مذاہب باطلہ کے فہارے سے ہوا بالکل نکل جاتی ہے اور عملی زندگی میں مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں۔

یہ بیس ابواب جملہ مضامین قرآن کا ایک نیا باب ہیں یہ ان کے جملہ مضامین کا احاطہ نہیں۔ قرآن کریم کے طلبہ کے لیے یہ ایک مختصر پیرایہ تعلیم ہے اب ہم ان مضامین کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جن کے علمی ماخذ آپ کو کتاب وار خاکوں میں ملیں گے ان آیات کے تراجم و تفاسیر میں آپ کو وہ مضامین اور زیادہ تفصیل سے ملیں گے۔ جن کی نشاندہی ہم نے فہرست میں پہلے کردی ہے۔ مضامین فہرست میں دیئے گئے ہیں اور ان کی رہنما آیات کتاب وار خاکوں میں دی گئی ہیں۔

پہلے دور میں قرآن کریم کی تفسیر میں بہت کم اختلاف ہوا ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں شروع سے ہی بہت اختلاف ہو گئے تھے۔ یہ قطعاً غلط ہے۔ تفسیر میں اس دور میں بہت ہی کم اختلاف ہوا ہے۔ اگلے دور میں جو قرآن کریم کی بڑی بڑی تفسیریں لکھی گئیں ان میں زیادہ آیات کی حکمتوں اور ان کے لطائف و اسرار کا بیان ہے۔ احکام کا اختلاف بہت کم ہے اور قرآن پاک میں خود اس بات کی صریح نفی کی گئی ہے کہ اس میں کوئی اختلاف راہ پائے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر دینی محنت کو اپنے ہاں قبولیت بخشے جدید تعلیم یافتہ طبقے میں قرآنی تعلیمات آنے سے ہم اپنے نظام تعلیم کی اس بنیادی کمزوری سے کسی حد تک نکل سکیں گے جس کی وجہ سے آج امت مسلمہ کے نوجوان علمی اور فکری طور پر کئی حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

مولف عفا اللہ عنہ

آغازِ کتاب

بیس ابواب کے ذخائر آیات

الحمد للّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

۱۔ کتاب القرآن

اس کے چھ ذیلی عنوان ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کا تعارف

انہ لتنزیل رب العالمین (پ۱۹ الشعراء ۱۹۲)

نزل الفرقان علی عبدہ (پ۱۸ الفرقان ۱)

امنوا بما نزل علیٰ محمد (پ۲۶، محمد ۲)

وقرانا فرقنہ لتقراہ علی الناس علی مکث و نزلنہ تنزیلا (پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۶)

قرانا عربیاً (پ۱۲ یوسف ۲) لسان عربی مبین (النحل ۱۰۳)

مصدقاً لما بین یدیہ (پ۳ آل عمران ۴)

صحفاً مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ (پ۳۰ البینہ ۳)

آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم (پ۲۱ العنکبوت ۴۹)

۲۔ تاریخ القرآن، نزول، جمع، حفاظت

قرآن مجید فی لوح محفوظ (پ۳۰ البروج ۲۲)

نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک (پ۱۹: الشعراء)

ان علینا جمعہ و قرانہ (پ۲۹ القیمۃ)

لایاتیہ الباطل من بین یدیہ و لامن خلفہ (پ۲۴ حم سجدہ ۴۲)

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (پ۱۴، الحجر ۹)

۳۔ نسخ القرآن بالقرآن

ما ننسخ من آیۃ اوننسھا نات بخیر منھا (پ۱ البقرہ ۱۰۶)

الآن خفف اللّٰہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً (پ۱۰ الانفال ۶۶)

کتب علیکم الوصیة ان ترک خیراً (پ۱، البقرہ ۱۸۰)

۴۔ آداب القرآن

لایمسه الا المطهرون (پ۲۷ الواقعہ)

یتلوا صحفاً مطهرة (پ۲۹ القیمہ)

رتل القرآن ترتیلا (پ۲۹ المزمل)

یتلونه حق تلاوته (پ۲ البقرہ ۱۲۱)

اذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ (پ۱۴ النحل ۹۸)

فاستمعوا له وانصتوا (پ۹ الاعراف ۲۰۴)

۵۔ ایمان بالقرآن

یاایها الذین اٰمنوا اٰمنوا باللّٰہ ورسوله والکتٰب الذی نزل علی رسوله (پ۵ النساء ۱۳۶)

امن الرسول بما انزل الیه من ربه و المومنون (پ۳ البقرہ ۲۰۵)

یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (پ۱: البقرہ ۲۰۵)

یااهل الکتاب لستم علی شیٔ حتی تقیموا التوراة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (پ۶: المائدہ ۶۸)

والذین یومنون بالآخرة یومنون به (پ۷ الانعام ۹۲)

۶۔ قرآن مجید مشکل ہے یا آسان؟

نصیحت پکڑنے کے لیے آسان

ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (پ۲۷ القمر ۱۷)

فذکر بالقرآن من یخاف وعید (پ۲۶ ق ۴۵)

مسائل کے پہلو سے خاصا مشکل

وما یعقلها الا العالمون (پ۲۰ العنکبوت ۴۳)

لعلمه الذین یستنبطونه (پ۵ النساء ۸۳)

۷۔ اہل علم میں مختلف درجات ہیں

والذین اوتوا العلم درجات (پ۲۸ المجادلہ ۱۱)

۸۔ فہم قرآن کے چار صحیح ذرائع

۱۔ وحی غیر متلو سے ثم ان علینا بیانہ (پ۲۹ القیمہ)

۲۔ بذریعہ رسالت لتبین للناس مانزل الیھم (پ۱۴ النحل ۴۴)

۳۔ سبیل المومنین کے بھی خلاف نہ چلے

واتبع سبیل من اناب الی (پ۲۱ لقمان ۱۵)

۴۔ ازراہ اجتہاد و استنباط ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی

(پ۵ النساء ۱۱۵)

ولوردوہ...... الی اولی الامر منھم (پ۵ النساء ۱۵)

۲۔ کتاب الایمان

اس کے آٹھ ذیلی عنوان ہیں۔

ایمان کی حقیقت اجمالی۔ (ایمان مجمل)

۱۔ حضورؐ کی ہر بات کی تصدیق

فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (پ۵ النساء ۶۵)

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ (پ۱۸: النور ۶۳)

۲۔ ایمان کی حقیقت تفصیلی (ایمان مفصل)

کل اٰمن باللّٰہ و ملٰئکۃ و کتبہ ورسلہ ...... والیک المصیر

(پ۳ البقرہ ۲۰۵)

من اٰمن باللّٰہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتاب و النبیین

(پ۱، البقرہ ۱۷۷)

ومن یکفر باللّٰہ وملٰئکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الآخر

(پ۵، النساء ۱۳۶)

۳۔ ایمان اور عمل دو الگ حقیقتیں

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات (پ۱۶ الکھف ۱۰۷)

۴۔ ایمان کا لفظ کبھی ایک وسیع معنی میں

وما كان الله ليضيع ايمانكم (پ۲ البقرہ ۱۴۳)

۵۔ گناہ کبیرہ سے انسان ایمان سے نہیں نکلتا

وان طائفتان من المومنين اقتتلوا (پ۲۶ الحجرات ۹)

۶۔ ایمان اور اسلام حقیقۃً ایک ہیں

فاخرجنا من كان فيها من المومنين (پ۲۷ الذاريات ۳۵)

يمنون عليك ان اسلموا ...... بل الله عن عليكم ان هداكم للايمان (پ۲۶ الحجرات ۱۷)

۷۔ ایمان اور اسلام کبھی اپنے لغوی معنی میں

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے باپ سے کہا

وما انت بمومن لنا (پ۱۳، یوسف ۱۷) آپ ہمارے لیے مومن نہیں۔

۲۔ اسلام کبھی استلام کے معنی میں

قل لم تومنوا ولكن قولوا اسلمنا (پ۲۶ الحجرات ۱۴)

۸۔ ایمان میں کمی اور زیادتی

ایمان میں زیادتی اس کے مضبوط ہونے سے ہے

ایمان کبھی مضبوط ہوتا ہے کبھی ضعیف

تلاوت سے جو سکون ملے وہ ایمان کی زیادتی ہے

واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايماناً (پ۹ الانفال ۲)

ایمان میں کمی آنے کا بیان قرآن میں کہیں نہیں

ایمان میں زیادتی سکون و طمانینت کے معنی میں ہے

مومن بہ امور کی کمی بیشی کے معنی میں نہیں

هو الذى انزل السكينة فى قلوب المومنين ليزدا دوا ايماناً مع ايمانهم (پ۲۶ الفتح ۴)

عزیمت دکھانے کو بھی ایمان کا زیادہ ہونا کہا گیا ہے۔

فاخشوهم فزادهم ايمانا (پ۴ آل عمران ۱۷۳)

۹۔ کفر اور ایمان میں کوئی واسطہ نہیں

هو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن (پ۲۸ التغابن)

ومن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر (پ۱۵ الکھف ۲۹)

۱۰۔ کبھی ایمان علامات سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ کب؟ جب تک حقیقت معلوم نہ ہو

ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنًا (پ۵ النساء ۹۴)

ایمان کا ہر مدعی ضروری نہیں کہ مسلمان ہو

وماهم بمؤمنین ٥ یخادعون اللّٰه والذین امنوا (پ۱، البقرہ)

واللّٰه یشهد ان المنافقین لکاذبون (پ۲۸ المنافقون)

چند ذیلی مسائل

مومنات کا نکاح کسی کافر سے نہیں ہو سکتا

فان علمتوهن مومنات فلا ترجعوهن الیٰ الکفار (پ۲۸ الممتحنہ ۱۰)

ایمان پر آخرت میں جنت یقینی ہے

پہلے ایمان لانے والے اور بعد ایمان لانے والے برابر نہیں

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل (پ۲۷ الحدید ۱۰)

۳۔ کتاب الکفر والالحاد

۱۔ انکار نبوت کھلا کفر ہے۔ بعض دین کا انکار اور کل دین کا انکار برابر ہے۔

اولئک هم الکافرون حقا (پ۶ النساء ۱۵۱)

۲۔ کافر کسی ملت میں بھی ہوں سب ایک ہیں۔ الکفر ملة واحدة

هٰذٰن خصمان اختصموا فی ربهم (پ۱۷ الحج ۱۹)

۳۔ ایمان کا ہر دعویدار ضروری نہیں کہ مومن ہو

من یقول امنا باللّٰه وبالیوم الآخر وماهم بمومنین. (پ۱، البقرہ)

۴۔ کفر کبھی الحاد کی صورت میں بھی ہوتا ہے

ان الذین یلحدون فی ایاتنا (پ۲۴ حم سجدہ ۴۰)

۵۔ کفر کبھی بغیر ارادہ تبدیل ملت بھی واقع ہو جاتا ہے

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (پ۱۰، التوبہ ۶۶)

۶۔کافر وہی ہیں جو کبھی ایمان نہ لائیں

ان الذین کفروا سواء علیھم ءَ انذرتھم ام لم تنذرھم لایومنون

(پ ا: البقرہ)

جن کے آئندہ اسلام میں آنے کا امکان ہو وہ وقتی کافر ہیں اصلی کافر نہیں۔

جو لوگ بدر کے بعد ایمان لائے وہ بدر کے دن مشرکین میں دکھائے نہ گئے تھے۔

۷۔کافروں کی مختلف قسمیں

۱۔اصلی کافر اور وقتی کافر

۲۔کفر عناد والے اور کفر الحاد والے

۳۔لڑنے والے اور نہ لڑنے والے

۴۔کسی دین سماوی کے معتقد اور عام مشرکین

۱۔ ان الذین کفروا سواء علیھم ء انذرتھم ام تم تنذرھم لا یؤمنون (پ ا البقرہ)

۲۔ان الذین یلحدون فی ایاتنا (پ ۲۴ حم سجدہ)

۳۔ لاینھکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم (پ ۲۸ الممتحنہ ۸)

۴۔والذین ھادوا والصائبین والنصاریٰ والمجوس والذین اشرکوا (پ ۱۷ الحج ۱۷)

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین

۸۔نظریہ وحدتِ ادیان اسلامی نظریہ نہیں۔

سارے دین حق نہیں ورنہ ان میں قیامت کے دن فیصلہ ہونا نہ بتایا جاتا۔

۱۔ان اللّٰہ یفصل بینھم یوم القیمۃ (پ ۱۷: الحج ۱۷)

۲۔ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم (پ ۳ آل عمران ۵۵)

۳۔ ان ربک یقضی بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون (پ ۲۵، الجاثیہ ۱۷)

۴۔ ان ربک یقضی بینھم یوم القیمۃ (پ ۱۱، یونس ۹۳)

سقون اناہم الہیلة (پ۳۰ البینہ)

۸۔ ایسے ہی کافر ہیں جو خدا کو نہیں مانتے (ایضاً)

۹۔ مشرکین کی دو قسمیں

شرک جلی والے یہ اہل کفر میں سے ہیں

شرک خفی والے ان پر حکم کفر نہیں

۱۰۔ اہل کتاب کے لیے خاص رعایات

ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبائح جائز جو حلال جانوروں کے ہوں

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم

والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من

قبلکم (پ۶ المائدہ ۵)

۱۱۔ ایمان لانے کے بعد جو کفر کا مرتکب ہوا اس کے پہلے کیے سب نیک کام

ضائع ہو گئے اور وہ خود مرتد ٹھہرے۔

ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ. (ایضاً)

۱۲۔ مشرک کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں اور ان کی کبھی نجات نہیں۔

ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین (پ۱۱ التوبہ ۱۱۳)

ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ (پ۶ النساء ۴۸، ۱۱۶)

وما ہم بخارجین من النار (پ۲ البقرہ ۱۶۷)

۴۔ کتاب المنافقین

اس کے بھی چھ ذیلی عنوان ہیں۔

۱۔ صحابہ اور منافقین کبھی مخلوط نہ بیٹھتے تھے:

منافق آتے جاتے تو رہے مگر حضورؐ کی ہم مجلسی نہ پا سکے۔ اذا جاءک

المنافقون (پ۲۸ المنافقون) حضور کو یہ حکم رہا فلا تقعد بعد الذکری مع القوم

الظالمین (پ۷ الانعام ۶۸) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ

والعشی یریدون وجھہ (پ۱۵ الکہف ۲۸)

۲۔ منافقین کی حضورؐ کی مجلس سے بھی دوری ہی رہی:

لوّوا رؤوسهم ورايتهم يصدون (پ۲۸ المنافقون ۵) حضورؐ کی معیت والے کافروں کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ والذين معه اشداء على الكفار (پ۲۶ الفتح ۲۹)

۳۔ منافقوں کا صحابہ کو معیار ایمان ماننے سے انکار:

واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انؤمن كما امن السفهاء (پ۱ البقرہ ۱۳) یہ تبھی ہوسکتا ہے کہ دونوں گروہ مخلوط نہ بیٹھتے ہوں۔ فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا (پ۱ البقرہ ۱۳) قسمیں کھاتا کہ وہ مسلمان ہیں تبھی ہوسکتا ہے کہ وہ شروع سے ہی مشکوک سمجھے جا رہے ہوں۔ اور وہ عام صحابہ سے مخلوط نہ ہوں۔ يحلفون بالله انهم لمنكم وما هم منكم (پ۱۰ التوبہ ۶)

۴۔ پھر ظاہراً ملنے کو بھی ختم کر دیا گیا اور منافق مخفی نہ رہے، نکال دیئے گئے:

منافقین سے چشم پوشی صرف کچھ وقت کے لیے تھی پھر اس ظاہراً ملنے کو بھی انجام کار ختم کر دیا گیا۔ ما كان الله ليذر المؤمنين علىٰ ما انتم عليه (پ۴ آل عمران ۱۷۱) وليعلم المؤمنين وليعلم الذين نافقوا (پ آل عمران ۱۶۶)

۵۔ نمازوں میں اور انفاق میں بھی ان کا ایک دوسرا طور رہا:

هم الذين يقولون لاتنفقوا علىٰ من عند رسول الله (پ۲۸ المنافقون ۷) یہ بھی پتہ چلا کہ منافق کبھی من عند رسول اللہ کے دائرہ میں شمار نہ ہوتے تھے۔ ولا يأتون الصلوٰة الاوهم كسا لىٰ (پ۱۰ التوبہ ۵۴) منافقوں اور کافروں کی خفیہ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ يقولون لاخوانهم الذين كفروا (پ۲۸ الحشر ۱۱) واذا خلوا الى شياطينهم قالوا انامعكم (پ۱ البقرہ ۱۴)

۶۔ مسلمانوں کی کامیابی پر ان کے اداس چہرے:

ان تصبک حسنة تسئوهم (پ۱۰ التوبہ ۵۰) ولا تصل على احد منهم مات ابدا (التوبہ ۸۴) جنگوں میں منافقوں کے علیحدہ اطوار۔ قيل لهم تعالوا قاتلوا فى سبيل الله او ادفعوا قالوا لونعلم قتالاً لاتبعنا كم هم للكفر يومئذٍ اقرب منهم للايمان (پ۴ آل عمران ۱۶۷)

۵۔ کتاب التوحید

اس کے چند ذیلی عنوان ہیں۔

ا۔ اسلام کا عقیدہ توحید۔ خالق ایک۔ مالک ایک۔ رازق ایک۔ قادر ایک۔

خالق ایک:

خلق کل شیء (پ۷ الانعام ۱۰۲) قل الله خالق کل شیء (پ۱۳ الرعد ۱۶) ذلکم الله ربکم خالق کل شیء (پ۲۴ المومن ۶۲) خلقکم والذین من قبلکم (پ۱ البقرہ ۲۱) تمہارے اعمال کا خالق بھی وہی ایک۔ خلقکم وما تعملون (پ۲۳ الصافات ۹۶) خلق الموت والحیوٰۃ (پ۲۹ الملک) هل من خالق غیر الله یرزقکم (پ۲۲ الفاطر ۳)

مالک ایک:

لم یکن له شریک فی الملک (پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۱۱) بیده ملکوت کل شیء (پ۱۸ المومنون ۸۸) مالک الملک تؤتی الملک من تشاء (پ۳ آل عمران ۲۶) لا یملکون لانفسهم نفعاً ولا ضراً (پ۱۳ الرعد ۱۶)

رازق ایک:

خلقکم ثم رزقکم (پ۲۱ الروم ۴۰) مامن دابة فی الارض الا علی الله رزقها (پ۱۲ ھود ۶) ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا فی الارض (پ۲۵ الشوریٰ ۲۷) وینزل لکم من السماء رزقاً (پ۲۴ المومن ۱۲)

قادر ایک:

ہر چیز پر قدرت رکھنے والا۔ ان الله علی کل شیء قدیر۔ نہ چاہی چیزوں پر بھی قدرت رکھنے والا کو وہ واقع نہ ہوں۔ هو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم (پ۷ الانعام ۶۵)

اولاد دینے والا بھی وہی ایک:

یهب لمن یشاء اناثاً ویهب لمن یشاء الذکور (پ۲۵ الشوریٰ ۵۰)

حضرت جبریل نے حضرت مریم کو بطور قاصد کہا تھا۔ لاهب لک غلاماً زکیا (پ۱۶

مریم۱۹) یہ نہیں کہ جبریل کو بیٹا دینے کی قدرت دی گئی ہے کہ جس کو چاہے بیٹا دے۔

۲۔ وہی مختار کل ہے جو چاہے کرے:

لایسئل عما یفعل وھم یسئلون (پ۱۷ الانبیاء۲۳)

ان اللّٰہ یفعل مایشاء (پ۱۷، الحج ۱۸) فعال لما یرید (پ۳۰ البروج ۱۶)

ماکان لھم الخیرۃ سبحان اللّٰہ و تعالیٰ عما یشرکون (پ۲۰ القصص ۶۸)

یاایھا النبی لم تحرم مااحل اللّٰہ لک (پ۲۸، التحریم)

وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا (پ النحل)

۳۔ شفاعت بھی اذنِ الٰہی سے ہوگی:

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ (پ۳ البقرہ ۲۵۵)

۴۔ مافوق الاسباب اسی ایک کو پکارا جائے:

لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لایستجیبون لھم بشیٔ (پ۱۳ الرعد۱۴)

۵۔ علم غیب اور علم محیط خاصہ باری تعالیٰ:

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ (پ۲۰ النمل ۶۵)

ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (پ۹ الاعراف ۱۶۷)

ان اللّٰہ قد احاط بکل شیٔ علما (پ۲۸ الطلاق۱۲) وللّٰہ غیب السموات والارض (پ۱۲ ھود۱۲۳) وعندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الاھو (پ۷ الانعام۵۹) لہ غیب السموات والارض (پ۱۵ الکھف ۲۶) وقت قیامت کا علم صرف اسی کے پاس قل انما علمھا عند ربی (پ۹ الاعراف ۱۸۷) ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ (پ۲۱ لقمان۳۴) وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا (پ۲۲ الاحزاب ۶۳)

۶۔ توحید مشرکین عرب:

مشرکین کا عقیدہ توحید بھی ملحوظ رہے یہ اس کے چند ذیلی عنوان ہیں۔

۱۔ بڑا خدا ایک ہے چھوٹے خدا اس کی عطاء سے خدائی طاقتیں رکھتے ہیں اور انہیں

بڑے خدا کے قریب کر دیتے ہیں۔ مشرکین انہیں عطائی طور پر خدا مانتے تھے۔
مانعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفا (پ۲۳ الزمر۳) مشرکین انہیں فوق الاسباب اپنی مدد کے لیے پکارتے تھے۔ یہ فوق الاسباب پکار بھی ایک عبادت ہے۔ وکانوا بعبادتہم کافرین (پ۲۶ الاحقاف ۵،۶)

۲۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا (بڑا) خدا ایک ہی ہے۔ ولئن سالتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله (پ۲۴ الزمر ۳۸) ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا ایک ہی رب ہے۔ قل من رب السموات السبع و رب العرش العظيم ○ سيقولون الله (پ۱۸ المومنون ۸۷) وہ کون ہے جو آسمانوں سے پانی اتارتا ہے۔ ولئن سالتهم من نزل من السماء ماء فاحيا به الارض من بعد موتها ليقولن الله (پ۲۱ العنکبوت ۶۲)

۳۔ بت جن بزرگوں کی یاد میں بنے وہ ادھر دھیان تک نہیں کر رہے۔ وهم عن دعائهم غافلون (پ۲۶ الاحقاف ۵) مشرکین بت بزرگوں کی یاد میں بناتے تھے۔ حضرت ود حضرت سواع، حضرت یغوث، حضرت یعوق اور حضرت نسر کے ناموں پر بھی انہوں نے بت بنائے۔ (پ۲۹ نوح ۲۳) سب صالحین تھے بت ان کی یاد میں بنائے گئے تھے۔

۴۔ مشرکین نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنا رب بنا رکھا تھا۔ اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله والمسيح بن مريم (پ۱۰ التوبہ ۳۱)

۵۔ قل من رب السموات والارض (پ۱۳ الرعد ۱۶) وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آسمانوں اور زمین کا بڑا رب ایک ہی ہے۔ یہ چھوٹے خدا اس کی عطا سے خدائی طاقتیں رکھتے ہیں مشرکین میں ایسا گروہ کوئی نہیں ہوا جو اپنے ان شریکوں کو خدا کے برابر کا مانے یہ سب بڑے خدا کے بارے میں عقیدہ توحید کے دعویدار تھے۔ اور عطائی طاقتوں سے وہ ان بزرگوں کو اس کے شریک ٹھہراتے تھے۔

۶۔ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ وجعلوا الملئكة الذين هم عبادالرحمن اناثا۔ اشهدوا خلقهم (پ۲۵ الزخرف ۱۹) اصطفى البنات على البنين○ مالكم كيف تحكمون (پ۲۳ الصافات ۱۵۳)

٦۔ کتاب النبوۃ والرسالۃ

اس کے بھی چھ ذیلی ابواب ہیں۔

ا۔ نبوت انسانوں کو ہی دی جاتی ہے:

ماکان لبشر ان یوتیہ اللّٰہ الکتاب والحکم والنبوۃ (پ۳ آل عمران۷۹) ماکان لبشران یکلمہ اللّٰہ الاوحیاً اومن وراء حجاب اویرسل رسولاً لیوحی باذنہ مایشاء (پ۲۵ الشوریٰ ۵۱)

اللہ نے انہی لوگوں میں سے رسول کھڑا کیا۔ لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم (پ۴ آل عمران۱۶۴)

اللہ نے اہل مکہ میں سے ہی ان میں رسول بھیجا۔ بعث فی الامیین رسولاً منھم (پ۲۸ الجمعہ۲)

کیوں تعجب کرتے ہو کہ رسول انسانوں میں سے ہے۔

بل عجبوا ان جاء ھم منذرمنھم (پ۲٦ ق۲، پ۲۳ ص پ۸) کیوں تعجب کرتے ہو کہ ہم نے وحی انہی میں سے ایک مرد پر بھیجی ہے۔ او عجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم (پ۸ الاعراف۶۹)

آدمیوں کو ہی رسول بنایا جاتا ہے۔ قالت لھم رسلھم ان نحن الا بشر مثلکم (پ۱۳ ابراہیم۸)

حضورؐ کا اعلان کہ میں بھی بشر ہوں جیسے تم۔ ہاں مجھ پر وحی آتی ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی (پ۱٦ الکہف۱۱۰) قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولا (پ۱۵ بنی اسرائیل۹۳)

ا۔ کفار کا عقیدہ رہا کہ بشریت اور رسالت جمع نہیں ہوسکتیں:

أبشر یھدوننا فکفروا (پ۲۸ التغابن۶) أبشرامنا واحدا نتبعہ (پ۲۷ القمر۲۴) ماانتم الابشر مثلنا (پ۲۲ یٰسین۱۵) ماھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ (پ۱۸ المومنون۳۳) قالوا ماانزل اللّٰہ علی بشر من شیٔ (پ۷ الانعام۹۱)

بشر کا معنی انسان ہے اس میں برائی کا کوئی پہلو نہیں:

اما ترین من البشر احداً فقولی...... فلن اکلم الیوم انسیا (پ۱٦

مریم۲۶) یہاں بشر کا ترجمہ انسان سے کیا گیا ہے۔

۲۔ حضورؐ کے فرائض رسالت:

ا۔ اللہ کا دین اور حکم لوگوں تک پہنچانا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک (پ۶ المائدہ۶۷) خدا کے اترے کلام کی تفصیل بتانا۔ لتبین للناس مانزل الیھم (پ۱۴ النحل۴۴) لوگوں کو سیدھی راہ دکھانا اور اس پر لانا۔ انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم (پ۲۵ الزخرف۵۲) لوگوں میں علمی شعور پیدا کرنا۔ یخرجھم من الظلمات الی النور اس دین کو سب دینوں پر غالب کرنا:

لیظھرہ علی الدین کلہ (پ۱۰ التوبہ۳۳، پ۲۶ الفتح۲۸، پ۲۸ الصف۹)

ایک پاکیزہ دل جماعت قائم کرنا:

یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ (پ۴ آل عمران۱۶۴) ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم (پ۲۸ الجمعہ)

پوری امت کے لیے ایک اسوہ حسنہ قائم کرنا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر (پ۲۱ الاحزاب۲۱) قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ (پ۲۸: الممتحنہ۴)

امت کو دین پر آئندہ چلنے کی راہیں بھی بتلانا:

یاایھا الذین امنوا اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم (پ۵ النساء۵۹)

۲۔ تبلیغ رسالت تبلیغ میں ایک اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا:

الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احداً (پ۲۲ الاحزاب۳۹)

تبلیغ دین میں اور اس کی راہ میں پیش آنے والی سختیوں پر صبر کرنے کی تلقین۔ واصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل (پ۲۶ الاحقاف۳۵) بلغ مانزل الیک

من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته (پ ۶ المآئدہ ۶۷)

۳۔ کفر اور نفاق دونوں سے ٹکرانا:

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم (پ۱۰ التوبہ ۷۳)

۴۔ عقیدہ غلبہ رسالت:

غلبہ رسالت جو حضورؐ کی رسالت میں پوری شان سے جلوہ افروز ہوا۔ خدا کا فیصلہ کہ رسول آخر کار غالب آ کر رہتے ہیں کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی (پ۲۸ المجادلہ۲۱) غلبہ سے مراد دنیا میں بھی غالب آنا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (پ۲۴ المومن۵۱) رسولوں کو نصرت اور غلبہ دونوں کا وعدہ دیا گیا۔ انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون (پ۲۳ الصافات۱۷۳) یاایھا النبی حسبک اللّٰہ ومن اتبعک من المؤمنین (پ۱۰ الانفال۶۴) و قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (پ۱۵ بنی اسرائیل۸۱) قل ان ربی یقذف بالحق علام الغیوب (پ۲۲ السباء۴۸) بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ (پ۱۷ الانبیاء ۱۸)

لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بھم ثم لایجاورونک فیھا الا قلیلاً ملعونین (پ۲۲ الاحزاب۶۱)

ماکان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب (پ۴ آل عمران۱۷۹)

انا فتحنالک فتحاً مبیناً (پ۲۶ الفتح ۱۸)

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً (پ۳۰ النصر)

وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا (پ۱۸ النور ۵۵)

۴۔ عقیدہ عصمت رسالت:

ماکان لنبی ان یغل (پ۴ آل عمران۱۶۱) انک لتهدی الیٰ صراط
مستقیم (پ۲۵ الزخرف۵۲) انک لعلیٰ خلق عظیم (پ۲۹ القلم) ومارسلنا من
رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ (پ۵ النساء۶۴) ولقد راودته عن نفسه فاستعصم
(پ۱۲ یوسف۳۲) واللّٰہ یعصمک من الناس (پ۶ المائدہ ۶۷) ماضل صاحبکم
وما غویٰ (پ۲۷ النجم۲)

۵۔ شان بدن رسالت:

انبیاء کے اجسام مٹی نہیں ہوتے ان میں زندگی کا کچھ اثر باقی رہتا ہے۔ حضرت
سلیمان کے عصا کو تو کیڑا لگ گیا لیکن آپ کا جسد یکجا رہا۔ مادلهم علی موته الا دابة
الارض تاکل منسأته (پ۲۲ سبا۱۴) حضورؐ کا بدن بھی وفات کے باوجود اسی طرح نرم
رہا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کے اجساد مٹی پر حرام کر دیتے ہیں۔

۶۔ حق رسالت:

رسالت کا حق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ وما ارسلنا من رسول الا
لیطاع باذن اللّٰہ (پ۵ النساء۶۴) اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول (النسآ۵۹) فلیحذر
الذین یخالفون عن امرہ (پ۱۸ النور۶۳) وماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذ اقضی اللّٰہ
ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم (پ۲۲ الاحزاب۳۶) لقد کان لکم
فی رسول اللّٰہ اسوة حسنه (پ۲۱ الاحزاب۲۱) من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ
(پ۵ النساء۸۰) ما اتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا (پ۲۸ الحشر۷)

۷۔ شانِ رسالت (محمدی):

یخرجهم من الظلمات الی النور (پ۶ المائدہ۱۶، پ۳ البقرہ۲۵۷) لقد
جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف
رحیم (پ۱۱ التوبہ۱۲۸) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (پ۱۷ الانبیاء ۱۰۷)
وما کان اللّٰہ لیعذبهم وانت فیهم (پ۹ الانفال۳۳) انا ارسلناک شاهداً و
مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللّٰہ باذنه و سراجاً منیراً (پ۲۲ الاحزاب۴۶) انا

ارسلناک شاهداً و مبشراً و نذیراً (پ۲۶ الفتح ۸) یضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم (پ۹ الاعراف۱۵۷) النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم (پ۲۱ الاحزاب۶) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی (پ۹ الانفال ۱۷) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیهم (پ۲۶ الفتح ۱۰) واللّٰہ یعصمک من الناس (پ۶ المائدہ۶۷)

ادب رسالت:

آپ کا نام لے کر آپ کو آواز نہ دو جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا (پ۱۸ النور۶۳) الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثر هم لایعقلون (پ۲۶ الحجرات۲) لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروالہ بالقول کجهر بعضکم لبعض (الحجرات۲ پ۲۶). تعزروہ و تو قروہ (پ۲۶ الفتح ۹) ان اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایها الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (پ۲۲ الاحزاب۵۶)

ختم نبوت:

۸۔ قل یاایها الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً (پ۹ الاعراف۱۵۸) وما ارسلناک الا کافۃ للناس (پ۲۲ السباء۲۸) ثم جاء کم رسول (پ۳ آل عمران۸۱) نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیراً (پ۱۸ الفرقان۱) ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین (پ۲۲ الاحزاب۴۰) یاایها الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (پ۵ النساء۵۹)

اس آخری دور کے لیے بھی حضورؐ ہی اللہ کے رسول ہیں۔

واخرین منهم لما یلحقوا بهم (پ۲۸ الجمعہ۴)

۷۔ کتاب المعجزات والکرامات

عادت زمانہ کے ٹوٹنے کو خرق عادت کہتے ہیں۔

۱۔ پرندوں کا ذبح ہونے کے بعد پھر سے جڑ جانا۔

فخذ اربعۃ من الطیر فصرهن الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن

جزءً ثم ادعھن یاتینک سعیا و اعلم ان اللہ عزیز حکیم (پ۳ البقرہ ۲۶۰)
یہ فعل خداوندی سے واقع ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو قدرت خداوندی دیکھ کر اپنے دل کو مزید طمانیت دے رہے تھے۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ اپنی چمک اور ہیبت میں تو آگ ہی رہی لیکن اس کا جلانے کا عمل نہ رہا۔ آگ کی عادت جلانا ہے آگ رہے تو آگ لیکن جلائے نہ یہ اس عادت کا ٹوٹنا بطور خرق عادت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں تلے آگ خرقِ عادت سے ٹھنڈی ہوئی تھی

یانار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم (پ۱۷ الانبیاء ۶۹)

۳۔ پانی اپنی سطح ہموار رکھتا ہے لیکن دریا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو رستہ دے دے اور اس کی خشکی کے دونوں طرف پانی کی دیواریں ہوں تو یہ خرق عادت ہے جس سے پانی کی ایک عادت ٹوٹی یہ سب فعل خداوندی سے ہوا۔ واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون (پ۱ البقرہ ۵۰)

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا بطور خرق عادت نرم ہو جاتا تھا اور یہ فعل خداوندی سے تھا۔ والنالہ الحدید (پ۲۲ السباء ۱۰) پتھر پر چھڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ماری فعل خداوندی سے اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ واذا استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا (پ۱ البقرہ ۶۰)

۵۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تخت بلقیس کا پل بھر میں چلا آنا علم کتاب رکھنے والے کی ایک جلی کرامت تھی قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ...... ھذا من فضل ربی (پ۱۹ النمل ۴۰)

۶۔ حضرت خاتم النبیین کے معجزات زیادہ علمی رہے۔ قرآن کریم ایک بے مثل کلام ہے اور حضورؐ کا معجزہ ہے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ (پ۱ البقرہ ۲۳) لا یاتون بمثلہ (پ۱۵ بنی اسرائیل ۸۸) قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات (پ۱۲ ھود ۱۲) قرآن میں جو غیبی خبریں دی گئیں وہ اسی طرح پوری ہوئیں۔ (۱) رومیوں کے دوبارہ غالب آنے کی خبر (پ۲۱) الروم۔ (۲) حضورؐ کے کسی مرد کا باپ نہ ہونے کی خبر (پ۲۲ الاحزاب ۴۰)

(۳) مکہ فتح ہونے کی خبر (پ۳۰ النصر) (۴) مسلمانوں کے داخل حرم ہونے کی خبر لتد خلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین (پ۲۶ الفتح) (۵) وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ (پ۳۰ والضحیٰ)

حضورؐ کا سفر اسراء ایک کھلا خرق عادت تھا:

من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا (پ۱۵ بنی اسرائیل) اس عنصری زندگی میں اگلے جہان والوں سے ملاقاتیں۔ واسئل من ارسلنا قبلک من رسلنا (پ۲۵ الزخرف۴۵) ولقد اتینا موسی الکتاب فلاتکن فی مریۃ من لقائہ (پ۱۱ السجدہ۱۳) اس قسم کے مناظر بھی معجزات میں سے سمجھے جاتے ہیں۔

۸۔ کتاب الصحابہ

۱۔ صحابہ عام امت اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان واسطہ ہیں۔ وہ عام احاد امت کی طرح نہیں امت وسط ہیں اور آئندہ آنے والے تمام افراد امت کے لیے دین خداوندی کے گواہ ہیں۔ وکذلک جعلنا کم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً (پ۲ البقرہ۱۴۳) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (پ۴ آل عمران۱۱۰)

۲۔ پہلے صحابہ بعد کے آنے والوں کے لیے معیار ایمان ٹھہرائے گئے ہیں سو جو لوگ مکہ کے مشکل حالات میں اسلام لائے۔ ان کے ایمان میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔

اذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا أنومن کما امن السفھاء (پ۱ البقرہ۱۲۰) فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا (پ۱ البقرہ۱۳۷)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان ان کے دلوں میں بسا دیا تھا حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم (پ۲۶ الحجرات۷) اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ (پ۲۶ الحجرات۳)

حضرت ابوبکرؓ کے ایمان پر گواہی ویومئذٍ یفرح المومنون بنصر اللہ (پ۲۱ الروم۶) حضرت عمرؓ کے ایمان پر گواہی ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (پ۱۷ الانبیاء۱۰۵)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں کفر وفسق اور نافرمانی سے طبعی نفرت ڈال دی تھی اور وہ گناہ سے صرف شرعاً نہیں طبعاً بھی دور کر دیئے گئے تھے۔

وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان (پ۲۶ الحجرات ۷)

۵۔ سفرمعراج سے پہلے ایمان لانے والے تمام صحابہ کو حضورؐ کے ایمان میں شامل بتلایا گیا۔ کل اٰمن باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ (پ۳، البقرہ)

۱۔ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والوں کو پچھلے مل نہیں سکتے۔ لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ (پ۲۷ الحدید ۱۰) اور وعدہ جنت کا ہر ایک صحابی سے ہے۔ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ صحابہ سب اللہ کی رضا پا چکے اور وہ خود اس سے راضی ہوئے رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (پ۱۱ التوبہ ۱۰۰)

۲۔ جو صحابہ کی راہ کے خلاف چلا وہ جہنمی ہے۔ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جھنم وساء ت مصیرا (پ۵ النساء ۱۱۵) صحابہ آپس میں لڑ بھی پڑیں تو وہ ایمان سے نہیں نکلتے۔ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا (پ۲۶ الحجرات ۹) ان میں جنگ سے جان چھڑانے والوں کو بھی مومن مانا گیا ہے۔ وان فریقاً من المؤمنین لکارھون (پ۹ الانفال ۵)

صحابہ کے دل اللہ تعالیٰ نے آپس میں جوڑ دیئے تھے۔ الف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً (پ۴ آل عمران ۱۰۳) والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (پ۲۶ الفتح ۲۹)

۳۔ صحابہ کے عمل کو خدا نے اپنا عمل کہا۔ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (پ۹ الانفال ۱۷) قرآن پاک کو عملاً صحابہ نے ایک کتاب کی شکل دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا کام کہا۔ ان علینا جمعہ (پ۳۰ القیمہ)

۴۔ سب صحابہ جنتی ٹھہرائے گئے وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ (پ۲۷ الحدید ۱۰) وہ جہنم کی آگ کی آہٹ تک نہ سن پائیں گے۔ لایسمعون حسیسھا (پ۱۷ الانبیاء ۱۰۲)

۵۔ صحابہ سے عہد تربیت میں جو کمزوریاں صادر ہوئیں ان پر اللہ تعالیٰ نے ان سے عفو وکرم کا معاملہ کیا:

۱۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان...... ولقد عفا اللہ عنھم

ان اللہ غفور حلیم (پ۴ آل عمران ۱۵۵)

۲۔ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ماتحبون منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین (پ۴ آل عمران ۱۵۲)

بایں ہمہ ان سب کو مومن کہا گیا ہے۔

۳۔ جنگ بدر سے جان چھڑانے والے بھی مومن ٹھہرائے گئے انہیں منافق نہ کہا ان فریقاً من المؤمنین لکارھون (پ الانفال ۵)

۴۔ حضورﷺ ان سے ناراض نہ ہوں اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ سے ان کی سفارش کی فاعف عنھم واستغفرلھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (پ۴ آل عمران ۱۵۹)

تربیت کی ان منازل سے گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پوری جماعت صحابہ کو رضی اللہ عنہم سے اپنی رضا کی خبر دی۔ وکفی بہ شرفاً و ایماناً اور ان کی پیروی کرنے والے بھی تابعین کہلائے۔

آیت خلافت میں خلافت کا وعدہ اُن سے کیا گیا جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ اس میں خلافت پانے والوں کے لیے ہجرت کا لفظ یہاں مذکور نہیں۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض (پ۱۸، النور ۵۵)

اس وقت اس بات کو عام شہرت نہ دی گئی کہ خلافت مہاجرین ہی پائیں گے اس میں حکمت یہ تھی کہ مدینہ میں اس وقت مہاجرین و انصار دو برابر کے حلقے تھے اس وقت اس بات کو شہرت دینا قرین مصلحت نہ تھا لیکن یہ کوئی ایسی بات بھی نہ تھی کہ جسے کہیں ذکر نہ کر دیا جائے۔

قرآن کریم میں ایک دوسری آیتِ خلافت میں اس کی صراحت کر دی گئی کہ خلافت مہاجرین کو ملے گی۔

والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ماظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون (پ۱۴، النحل ۴۱)

ترجمہ: اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم

اُٹھایا البتہ ان کو ہم ٹھکانہ دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے اگر اُن کو معلوم ہوتا۔

یہاں لفظ لنبوئنھم خلافت ارضی کی خبر دے رہا ہے۔ بنی اسرائیل میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کی خلافت ارضی سے کوئی ناواقف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی خلافت کے لیے یہی لفظ فرمایا ہے۔

حافظ ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) جامع البیان فی تاویل القرآن میں لکھتے ہیں:

معنی لنبوئنھم، لنحلنھم ولنسکننھم، لان التبوء فی کلام العرب الحلول بالمکان و النزول بہ (تفسیر ابن جریر جلد ۷، ص۵۸۶)

ترجمہ: لنبوئنھم کا معنی انہیں کسی جگہ اتارنا اور بسانا ہے کیونکہ کلام عرب میں تبوء کسی کو کسی جگہ اتارنا ہے۔

حافظ ابن جریر نے اپنی تائید میں سورۃ یونس کی یہ آیت بھی پیش کی ہے:

ولقد بوأنا بنی اسرائیل مبوّأ صدق (یونس:۹۳)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کا عمدہ ٹھکانہ دیا۔

(یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض (پ۲۳ ص۲۶)

سورۃ نور میں آیت خلافت کا نشان ایمان اور اعمال صالحہ بتلائے گئے۔ ایمان ایک چھپی چیز اور فعل قلب ہے۔ اس سے کوئی آیۃ اللہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس سے کوئی کیسے پہچانا جا سکتا ہے ایمان تو ایک اندر کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں سورۃ النحل کی آیت میں اس چھپی علامت کی بجائے ایک کھلا نشان بتا دیا جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور وہ ہجرت ہے۔

۹۔ کتاب السیر

أ۔ حضورؐ کے بعد اسلامی سلطنت تسلسل سے چلنے کی بشارت دی گئی۔ یہ صحابہ سے خلافت کا وعدہ تھا۔

وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض (پ۱۸ النور ۵۵) حکم دیا گیا کہ اولی الامر مسلمانوں میں سے ہوں۔ واولی الامر

منکم (پ۵ النساء ۵۹) (۲) ہاں اولی الامر معصوم نہیں ٹھہرائے گئے رعیت کے لوگ ان سے اختلاف کا حق رکھتے ہیں۔ فان تنازعتم فی شیٔ (پ۵ النساء ۵۹) میں اس کی اجازت دی گئی۔

۲۔ اسلامی حکومت کا محور حکم ان احکم بینھم بما انزل اللّٰہ ٹھہرایا گیا۔
(پ۶ المائدہ ۴۹)

۳۔ اہل حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ قومی سطح پر اسلامی نظام حیات قائم کریں۔ الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ (عبادات) واتوا الزکوٰۃ (معاملات) وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر (پ۱۷ الحج ۴۱) وہ منکرات کو روکیں۔

۴۔ انتخاب کی بناء انسانوں کے مساوی حقوق پر رکھی گئی۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللّٰہ نعما یعظکم بہ (پ۵ النساء ۵۸)

۵۔ حکومت شوریٰ سے چلے فیصلے کا حق سربراہ کو ہوگا۔
امرھم شوریٰ بینھم (پ۲۵ الشوریٰ ۳۸) شاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ (پ۴ آل عمران ۱۵۹)

۶۔ حکومت چلانے میں رائے دینا ایک امانت ہے اس کے لیے اس کے اہل لوگوں کو آگے لاؤ۔ ان اللّٰہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا (پ۵ النساء ۵۸)

۷۔ دفاعی تیاریاں جتنی بھی ہوسکیں کرو ان میں کمی نہیں کرنی۔
واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ (پ۱۰ الانفال ۶۰) معاہد قوم کے خلاف کسی قوم کی مدد جائز نہیں وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینھم میثاق (پ۱۰ الانفال ۷۲) معاہد قوم کو خائن پاؤ تو معاہدہ توڑ دو ان اللّٰہ لایحب الخائنین (پ۱۰ الانفال ۵۸)

۸۔ اسلام کا دائرہ حکومت جغرافیائی حدود کا نہیں عالمی ہے جہاں بھی بندگان خدا پر ظلم ہو اسے روکنا اسلامی اقتدار کے ذمہ ہے۔ (۱) انی جاعل فی الارض خلیفہ (پ۱ البقرہ ۳۰) (۲) الذین ان مکناھم فی الارض (پ۱۷ الحج ۴۱) (۳) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (پ۲۵ الفتح ۲۸) (۴) لیستخلفنھم فی الارض (پ۱۸ النور ۵۵)

۹۔ مسلمانوں کی ولایت صرف مسلمانوں کا حق ہے۔ لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (پ۱۸ الممتحنہ۱۰) لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ (پ۳ آل عمران ۲۸)

۱۰۔ زندگی بھر مستضعفین کے پیرایہ میں زندگی بسر کرنا جائز نہیں (پ۵ النساء۹۷)

رسالت محمدی کے ہر پہلو میں خیر غالب رہی

رشتے میں سب سے زیادہ قریب بیوی ہوتی ہے۔ اسے رفیقہ حیات کہتے ہیں۔ حضورؐ کی بیویوں کو کہا گیا تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ یانساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن (پ۲۲ الاحزاب۳۲) ان سے ہر رجس دور رکھا گیا اور انہیں شان طہارت سے عزت دی گئی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (پ۲۲ الاحزاب۳۳) عربی میں اھل کا لفظ مذکر ہے اس لیے یہاں عنکم اورکم کے مذکر صیغے وارد ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو آسمانی برأت سے عزت دی گئی۔ (پ۱۸ النور ۱۵۔۱۶)

حضورؐ نے اپنے اہل بیت کی اس شان میں اپنی اولاد کو بھی داخل فرمایا اور انہیں اپنے ساتھ ایک چادر تلے جمع فرمایا۔ زمانی طور پر بھی آپ کا نور رسالت آپ کی پوری جماعت پر چمکا وہ صحابہ کہلائے اور پوری امت میں خیر امۃ شمار ہوئے ان کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین خیر القرون شمار ہوئے۔ یہ زمانی طور پر آپ کے ہر پہلو میں خیر ہونے کی ایک آسمانی شہادت ہے۔

۱۰۔ کتاب التقلید والاجتہاد

ان دونوں میں اجتہاد کو اولیت حاصل ہے مسائل کا استنباط مجتہدین ہی کر سکتے ہیں۔ لعلمہ الذین یستنبطونہ (پ۵ النساء۸۳) وہ اول ہیں اور ان کے مقلدین ان سے دوسرے درجہ میں ہیں۔ اہل علم کے مختلف درجات ہیں۔ والذین اوتوا العلم درجت (پ۲۸، مجادلہ) جو اس درجہ علم (اجتہاد) تک نہ پہنچیں وہ ان کی بات پر چلیں۔ لیتفقھوا فی الدین و لینذر واقومھم اذا رجعوا (پ۱۱ التوبہ۱۲۲) اہل فقہ کی یہ پیروی کوئی گناہ نہیں یہ فطرت کا ایک تقاضا ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں کی پیروی کریں۔ فطرت ہے کہ خود علم نہ پاؤ تو علم والوں کے پیچھے چلو لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب

السعیر (پ۲۹ الملک ۱۰) فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (پ۱۴ النحل ۴۳) قرآن میں پیروی صرف انبیاء کی نہیں بتلائی گئی ان سب کی پیروی بتلائی گئی جو اللہ تعالیٰ سے انعام پاچکے۔ صراط الذین انعمت علیھم (فاتحہ) واتبع سبیل من اناب الی (پ۲۱ لقمان ۱۵) اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول واولی الامر منکم (پ۵ النساء ۵۹)

علم میں نسبی آباء جو ہدایت یافتہ نہ ہوں ان کی پیروی نہ کی جائے قالوا حسبنا ماوجدنا علیہ آباء نا (پ۷ المائدہ ۱۰۴) جو علمی آباء ہوں اور ہدایت یافتہ ہوں ان کی پیروی نہیں روکی گئی او لو کان اباؤھم لایعقلون شیاء ولا یھتدون (پ۲ البقرہ ۱۷۰)

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے علمی آباء کی پیروی میں چلے اور اپنی راہ عمل میں انہیں اپنے آباء کہہ کر ذکر کیا۔

واتبعت ملۃ آبائی ابراھیم واسحق و یعقوب (پ۱۲ یوسف ۳۸)

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جن علمی آباء کی پیروی کی جائے ضروری نہیں کہ وہ اس دنیا میں زندہ ہوں فوت شدگان کی پیروی قرآن کریم میں کہیں ممنوع نہیں بتلائی گئی۔

جو علماء مجتہد درجے کے عالم نہ ہوں وہ مسائل غیر منصوصہ میں کسی مجتہد کی پیروی میں چلیں، کسی کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی پیروی میں چلنا اور اس سے دلائل کی پڑتال نہ کرنا کہ ہم میں اس کی پوری اہلیت نہیں ہے اسے قرآن کریم میں کہیں کوئی امر ممنوع نہیں ٹھہرایا گیا نہ اسے کہیں گناہ بتلایا گیا ہے۔

غیر مجتہد علماء اگر اپنے امام کے اجتہاد کی تائید میں کتاب وسنت سے کچھ دلائل پائیں تو یہ ان کا استشہاد ہے اجتہاد نہیں اور اس تائید علمی سے وہ اپنے دائرہ تقلید سے نہیں نکلتے۔ دائرہ تقلید امت کو ایک نظم میں رکھنے کا ایک فطری سہارا ہے۔

راہ آباء رو کہ ایں جمعیت است
معنی تقلید ضبط ملت است

۱۱۔ کتاب الجہاد والھجرۃ

جہاد دین کے فروغ کے لیے نہیں رشد و ہدایت از خود روشن ہوتے ہیں۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (پ۳ البقرہ ۲۵۶) اسلامی سلطنت اللہ کی بڑائی اعلاء

کلمۃ الحق اور مظلوموں کو ظلم سے نجات دلانے کے لیے طاقت کا استعمال کرے۔ ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللّٰہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان (پ۵ النساء۷۵)
کفر کے مجرمین کی سزا یہاں نہیں آخرت میں ملے گی اس کے علاوہ جتنے بھی جرائم ہیں۔ ان کی روک تھام کے لیے سلطنت اسلام اپنی طاقت استعمال کرے۔ خلافت ارضی میں نیابت خداوندی اور ظلم کا سدباب مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفة (پ۱ البقرہ۳۰) جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح (پ۸ الاعراف۶۹) جعلکم خلفاء من بعدعاد (۱ الاعراف ۷۴) جہاد کافروں اور منافقوں دونوں سے ہے۔ جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیهم (پ۱۰ التوبہ۷۳) یہ ان کے پیدا کردہ مفاسد کو روکنے کے لیے ہے اپنے مذہب کو فروغ دینے کے لیے نہیں۔

جہاں جہاد نہ کرسکو وہاں سے ہجرت کر جاؤ:

ومن یهاجر فی سبیل اللّٰہ یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعة (پ۵ النساء۱۰۰)

اسلام مستضعفین کی زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں دیتا:

ان الذین توفاهم الملٰئکة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم قالو اکنا مستضعفین فی الارض قالوا ألم تکن ارض اللّٰہ واسعة فتهاجروا فیها اولئک ماواهم جهنم وساءت مصیرا. (پ۵ النساء۹۷)

۱۲۔ کتاب خلق العالم

زمین وآسمان کی پیدائش چھ دن میں خلق السموات والارض فی ستة ایام پ۲۱ السجدہ۴) زمین دو دن میں اور دیگر چیزیں چار دن میں خلق الارض فی یومین و قدر اقواتها فی اربعة ایام (پ۲۴ حم سجدہ۱۰) اور سات آسمان دو دن میں فقضٰهن سبع سموات فی یومین (پ۲۴ حم سجدہ) اور آسمان سات اور زمینیں بھی اسی طرح سات خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن (پ۲۸ الطلاق۱۲) آسمان پہلے ایک دھویں کی شکل میں فقال لها وللارض ائتیا طوعًا او کرها قالتا اتینا طائعین (پ۲۴ حم سجدہ۱۱) فرشتوں کو ہزار سال کے کام اور تدابیر سپرد کی جاتی ہیں۔ ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون (پ۲۱ السجدہ۵) ولقد خلقنا فوقکم سبع

طرائق...... وانزلنا من السماء ماءً بقدر فاسکناه فی الارض (پ۱۸ المومنون ۱۸۔۱۷) یغشی الیل النهار یطلبه حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الاله الخلق والامر (پ۸ الاعراف ۵۴) قدخلقکم اطواراً۔۔۔ وجعل القمر فیهن نوراً وجعل الشمس سراجاً (پ۲۹ النوح ۱۶)

۲۔ انسان پہلے مٹی سے پھر پانی سے بنا بدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیه من روحه (پ۲۱ السجدہ) وجعلنا من الماء کل شیئ حیّ...... وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بهم و جعلنا فیها فجاجاً سبلاً (پ۱۷ الانبیاء ۳۱) خلقکم من نفس واحدة نظریہ ارتقاء میں پہلا انسان ایک تصور نہیں کیا جا سکتا۔ و خلق منها زوجها و بث منهما رجالاً کثیراً ونساء (پ۴ النساء) ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها (پ۲۱ الروم ۲۱) لیسکن الیها (پ۹ الاعراف ۱۸۹)

۳۔ خلق الانسان من صلصال من حمأ مسنون والجانّ خلقناه من قبل من نار السموم (پ۱۴ الحجر ۲۷)

۴۔ والانعام خلقها لکم فیها دفٔ و منافع ومنها تاکلون ولکم فیها جمال...... وتحمل اثقالکم الی بلدلم تکونوا بالغیه (پ۱۴ النحل ۷) والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة (پ۱۴ النحل ۸)

۵۔ وسخرلکم اللیل والنهار والشمس والقمر ...... هو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما طریا و تستخرجوا منه حلیة تلبسونها (پ۱۴ النحل ۱۶)

۶۔ فاخرجنا به ثمرات مختلفا الوانها ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانها و غرابیب سود (پ۲۲ الفاطر ۲۷) وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبناً خالصاً سا ئغا للشاربین (پ۱۴ النحل ۶۶)

۷۔ انزل لکم من الانعام ثمنية ازواج یخلقکم فی بطون امهاتکم خلقاً من بعد خلق فی ظلمت ثلث (پ۲۳ الزمر ۶)

۸۔ والله خلق کل دآبة من ماء فمنهم من یمشی علیٰ بطنه و منهم من

یمشی علیٰ رجلین ومنھم من یمشی علی اربع...... یخلق اللہ مایشاء (پ۱۸ النور ۴۵)

۱۳۔ کتاب المبدء والمعاد

ویسے تو رب العالمین کے بنائے اتنے جہان ہیں کہ ان کو صرف وہی جانتا ہے وما یعلم جنود ربک الا ھو (پ۲۹ مدثر ۳۱) لیکن اولاد آدم کی مختلف منازل یہ چار جہان ہیں۔

۱۔ عالم ارواح:

واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح و ابراھیم (پ۲۱ الاحزاب ۷) واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان تقولوا یوم القیٰمۃ انا کنا عن ھذا غفلین (پ۸: الاعراف ۱۷۲)

۲۔ عالم دنیا:

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد (پ۲۴ المومن ۵۱) ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ (پ۲ البقرہ ۲۰۱) منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ (پ۴ آل عمران ۱۵۲)

۳۔ عالم برزخ:

یہ وفات سے لے کر قیامت تک کا دور ہے۔ ومن وراء ھم برزخ الی یوم یبعثون (پ۱۸ المومنون ۱۰۰) فرعون اور اس کے ساتھ والوں کے ڈوبتے ہی ان کا برزخی عذاب شروع ہو گیا۔ ومما خطیئتھم اغرقوا فادخلوا نارًا (پ۲۹ نوح ۲۵) ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (پ۲۴ المومن ۴۶)

عذاب قبر حق ہے یہ قریب کا عذاب ہے اور قیامت کے بعد کا عذاب بڑا عذاب ہے۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر (پ۲۱ سجدہ ۲۱) ایمان والوں کو قبر میں سوالات پر ثابت قدمی ملتی ہے۔ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت (پ۱۳ ابراہیم ۲۷) ولوتری اذا لظالمون فی غمرات الموت.......... الیوم تجزون عذاب الھون (پ۷ الانعام ۹۳)

۴۔ عالم آخرت:

قیامت سے یہ جہاں شروع ہوگا برزخ کے پردے سب اٹھ (مکمل) جائیں گے دنیا کے ختم ہونے سے پہلے دنیا میں قیامت کے نشان ظاہر ہوں گے۔ ان کا بیان اشراط الساعۃ میں آئے گا۔ برزخ کے بعد آخرت ہی انسان کی آخری منزل ہے۔ اور آخرت ہی حقیقی زندگی ہے۔ ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون (پ۲۱ العنکبوت ۶۴) جنت اور جہنم عالم آخرت ہی کے دو حصے ہیں۔ جنت اور جہنم کی تخلیق پہلے سے ہو چکی قرآن میں اس کی خبر صیغہ ماضی سے دی گئی ہے۔ وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین (پ۴ آل عمران ۱۲۴) فاتقوا النار التی ...... اعدت للکافرین (پ۱ البقرہ ۲۴) جنت اور دوزخ عالم خیال کے باغات اور گڑھے نہیں۔ یہ حسّی جہان ہیں اور ان کی تخلیق ہو چکی۔ جانوروں کے لیے کوئی آخرت نہیں وہ صرف اسی لیے پیدا کیے گئے کہ انسانوں کے کام آ جائیں۔ ہاں جو جانور خدا کے کام آئے ہو سکتا ہے کہ انہیں مزید عزت ملے۔

۱۴۔ کتاب اشراط الساعۃ

۱۔ نبوتوں کا سلسلہ ختم اور آخری رسول رسول خاتم ٹھہرے۔ جن کے احکام اب قیامت تک چلیں گے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (پ۲۲ الاحزاب) خاتم النبیین کی تشریف آوری قیامت کا پہلا نشان ہے۔ پھر اس امت کے آخری دور میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم (پ۱۷ الحج)

۲۔ قیامت کا دوسرا بڑا نشان حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں۔ وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترنّ بھا (پ۲۵ الزخرف ۶۱) ان کا اس امت میں پھر آنا ہوگا۔

۳۔ تیسرا بڑا نشان یہود و نصاریٰ دونوں قوموں کا مسلمانوں میں آنا اور حضرت عیسیٰؑ کو ان کے اپنے دور کا نبی ماننا ہے۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (پ۶ النساء ۱۵۹) اس کے بعد کہیں حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات ہوگی۔ حضرت عیسیٰ کے صحیح معنی میں پیروی کرنے والے قیامت تک رہیں گے۔ اور شریعت میں یہ حضرت خاتم النبیین کے ہی پیرو ہوں گے کیوں کہ حضرت عیسیٰ خود بھی اس وقت شریعت محمدی پر ہی عمل پیرا ہوں گے

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ (پ۳ آل عمران ۵۵) ان کی پیروی کا قیامت تک ہونا یہ ان کے قیامت سے پہلے یہاں دوبارہ ظہور کی خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو تورات، انجیل کے علاوہ قرآن وسنت کی تعلیم سے بھی بہرہ ور کریں گے۔ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (پ۳ آل عمران ۴۸)

۴۔ دابۃ الارض کا ظہور اخرجنا لھم دابۃ الارض تکلمھم (پ۲۰ النمل ۸۲)

۵۔ سد ذوالقرنین ٹوٹے گی اور یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ قالوا یاذاالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض (پ۱۶ الکھف ۹۴)

حتی اذا فتحت یاجوج وما جوج وھم من کل حدب ینسلون

(پ۱۷ الانبیاء ۹۶)

۶۔ حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے۔ و نفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث الی ربھم ینسلون (پ۲۳ یٰسین) یہاں نفخ ماضی مضارع کے معنی میں ہے۔

۱۵۔ کتاب الاموال

ذرائع حصولِ مال

انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے مال درکار ہے انسان کے پاس مال کن راہوں سے آتا ہے۔ ان میں اسلام کی یہ جائز صورتیں ہیں۔

۱۔ محنت مزدوری سے لوشئت لاتخذت علیہ اجرا (پ۱۶ الکھف ۷۷)

۲۔ ملازمت سے قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم

(پ۱۳ یوسف ۵۵)

۳۔ تجارت سے احل اللہ البیع وحرم الربٰوا (پ۳ البقرہ ۲۷۵)

۴۔ وراثت سے ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون

(پ۵ النساء)

۵۔ لقطہ وہ چیز جو رستہ میں پڑی ملے اور تم اٹھا لو اور اس کا مالک معلوم نہ ہو والقوہ فی غیبت الجب یلتقطہ بعض السیارۃ ان کنتم فاعلین (پ۱۲ یوسف ۱۰) یہاں اس کے لیے لفظ لقطہ وارد ہے۔

کسی کے ہبہ اور خیرات سے

۶۔ شکار سے احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح (پ۶ المائدہ۴)

۷۔ چلتے دریاؤں یا کھلے عام خودرو درختوں سے

۸۔ خاص عطاء خداوندی سے جیسے بنی اسرائیل پر من و سلویٰ اترتا رہا (پ۹

۹۔ الاعراف۱۶۰) یا حضرت مریم کے پاس خلاف موسم پھل آتے رہے۔ (پ۳ آل عمران ۳۷)

۱۰۔ اپنی زمین کی پیداوار اور معدنیات سے۔

۱۱۔ اپنے چوپائیوں کا دودھ وان لکم فی الانعام لعبرۃ (پ۱۴ النحل:۶۶)

۱۲۔ قرض سے۔

۱۶۔ کتاب الصدقات:

الم یعلموا ان اللّٰہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقت (پ۱۰ التوبہ۱۰۴)

ان تبدوا الصدقت فنعما ھی وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء (البقرہ:۲۷۱)

لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی (البقرہ:۲۶۴)

یمحق اللّٰہ الربوا ویربی الصدقت (البقرہ:۲۷۶)

والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم (پ۲۹ المعارج ۲۴۔۲۵)

و فی اموالھم حق للسائل والمحروم (پ۲۶ الذاریات ۱۹)

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم و فی الرقاب والغارمین و فی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضۃ من اللّٰہ (پ۱۰ التوبہ۶۰)

۱۷۔ کتاب المعیشت

زمین کی پیداوار میں ہر ایک کا ایک فطری حق ہے۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (پ۱ البقرہ۲۹) لیکن اس لیے کہ لوگوں میں کسی طرح کوئی فساد واقع نہ ہو درجہ معیشت سب کا ایک سا نہ رکھا گیا۔ نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا (پ۲۵ الزخرف۳۲) واللّٰہ فضل بعضکم علیٰ بعض فی الرزق (پ۱۴ النحل۷۱) عورتوں کا خرچہ ان کے مردوں کے ذمہ رہا۔ الرجال قوامون علی النساء ...... وبما انفقوا من اموالھم (پ۵ النساء۳۴) وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن

(پ۲ البقرہ۲۲۸) اہل ثروت کے مال میں غریبوں کا بھی حق ہے۔ و فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم (پ۲۶ الذاریات) ماذا ینفقون قل العفو (پ۲ البقرہ۲۱۹) دوسرے کا جو مال اچانک بلا محنت میسر آئے وہ جوا ہے۔ اور جو مال اپنی جنس میں کمی بیشی سے لیا جائے وہ سود ہے۔ احل اللّٰہ البیع وحرم الربوا (پ۲ البقرہ۲۷۵) اللذین یاکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس (پ۳ البقرہ) کوئی ایسا مالی نظام جس سے امیر، امیر تر ہوتے جائیں اور غریبوں کو اس سے عملاً کوئی فائدہ نہ ملے وہ نظام ہے جس میں دولت چند سرمایہ داروں میں تقسیم ہو کر رہ جاتی ہے یہ اسلامی مالی نظام نہیں ہے۔ کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (پ۲۸ الحشر۷)

۱۸۔ کتاب المعاشرت

اس کے دس ذیلی عنوان ہیں۔

۱۔ ماں باپ کے حقوق:

۱۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا لاتعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا (پ۵ النساء۳۶) لاتشرکوا بہ شیاء وبالوالدین احسانا (پ۱ البقرہ۸۳) والدین کے شکر گزار ہو کر رہو۔ ان اشکرلی ولوالدیک (پ۲۱ لقمان۱۴) والدین سے مقابلے کی گفتگو نہ کرو۔ لاتقل لھما اف ولا تنھرھما (پ۱۵ بنی اسرائیل) ووصینا الانسان بوالدیہ حسناً (پ۲۰ العنکبوت۸)

۲۔ اولاد کے حقوق:

والوالدات یرضعن اولاد ھن (پ۲) وعلی المولود لہ رزقھن و کسوتھن (پ۲ البقرہ۲۳۳) ولاتجعل یدک مغلولۃً الیٰ عنقک ولاتبسطھا کل البسط فتقعد ملوماً محسورا (پ۱۵ بنی اسرائیل۲۹) ولاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم (پ۱۵ بنی اسرائیل۳۱) یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (پ۴ النساء۱۱)

بیٹیاں کافروں کے نکاح میں نہ دو۔ ولاتنکحوا المشرکین حتیٰ یؤمنوا (پ۲ البقرہ۲۲۱)

۳۔ خاوند بیوی کے حقوق:

دونوں کو ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرنی چاہیے۔ تم ان کے لیے پردہ ہو وہ تمہارے لیے پردہ ہیں۔ هن لباس لكم وانتم لباس لهن (پ۲ البقرہ۱۸۷) عورتوں کا خرچہ مردوں کے ذمہ وبما انفقوا من اموالهم (پ۵ النساء۳۴) بچوں کو دودھ پلانے والی ماؤں کا خرچہ بھی باپ کے ذمہ وعلى المولودله رزقهن وكسوتهن (پ۲ البقرہ۲۳۳) عورتوں کو وہاں بساؤ جہاں خود رہو اسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم (پ۲۸ الطلاق۶)

خاوند بیوی ایک ہی دین پر ہونے چاہئیں۔ ولاتنكحوا المشركات حتىٰ يؤمن ولامة مؤمنة خير من مشركة ولواعجبتكم (پ۲ البقرہ۲۲۱) فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الى الكفار لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن (پ۲۸ الممتحنہ۱۰)

۴۔ مسلم سوسائٹی کے حقوق:

مسلمان دوسرے مسلمان پر سلام ڈالے اور وہ اس سے بہتر پیرائے میں اسے سلام کا جواب دے۔ واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها (پ۵ النساء۸۶) جو تمہیں سلام کرے اسے نہ کہو کہ تو مومن نہیں (تو صرف مسلمان ہے) ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا (پ۵: النساء۹۴)

سب مسلمانوں کو بھائی سمجھو انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم (پ۲۶ الحجرات۱۰) وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما (پ۲۶ الحجرات۹)

مسلم سوسائٹی میں عورتوں کا مقام

بیوہ عورتوں کے حقوق:

وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله (پ۱۸ النور۳۲)

۷۔ حکمرانوں کا حق رعیت پر اور رعایا کا حکمرانوں پر:

يايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعو الرسول واولى الامر منكم (پ۵

النساء ٥٩) حکومت ملے تو زمین پر اقرار ربوبیت کا نظام جاری کریں غریبوں کو ان کی ضروریات مہیا کریں عوام میں اقامت معروفات اور رد منکرات کی فضا قائم کریں۔ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر (پ۱۷ الحج ۴۱)

٨۔ التزام مجالس الخیر۔

لاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین (پ۷ الانعام ٦٨) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی (پ۱۵ الکھف ۲۸) ولاتطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی (پ۷ الانعام ۵۲)

٩۔ اجتناب از ولایت اغیار:

لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین .... الا ان تتقوا منھم تقاۃ (پ۳ آل عمران ۲۸)

٩۔ مستضعفین کی زندگی میں رہنا:

ان الذین توفاھم الملئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا (پ۵ النساء ۹۷)

۱۹۔ کتاب اعمال القلب

تصوف کا موضوع ہی دل کے اعمال ہیں۔ شیخ تصوف وہی ہے جو مسترشدین کے دلوں پر محنت کرے۔ آنکھیں صرف ظاہری نہیں دل کی بھی آنکھیں ہوتی ہیں اور دل کے بھی بینا اور نابینا لوگ ہوتے ہیں۔ لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (پ۱۷ الحج ۴٦) بل ران علیٰ قلوبھم (پ۳۰ المطففین ۱۴) فرائض رسالت میں تزکیہ قلب کی محنت بھی رکھی گئی ہے۔ یتلوعلیھم آیاتہ ویزکیھم (پ۴ آل عمران ۱٦۴) یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم اچھی صحبت میں رہنے کی تلقین کی گئی۔ لاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (پ۷ الانعام ٦٨) واصبر نفسک مع

الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی (پ۱۵ الکہف ۲۸) غلط لوگوں کے ہاں جانے سے پرہیز کی راہ بتائی گئی۔ لاتقم فیه ابداً (پ۱۰ التوبہ ۸۵) اللہ کے حضور قلب سلیم لے کر آئیں الا من اتی اللہ بقلب سلیم (پ۱۹ الشعراء ۸۹) ایمان لانے کے باوجود توبہ کا سبق اذا جاء ک المؤمنات یبایعنک (پ۲۸ الممتحنہ ۱۲) اللہ کی دوستی میں آنے والوں کی ہر خوف اور حزن سے حفاظت ہوتی ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون (پ۱۱ یونس ۶۲) اس دنیا میں علم لدنی کے حاملین بھی ہوتے ہیں۔ علمناه من لدنا علما (پ۱۵ الکہف ۶۵)

۲۰۔ کتاب الانبیاء

۱۔ قرآن کریم میں کئی سورتیں نبیوں کے نام سے ہیں جیسے سورہ نوح، سورہ ہود، سورہ یونس، سورہ یوسف، سورہ ابراہیم، سورہ محمد لیکن ان انبیاء کا تذکرہ صرف ان سورتوں میں نہیں قرآن کریم کی کئی دوسری سورتوں میں بھی ملتا ہے۔ سو ان سورتوں کو صرف ان نبیوں پر بند نہ رکھا جائے۔

۲۔ سب نبی ایک جیسے نہیں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض (پ۳ البقرہ) ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض (پ۱۵ الاسراء ۵۵) لیکن نوعاً سب انسان تھے نہ کوئی خدا ہوا نہ خدا کا بیٹا سب پیغمبروں نے اپنے اپنے وقت میں اپنی بشری نوع کا اقرار کیا۔ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علیٰ من یشاء من عباده (پ۱۳ ابراہیم ۱۱) حضورؐ نے بھی فرمایا ماکنت بدعاً من الرسل (پ۲۶ الاحقاف ۹) سب پیغمبروں کا اقرار کہ غیب جاننے والا صرف ایک اللہ ہے۔ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لاعلم لنا انک انت علام الغیوب (پ۷ المائدہ ۱۰۹)

حضورؐ بھی اسی دین کی راہ بتاتے رہے جو پہلے پیغمبروں کا تھا گو آپ کی شریعت اپنی تھی۔ اولئک الذین هدی اللہ فبهداهم اقتده (پ۷ الانعام ۹۰) سب پیغمبر معصوم رہے مجال ہے کسی سے کوئی خیانت سرزد ہو۔ ماکان لنبی ان یغل (پ۴ آل عمران ۱۶۱)

۳۔ انبیاء میں کچھ پیغمبر خاص طور پر اولوالعزم معروف ہوئے۔ واصبر کما صبر

الوا العزم من الرسل (پ۲۶ الاحقاف ۳۵)
صرف دو پیغمبر ایسے ہوئے جو آسمانوں میں کچھ عرصہ حیات عنصری سے رہے
اس آیت میں ان دونوں کا ذکر ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم
(پ۳، آل عمران ۵۹)

۴۔ قرآن کریم میں بعض پیغمبروں کا ذکر ہے۔ اور بعض کا نہیں منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصصہم علیک (پ۶، النساء ۱۶۴) قرآن کریم میں مختلف انبیاء کے مختلف قسم کے وقائع مذکور ہوئے ان میں اس امت کو یہ راہ دکھلائی تھی کہ تم پر اس دنیا میں جو جو حالات آئیں ایسے حالات پہلے بھی ہوتے رہے قرآن کریم نے ان کے واقعات کو اپنے اندر سمو کر ان میں آئندہ کی اقوام کے لیے نمونہ بتلایا گیا سو اس پہلو سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ان سب کی زندگیوں کی ایک جامع سیرت ٹھہری۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنہ فی ابراھیم والذین معہ (پ۲۸ الممتحنہ ۴) انبیاء کی معیت میں ہونا ہی ان کے ایمان کا روشن نشان اور اس کی کامل برہان ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (پ۲۶ الفتح ۲۹)
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو آئندہ آنے والوں کی ایک راہ بتلایا گیا۔ وترکنا علیہ فی الآخرین (پ۲۳ الصافات ۱۰۸) حضرت موسیٰ اور ہارونؑ کی راہ بھی صراط مستقیم بتلائی گئی وھدینا ھما الصراط المستقیم وترکنا علیھما فی الآخرین (۱۱۹) سب پیغمبروں کا طریق صراط مستقیم بتلایا گیا مسلمان اسی پر چلنے کی ہر نماز میں خدا سے دعا کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں نبیوں کے ساتھ صدیقین، شہداء اور صالحین بھی اسی راہ میں بتلائے گئے جسے صراط مستقیم کہتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی گئی ہے اے اللہ ہمیں ان سب کی راہ پر چلا سو دین سب انبیاء کا ایک رہا ہے۔ گو ان کی شریعتیں اپنی اپنی رہیں۔ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا

۵۔ پیغمبر ایسے بھی ہوئے جنہیں اپنی شریعت دی گئی جیسے شریعت موسیٰ شریعت محمدی اور ایسے بھی ہوئے جنہیں کسی پہلی شریعت پر رہنے کا حکم دیا گیا شریعت کی رو سے یہ بھی پیغمبر ہیں۔ اور صاحب شرع ہیں گو صاحب شرع جدید نہیں۔ کتنے ہی نبی ہوئے جو اپنے اپنے دور میں تورات کے مطابق فیصلے دیتے رہے۔ کیا انہیں بغیر شریعت کہا جائے گا؟ نہیں

سو ہر پیغمبر صاحب شریعت رہا ہے۔ پہلی شریعت سے ہو یا نئی شریعت سے۔ اسے شرع ہی مانا جائے گا۔

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون (پ۹ المائدہ ۴۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے پہلے دور میں اپنی شریعت کے مطابق حکم کرتے رہے پھر جب وہ دور محمدی میں اتریں گے تو وہ اس دور کی رو سے شریعت محمدی کے مطابق عمل کریں گے اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب وسنت کی تعلیم اسی لیے دی کہ آپ اپنے شریعت محمدی کے اس دور میں اس کے مطابق عمل کریں۔

مختلف انبیاء کے وقائع اور نصائح پورے قرآن میں مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں یہ کسی ایک سورت میں بند نہیں قرآن کی اس رحمانی ترتیب کو ہم کسی طرح اپنی ترتیب میں نہیں لاسکتے۔ تاہم ایک اجمالی نظر میں ہم ان کے ذکر کے بعض مواقع قرآن پاک سے یہاں ذکر کیے دیتے ہیں۔

قرآن کریم میں مذکور انبیاء کرام علیہم السلام

حضرت آدم علیہ السلام

پ۱: البقرہ ۲۱، ۲۳، ۳۴، ۳۵، ۳۷

پ۸ الاعراف ۱۱، ۱۹، ۲۶، ۳۱، ۳۵، ۱۷۲

پ۱۶، طٰہٰ ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۰، ۱۲۱

پ۳ آل عمران ۲۳، ۵۹، پ۱۶: الاسراء ۶۱، ۷۰

حضرت نوح علیہ السلام

پ۱۲ ہود ۲۵، ۳۲، ۳۶، ۴۲، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۸۹

پ۱۹: الشعراء ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۶، پ۲۹ نوح ۱، ۲۱، ۲۶

پ۸ الاعراف ۵۹، ۶۰، پ۱۵: الاسراء ۳، ۱۷

پ۲۳ الصافات ۷۵، ۷۹

پ۲۴ المؤمن ۵، ۳۱

حضرت ادریس علیہ السلام

پ١٦ مریم ٥٦، پ١٧: الانبیاء ٨٠

حضرت ہود علیہ السلام

پ١٢، ہود ٥٠، ٥٣، ٥٨، ٦٠، ٨٩

پ٧ الاعراف، ٦٥، پ١٩: الشعراء ١٢٤

حضرت صالح علیہ السلام

پ١٢، ہود، ٦١، ٦٢، ٦٦، ٨٩

پ٨: الاعراف ٧٣، ٧٥، ٧٧، پ١٩: الشعراء ١٤٢

حضرت ابراہیم علیہ السلام

پ١: البقرہ ١٢٤، ١٢٥، ١٢٦، ١٢٧، ١٣٠، ١٣٢، ١٣٣، ١٣٥، ١٣٦، ١٤٠، ١٥٨، ١٦٠

پ٣ آل عمران ٣٣، ٣٥، ٦٧، ٦٨، ٨٤، ٩٥، ٩٧

پ٥ النساء ٥٤، ١٢٥، ١٦٣

پ٧: الانعام ٧٤، ٧٥، ٨٣، ١٥١

پ١٢ ہود، ٦٩، ٧٤، ٧٥، ٧٦

پ١٧: الانبیاء ٥١، ٦٠، ٦٢، ٦٩

پ١٦ مریم: ٤، ٤٦، ٥٨

پ١٧، الحج ٢٦، ٤٣، ٧٨

پ٢٣ الصافات ٨٣، ١٠٤، ١٠٩

پ١٠: التوبہ ٧٠، ١١٤ پ١٤: النحل ١٢٠، ١٢٣

پ١٢، یوسف، ٦، ٣٨، پ١٩: العنکبوت ١٦، ٣١

پ١٣: ابراہیم ٣٦

حضرت لوط بن ہاران علیہ السلام

پ٧: الانعام ٨٦، ٩٠، پ٨ : الاعراف ٨٠، ٨٤

پ۲۰: العنکبوت ۲۸، ۳۰، ۳۳، ۳۵

پ۱۲: ہود،۷۴، ۸۳، پ۱۹: الشعراء ۱۶۰، ۱۷۳

پ۱۴: الحجر ۵۸، ۷۷ پ۲۷ الذاریات ۳۲، ۳۷

پ۲۸ التحریم ۱۰، پ۱۷: الانبیاء: ۷۴، ۷۵

پ۲۳ الصافات ۱۳۳، ۱۳۸

حضرت اسماعیل علیہ السلام

پ۱: البقرہ ۱۲۵، ۱۲۹

پ۲۳ الصافات ۱۰۱، ۱۰۷

پ۱۷: الانبیاء ۸۵، پ۱۶ مریم ۵۴، ۵۵

پ۷: الانعام ۸۶، ۹۰ پ۲۳ ص ۴۸

حضرت اسحٰق علیہ السلام

پ۱: البقرہ: ۱۳۳، پ۷: الانعام ۸۴، ۹۰

پ۱۲: ہود، ۷۱، پ۲۳ ص ۴۵، ۴۰

پ۱۷: الانبیاء ۷۲، ۷۳، پ۲۳ الصافات ۱۱۲، ۱۱۳

حضرت یعقوب علیہ السلام

پ۱: البقرہ ۱۳۲، پ۴ آل عمران ۹۳

پ۱۲، یوسف ۸۴، ۱۰۱، پ۱۷: انبیاء ۷۲، ۷۳

پ۲۳، ص ۴۵، ۴۷، پ۲۴ المومن ۳۴

حضرت یوسف علیہ السلام

پ۱۲، یعلمک من تاویل الاحادیث ۶

پ۱۲ لقد کان فی یوسف واخوتہ ایات للسائلین

ولما بلغ اشدہ اتیناہ حکماً و علماً ۲۲

قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ ۳۳

واتبعت ملۃ اباء ی ابراھیم واسحق ویعقوب ۳۷

ولقد همت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ ۲۴

حضرت شعیب علیہ السلام

پ۸: الاعراف: ۸۵، ۹۳، پ۱۲: ہود: ۸۴، ۹۵

پ۱۴: الحجر: ۷۸، ۷۹، پ۱۹ الشعراء ۱۷۶، ۱۸۹

پ۲۰: العنکبوت: ۳۶، ۳۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ کی والدہ کی شان

وربطنا علی قلبھا (پ۲۰ القصص ۱۰)

واوحینا الیٰ ام موسیٰ (پ۲۰ القصص)

اذ اوحینا الیٰ امک ما یوحیٰ (پ۱۶، طٰہٰ ۳۸)

فخرج منھا خائفاً یترقب (پ۲۰ القصص)

ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون (پ۲۰ القصص)

واصطنعتک لنفسی (پ۱۶ طٰہٰ)

وانا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ (پ۱۶ طٰہٰ)

فذانک برھانان من ربک (القصص)

واحلل عقدۃً من لسانی (طٰہٰ)

لاتخف انی لایخاف لدی المرسلون (پ۱۹: النمل ۷)

فلاتکن فی مریۃ من لقائہ (پ۲۱ السجدہ ۲۳)

قال قد اجیبت دعوتکما (پ۱۱ یونس ۸۹)

فاوجس فی نفسہ خیفۃً موسیٰ (طٰہٰ)

پ۹: الاعراف: ۱۰۳، ۱۵۷

پ۱۹: الشعراء: ۱۰، ۶۶ (فرقان ۳۵)

پ۳۰: النازعات ۱۵

ذکر قارون پ۲۰، القصص ۷۶ تا ۸۲ پ۲۰ العنکبوت ۳۹، پ۲۴، المومن ۳۶

فاوقد لی یاهامان علی الطین فاجعل لی صرحا (پ۲۰ القصص)

ذکر فرعون ......ولقد ارسلنا موسیٰ ...... الیٰ فرعون وھا مان وقارون (پ۲۴ المومن ۲۳)

حضرت ہارون علیہ السلام

وقال موسیٰ لاخیه هارون اخلفنی فی قومی واصلح (پ۹: الاعراف)

واجعلی لی وزیراً من اهلی هارون اخی (پ۱٦، طٰہٰ ۳۰)

ووهبناله من رحمتنا اخاه هارون نبیاً (پ۱٦، مریم: ۵۳)

حضرت داؤد علیہ السلام

ولقد اتینا داؤد منا فضلا ...... والناله الحدید (پ۲۲ اسباء: ۱۰)

وقتل داؤد جالوت (پ: البقره ۲۵۱)

واذکر عبدنا داؤد (پ۲۳ ص ۱۷، ۲٦)

واتینا داود زبورا (پ٦: النساء ۱٦۳)

لعن الذین کفروا...... علیٰ لسان داود و عیسیٰ ابن مریم (پ٦: المائده ۷۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام

واتینا داود و سلیمان علماً و ورث سلیمان داود. (پ۱۹: النمل: ۱۵)

وحشر لسلیمان جنوده من الجن والانس و الطیر. (پ۱۹: النمل: ۱۷)

ماتتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان. (پ۱: البقره: ۱۰۲)

حضرت یونس علیہ السلام

وذا النون اذ ذهب مغاضباً (پ۱۷: الانبیاء ۸۷)

ولاتکن کصاحب الحوت (پ۲۹: القلم: ۴۸)

اذابق الی الفلک المشحون فساهم (پ۲۳ الصافات ۱۴۰)

فنفعها ایمانها الاقوم یونس (پ۱۱، یونس ۹۸)

حضرت ایوب علیہ السلام

واذکرنا عبدنا ایوب اذ نادیٰ ربه انی مسنی الشیطان (پ۲۳، ۴۱)

انی مسنی الضرو انت ارحم الراحمین فاستجبناله (پ۱۷: الانبیاء ۸۴)

حضرت زکریا علیہ السلام

ھنالک دعا زکریا ربہ (پ۳ آل عمران)

انبتہا نباتاً حسناً وکفلھا زکریا (پ۳ آل عمران ۳۷)

واذکر اذ نادیٰ ربہ رب لاتذرنی فرداً (پ۱۷: الانبیاء ۸۹)

حضرت یحیٰ علیہ السلام

یایحییٰ خذا الکتاب بقوۃ واتیناہ الحکم صبیًا (پ۱۶ مریم: ۱۴)

لم نجعل لہ من قبل سمیًا (پ۱۶: مریم ۷)

حضرت الیسع علیہ السلام

واسمٰعیل والیسع و یونس ولوطاً (پ۷: الانعام ۸۶)

واذکر اسمٰعیل والیسع وذا الکفل (پ۲۳: ص ۴۸)

حضرت الیاس علیہ السلام

وان الیاس لمن المرسلین (پ۲۳ الصافات ۱۳۲)

وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس (پ۷: الانعام ۸۵)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

واسمٰعیل وادریس و ذا الکفل (پ۱۷: الانبیاء ۸۵)

الیسع وذا الکفل وکل من الاخیار (پ۲۳ ص ۴۸)

حضرت عزیر علیہ السلام

اوکا لذی مرّعلی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا (پ۲: البقرہ: ۲۵۹)

وقالت الیھود عزیر ابن اللّٰہ (پ۱۰ التوبہ ۳۰)

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

واذ قالت الملئکۃ یا مریم ان اللّٰہ اصطفاک (پ۳ آل عمران ۴۲)

وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ (پ۶: النساء: ۱۵)

انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ وکلمتہ (پ۶: النساء: ۱۷۱)

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (پ۶: المائدہ:۷۲)

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (پ۶: المائدہ:۷۵)

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داود و عیسیٰ ابن مریم

(پ۶: المائدہ:۷۸)

واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (پ۷: المائدہ ۱۱۰)

وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا (پ۲۵: الزخرف:۶۱)

مصدقاً لما بین یدیّ من التوراۃ و مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی.

(پ۲۸: الصف:۶)

فایدنا الذین امنوا علیٰ عدوھم فاصبحوا ظاہرین (پ۲۸: الصف:۶)

واوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرارٍ و معین (پ۱۸: المومنون ۵۰)

علماء اسلام نے انہیں تاریخی طور پر اپنے ذخیرہ علم میں لانے کے لیے اور پچھلی قوموں کے عروج و زوال کے واقعات کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لیے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس پر دیوبند کے مشہور عالم حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی کتاب قصص القرآن ایک تحقیقی کتاب ہے۔ جسے ہم بجا طور پر کتاب الانبیاء بھی کہہ سکتے ہیں۔ تاہم یہ صرف ان انبیاء پر مشتمل ہے جو قرآن میں مذکور ہوئے اور بہت سے وہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ملتا۔ یہ کہنا کہ ان سب کے وقائع حیات حضور اکرمؐ کو بتا دیئے گئے تھے۔ یہ قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف ہے۔ ومنھم من لم نقصصھم علیک. (النساء۱۶۴) اس پر ہم اس کتاب الانبیاء کو ختم کرتے ہیں یہ ان بیس ابواب میں آخری باب ہے جس میں ہم نے قرآن کریم کے مختلف مضامین کو اس کے مختلف مقامات سے اکٹھا کر کے انہیں ایک مضمون وار ترتیب دی ہے۔

قرآن کریم اصولاً کتاب ہدایت ہے قرآن پاک میں اسے ھدی للمتقین کہا گیا ہے اس کی ۶۶۶۶ آیات میں سے صرف ۵۵۰ کے قریب آیات احکام ہیں قرآن کریم میں جگہ جگہ ہستی باری تعالیٰ، صفات الٰہیہ، قدرت خداوندی، یوم آخرت، معاد، جنت و جہنم، مطالعہ کائنات اور انبیاء سابقین کے نصیحت آمیز واقعات ایسے پیرایوں میں ملتے ہیں کہ دل فکر آخرت اور اللہ رب العزت کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔ ان پہلو

سے یہ کتاب ہدایت ہے اور اس پہلو سے یہ ترتیب خود ایک معجزہ دکھائی دیتی ہے۔ ہفت اقلیم اس کی برابری نہیں کر سکتے۔ شریعت ان آیات میں ضمناً ملتی ہے اصولاً قرآن کریم پیرایہ ہدایت میں ہے یہ پیرایہ اسباق میں نہیں۔ یہ صرف درس و تعلیم کے لیے ہم نے انہیں ان بیس ابواب میں منتقل کیا ہے۔

فقہاء کرام نے فقہ کی کتابوں میں اس کتاب ہدایت کو شریعت کے خاکوں میں اتارا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے درسی مقاصد کے لیے یہ ہمیشہ سے ایک انسانی ضرورت رہی ہے۔ عبادت اور تلاوت کے پہلو سے ہم صرف اس آسمانی ترتیب کو ہی قرآن کہہ سکتے ہیں۔

قرآن کریم کی اپنی ترتیب میں یہ مضامین اپنے پیرایہ ہدایت میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن تعلیم کی غرض سے ہمیں ان متفرق مضامین کو ان کے مختلف مقامات سے ایک جگہ لانا اور انہیں ان کے وسیع دائرہ سے ایک جگہ جمع کرنا اور انہیں ایک جامع پیرائے میں پیش کرنا طلبہ کی امداد کے لیے مناسب معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز کوشش کو اپنے مقاصد میں بارآور کرے۔

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال

قرآن کریم کے یہ مختلف مضامین کتاب ہدایت میں اس طرح پھیلے ہیں کہ اس کے ہر پارہ اور ہر بڑی سورت میں ان ابواب کی جھلک اور چمک موجود ہے۔ چھوٹی سورتوں میں اس کی شان اعجاز اور پیرایہ اعجاز زیادہ نمایاں ہے۔ مستشرقین میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے ہاں قرآن کریم کی اس عجیب علمی شان اور نفیس حسن بیان کا کھلے دلوں سے اعتراف کیا ہے ہم اپنی تالیف آثار التنزیل جلد دوم کے آخر میں ان میں سے بارہ مستشرقین کے بیانات ہدیہ قارئین کرآئے ہیں۔

ختامه مسک وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون (پ ۳۰ المطففین ۲۶)

قرآن کریم میں آپ کو انبیاء کرام کے تذکرے مختلف مقامات پر مختلف پیرایوں میں پھیلے ملیں گے جب آپ کے ہاں کسی پیغمبر کے بارے میں کوئی بات مزید لائق تحقیق ٹھہرے تو آپ اس کے لیے اس کے دوسرے تذکروں پر بھی ایک نظر کرلیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر ہم نے ان کے تذکرے یہاں ایک اپنی ترتیب سے ذکر کر دیئے ہیں۔ کتاب الانبیاء اس بست بابی مضامین قرآن کا آخری باب ہے۔

بیس ابواب کے بیس خاکوں کے بعد چھ اور علمی باب

بست بابی فہرست مضامین قرآن اپنے ذیلی عنوانوں کے ساتھ آپ کے سامنے آچکی ہے اب آپ ان اضافی ابواب کے کچھ خاکے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مضامین قرآن نہیں لیکن قرآن فہمی کے لیے کچھ علمی ذرائع ضرور ہیں، ہم یہاں ان کو ان چھ بڑے عنوانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

١۔ قرآن کریم میں نسخ احکام کی بعض اندرونی شہادتیں

٢۔ کتاب القواعد العلمیہ فی بعض الاسالیب العربیہ

٣۔ قرآن کریم کی آیات محکمات اور متشابہات

٤۔ قرآن پاک کی آیات جو اپنے ظاہر معنی پر نہ لی جائیں

٥۔ الآیات التنزیلیہ والآیات التکوینیہ

٦۔ الآیات المظلومہ۔ یہ وہ آیات ہیں جن پر پادریوں، نیچریوں، قادیانیوں اور روافض نے اپنے اپنے مقاصد کے لیے بہت مظالم کیے ہیں۔

آیات الٰہیہ میں الحاد سے کام لینے والے، اللہ پر اور اللہ والوں پر مخفی نہیں رہتے۔ آیات الٰہیہ کا انکار کھلے طور پر ہو یا الحاد سے (ان کے مفاہیم و معانی بدل کر) ہر دو صورتوں میں یہ آیات الٰہیہ کی تکذیب ہے اور کفر ہے، قرآن کریم میں الحاد کی راہ اختیار کرنے والوں کو بھی اسی طرح آگ کے انجام کی خبر دی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آگ میں مستقل ٹھکانہ صرف کافروں کا ہی ہو سکتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ. (پ۲۴۔ حم سجدہ ۴۰)

اب آیئے ان چھ کتابوں (بڑے ابواب) سے اپنے دورہ تفسیر کی تکمیل کیجیے۔

۱۔ کتاب الآیات المنسوخہ

قرآن کریم صرف احکام کی کتاب نہیں اس میں پہلے انبیاء کرام اور انہیں دیے گئے احکام کے بھی کچھ تذکرے ہیں اس طرح شریعت محمدیہ بھی تیئس سال میں تدریجاً مکمل ہوئی۔ سو قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم ملے جو کسی پہلے دور کا ہو تو اسے آسمانی ہدایت کے خلاف نہ سمجھنا چاہیے اسے قرآن میں دی گئی کسی پہلی ہدایت کا تاریخی تذکرہ جانئے۔

۱۔ قرآن میں پہلے کیا کہا گیا تھا؟ بیس صابر دو سو پر غالب آئیں گے پھر رعایت دی گئی اب سو ہوں تو ان کا دو سو کے مقابلہ میں نکلنا ضروری قرار دیا گیا۔ وہ ہزار کے مقابلہ میں نکلیں یہ حکم واپس لے لیا گیا۔ ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم ماۃ یغلبوا الفاً من الذین کفروا بانھم قوم لایفقھون آلئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔ (پ۱۰۔ الانفال٦٦) اب پہلا حکم جاتا رہا۔

۲۔ جس پر موت کا وقت آ لگے پہلے اس پر والدین اور اقربون کے لیے اپنے ترکہ کی وصیت کرنے کا یہ حکم تھا۔

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرًا الوصیۃ للو الدین والاقربین بالمعروف. (پ۲۔البقرہ۱۸۰)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے خود اولاد والدین اور اقربین کے حصے مقرر کر دیئے تو یہ حکم جاتا رہا، اب یہ آیت اتری:

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (پ۴۔النساء۱۱)

اب والدین کے لیے سوائے اس کے کہ وہ غیر مسلم ہوں انہیں کچھ دینے کی وصیت نہیں ہو سکتی۔

۲۔ کتاب القواعد العلمیہ فی العبارت العربیہ

واوٗ ترتیب کے لیے نہیں

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (پ۴، آل

عمران۱۱۰) ایمان پہلے ہوتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا امر بعد میں لیکن اس آیت میں ایمان کا لفظ امر بالمعروف کے بعد آیا ہے۔

ویوتون الزکوۃ والذین ھم بایاتنا یوقنون (پ۹، الاعراف۱۵۶) میں بھی یوتون کا لفظ بعد میں آیا ہے۔

وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل علی محمد (پ۲۶، محمد) یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی (پ۳، آل عمران۴۳) میں بھی واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے۔

ماضی مضارع کے معنی میں

ونفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث الی ربھم ینسلون (پ۲۳ یٰسین ۵۱) ابھی صور پھونکا نہیں گیا نہ قیامت واقع ہوئی ہے لیکن نفخ صیغہ ماضی میں ہے اور معنی یہ کیا جاتا ہے جب صور پھونکا جائے گا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ (پ۷، المائدہ ۱۱۶) یہ سوال آئندہ ہونے والا ہے لیکن قال صیغہ ماضی میں ہے۔

انتشار ضمائر۔ ایک ضمیر اور طرف، دوسری کسی اور طرف

وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ (پ۲۶۔ الفتح) اس میں پہلی دو ضمیریں تو حضور کی طرف لوٹتی ہیں اور تیسری مفعول کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔

الامر للاستحباب ولیس للوجوب

فاذا حللتم فاصطادوا (پ۶۔ المائدہ۲) جب تم احرام سے نکلو تو تم شکار کرو (یعنی تم کر سکتے ہو)

نہی سے استثناء اباحت کے لیے ہے وجوب کے لیے نہیں

ولا تواعدوھن سرا الا ان تقولوا قولا معروفاً (پ۲، البقرہ۲۳۵)

لفظ اہل کی مناسبت سے مونث کے لیے مذکر ضمیریں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے صیغہ مذکر سے کہا قال لأھله امکثوا انی انست نار العلی ء اتیکم منھا بخبر أو جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (پ۲۰، القصص۲۹)

حضرت ابراہیم نے اپنی زوجہ سے کہا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت (پ۱۲، ہود۷۳)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے بھی لفظ اہل کے تقاضا سے مذکر کا صیغہ لایا گیا ہے: انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (پ۲۲، الاحزاب۳۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے اپنی والدہ کا پتہ ان الفاظ سے دیا تھا: ھل ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون (پ۲۰، القصص۱۲)

ضمیر کا مرجع عین مرجع نہ ہو اس کی جنس سے ہو

کبھی ضمیر اپنے عین مرجع کی طرف نہیں اس کی جنس کی طرف لوٹتی ہے

وھو الذی یتوفا کم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ (پ۷، الانعام۶۰) میں آخری لفظ فیہ میں ضمیر عین اس دن کی طرف نہیں لوٹ رہی جو پہلے گزرا بلکہ اگلے دن کی طرف لوٹ رہی ہے۔ فلما اتاھما صالحا جعلالہ شرکاء فیما اتھما (پ۹، الاعراف۱۹۰) میں جعلا کا فاعل حضرت آدم اور حضرت حوا نہیں ان کی جنس سے کوئی اور ماں باپ ہیں۔

۳۔ الآیات المحکمات والمتشابہات

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات (پ۳، آل عمران۷) اللّٰہ نور السموات والارض (پ۱۸، النور) اور نور کا لفظ قرآن میں چاند کے لیے بھی وارد ہے جعل القمر نورًا وجعل الشمس سراجا (پ۲۹، النوح۱۶) سو پہلی آیات میں نور کا لفظ متشابہات میں سے سمجھا جائے گا بایں معنی کہ اللہ آسمانوں اور زمین کو روشنی دینے والا ہے قرآن کی رو سے متشابہات پر عقیدوں کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ ان کے لیے محکمات درکار ہیں۔

کیا قرآن کی سب آیتیں آیات محکمات نہیں؟

قرآن کریم کی سب آیتیں پختہ اور محکم ہیں کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر (پ۱۱۔ ھود)

ہاں اس معنی میں محکم نہیں کہ ان کا مورد صرف انسان ہوں۔ قرآن حکیم میں ایسی

آیات بھی ہیں جن میں وہ الفاظ بھی انسانوں کے لیے وارد ہیں جو کسی دوسرے موقع پر خدا کے لیے وارد ہیں۔ انسان کو بھی کہا گیا ہے کہ اسے ہم نے سمیع و بصیر بنایا فجعلنه سمیعاً بصیرا (ص ۲۹۔ الدھر) اور اللہ تعالیٰ کے لیے بھی سمیع و بصیر کے الفاظ قرآن کریم میں ملتے ہیں انه هو السمیع البصیر (ص ۱۵۔ بنی اسرائیل) بندے کے بھی ہاتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بھی ہاتھ ہے گو کوئی چیز اس کی کسی مخلوق کی مثل نہیں لیس کمثله شئی (۲۵۔ الشوریٰ ۱۱) قرآن کریم میں ہے تبارک الذی بیده الملک وهو علی کل شئی قدیر (پ ۲۹۔ الملک) اس پہلو سے قرآن پاک کی بعض آیات متشابہات ہیں۔

آیات متشابہ ایک دوسرے معنی میں

اللہ نزل احسن الحدیث کتاباً متشا بهاً مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم (پ ۲۳ الزمر ۲۳)

یہ عمدہ کلام ایسی کتاب ہے جس کی آیات آپس میں ملتی جلتی ہیں اور بار بار دہرائی جاتی ہیں ان میں کہیں تعارض یا تضاد نہیں ہوتا اور مختلف چیزوں کا مقابلہ بھی ہے جیسے رحمت اور عذاب بہشت اور دوزخ مومن اور کافر یہ سب مقابلے کے الفاظ ہیں متشابہ کا یہ معنی اس سے مختلف ہے کہ اس کی بعض آیتیں متشابہات میں سے ہیں یہاں کتاباً متشابہا میں متشابہا لغوی معنی میں ہے جیسے جنت کے پھلوں کے بارے میں ہے۔ رزقنا من قبل واتوابه متشابها (پ ۱۔ البقرہ ۲۵)

۴۔ آیات جو اپنے ظاہری معنی پر نہ سمجھی جائیں

قرآن کریم ایک خزانہ علم ہے اور یہ دین اسلام کا پہلا علمی ماخذ بھی ہے اس میں عقائد کا بھی بیان ہے اور اعمال کا بھی۔ عقائد زیادہ حقائق غیبی سے متعلق ہیں قرآن کریم میں ایمان کا پہلا تعارف عالم غیب سے ہے، بتایا گیا ہے اَلَّذِینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ (پ ۱۔ البقرہ) الفاظ کہاں تک ان حقائق غیبیہ کا بار اٹھا سکتے ہیں یہ ایک گرانبار موضوع ہے ظاہر ہے کہ ایسے مواقع پر یہی کہہ سکتے ہیں ہم ظاہر الفاظ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کی مرادات اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور ان الفاظ کی ظاہری دلالت ان لوازم سے پاک جانتے ہیں جو ان الفاظ کے عام لغوی استعمال میں مفہوم ہوتے ہیں کیونکہ خالق کی صفات کے بیان میں مخلوق کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس اللہ سرہ العزیز ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔

لفظ کے ایک لغوی معنی ہوتے ہیں اور ایک مرادی۔ قرآن مجید اترا تو لغت عربی میں ہے لیکن ہر جگہ لغت مراد نہیں بعض جگہ قرآن کریم نے لغت تو زبان عرب سے لی ہے مگر معنی اس میں اپنے ڈالے ہیں اور وہی مرادی معنی کہلاتے ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام جلد۲ ص ۲۸)

سو قرآن فہمی میں اس اصول کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے کہ کچھ آیات ایسی بھی ہیں جو اپنے ان معنی میں نہیں لی جاتیں جس میں بعض وہ الفاظ پائے جاتے ہیں جو دوسرے مواقع پر مخلوق کے لیے استعمال ہوئے ہوں۔

اسی طرح بعض آیات میں کچھ ایسے الفاظ ملتے ہیں جن کے برعکس کچھ دوسری آیات ان پہلی آیات کی ظاہراً تصدیق نہیں کرتیں وہاں ہم قرآن فہمی کے لیے ان دونوں میں تطبیق کی راہ تلاش کرتے ہیں ظاہر ہے کہ اس صورت میں بعض آیات کو ان کے ظاہری معنی میں نہیں لیا جاتا ایسے مواقع پر بھی قرآن کریم اپنے ایک مرادی معنی بتلاتا ہے جس کے لیے قرآن فہمی کے ان اصولوں کو سامنے رکھنا ناگزیر ہے۔

یہاں ہم نمونہ کے طور پر بارہ آیات کو سامنے لاتے ہیں انہیں سمجھنے سے طلبہ بہت سی باطل راہوں سے بچ سکیں گے۔

ثم استوی علی العرش (پ۱۳، الرعد) ثم استوی الی السمآء فسواهن سبع سموت (پ۱، البقرہ ۲۹)

۱۔ اللہ کا عرش پر قائم ہونا اسے سہارا لینے کے معنی میں نہ سمجھ لیا جائے۔

۲۔ جب عرش نہ بنا تھا خدا اس وقت بھی تھا اور یہ عمل استواء ابھی نہ ہوا تھا۔

۳۔ بیٹھنے کے جو معنی ظاہراً سمجھے جاتے ہیں ان لوازم کی نفی اس استواء میں ضروری ہے۔ یہ کیوں؟ لیس کمثلہ شئی (پ ۲۵۔ الشوریٰ ۱۱) کی وجہ سے۔

۴۔ استواء اللہ تعالیٰ کی صفت ذات ہے یا صفت عمل؟ الرحمٰن اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور قرآن کریم میں استواء کی نسبت اسم ذات (اللہ) کی طرف بھی ہے اور الرحمٰن کی طرف بھی ہے۔ الرحمن علی العرش استوی (پ۱۶، طٰہٰ ۵)

سو جہاں جہاں بھی قرآن کریم میں استواء علی العرش کا بیان آئے ہر جگہ لیس کمثلہ شئی کو ساتھ رکھنا لازمی ہوگا۔

علماء دیوبند کا موقف تفسیر عثمانی سورہ الاعراف آیت ۵۴ کے بیان میں دیکھ لیں۔

۲۔ وعصی ادم ربہ فغوی (پ۱۶، طہ ۱۲۱) اسے ظاہر پر کیوں نہ سمجھا جائے؟

یہ اس لیے کہ دوسری آیت ولقد عھدنا الیٰ ادم من قبل فنسی ولم نجدلہ عزما (پ۱۶، طہ ۱۱۵) میں ہے کہ ہم نے آدم کے اس عمل میں پختگی نہ پائی تھی علامہ شامی نے اپنے رسائل میں اور علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس پر بحث کی ہے۔ (جلد۱، ص۲۱۰)

۳۔ حضرت ابراہیم کا ستارے اور چاند کے بارے میں کہنا قال ھذا ربی (پ۷، الانعام ۷۶) اپنے ظاہر پر نہیں تھا۔ ایک دوسری آیت میں ہے وما کان من المشرکین (پ۱، البقرہ ۱۳۵) ولقد اتینآ ابراھیم رشدہ من قبل وکنابہ علمین (پ۱۷، الانبیاء ۵۱)

۴۔ حضرت موسیٰ کا کہنا ولھم علّی ذنب فأخاف أن یقتلون (پ۱۹، الشعراء ۱۴) اپنے ظاہر پر نہیں۔ فعلتھآ اذا وأنا من الضالین (پ۱۹، الشعراء ۲۰)

ضال کا معنی ایک آیت أن تضل احداھما فتذکر احداھما الاخری (پ۳، البقرہ ۲۸۲) میں بھی دیکھیے (مدارک ۳، ص۱۸۱)

عن قتادہ انہ فعل ذلک جاھلا غیر متعمد ایاہ. (روح المعانی ۱۹، ص۱۶۹)

۵۔ وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ (پ۲۳، ص۲۴)

۶۔ ولاتکن کصاحب الحوت (پ۲۹، القلم ۴۸)

۷۔ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنت (پ۲۶، محمد ۱۹)

۸۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ (پ۱۷، الحج ۴۰)

۹۔ یبنی ادم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم ءایتی (پ۸، الاعراف ۳۵)

۱۰۔ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ (پ۴، آل عمران ۱۵۲)

۱۱۔ اذ تصعدون ولاتلون علی أحد والرسول یدعوکم فی اخراکم (پ۴، آل عمران ۱۵۳)

۱۲۔ واذا رأوا تجارۃ أولھوا انفضوا الیھا وترکوک قآئماً (پ۲۸، الجمعہ ۱۱)

۵۔ آیات تنزیلیہ اور آیات تکوینیہ

قرآن کریم میں آیت کا لفظ کبھی جملوں اور فقرات کے لیے بھی ملتا ہے اور کبھی یہ نشان کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ظاہر فطرت میں خدا کی قدرت کے بہت نشان ملتے ہیں جو اس کے ہونے کا پتہ دیتے ہیں انہیں آیات تنزیلیہ اور آیات تکوینیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آیات تنزیلیہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور احکمات پر مشتمل ہیں۔ آیات تکوینیہ کائنات میں خدا کی قدرت کے نشانات ہیں، کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کی تکوین سے چل رہا ہے۔

آیات تنزیلیہ

اولئک الذین کفروا بایت ربهم ولقآئه. (پ۱۶، الکهف ۱۰۵)

والذین هم بایات ربهم یومنون (پ ۱۸ . المومنون ۵۸) وکذلک انزلناه آیات بینات (پ ۱۸ . الحج ۲۶)

واذا تلیت علیهم آیایة زادتهم ایمانا (پ ۹ . الانفال ۲) بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم (پ۲۱: العنکبوت۴۹)

آیات تکوینیہ

ان فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنهار والفلک التی تجری فی ابحر بما ینفع الناس وما انزل اللّٰہ من السماء من ماء فاحیابه الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابه وتصریف الریاح والسحاب المسخرببن السماء والارض لایت لقوم یعقلون (پ۲، البقره۱۶۴) وجعلنا ابن مریم وامه اية واوینهما الی ربوة ذات قرار ومعین (پ۱۸، المومنون۵۰) ان فی ذلک لایت لقوم یومنون (پ۲۰، النمل۸۶) ان فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنهار لایت لاولی الالباب (پ۴، آلِ عمران۱۹۰) ان فی ذلک لایت نفوم یسمعون (پ۲۱، الروم۲۳) ولقدء اتینا موسیٰ تسع ء ایت بینت (پ۱۵، بنی اسرائیل۱۰۱) ویقوم هذه ناقة الله لکمء اية (پ ۱۲، هود۶۴) ولنجعله اية للناس ورحمة منا (پ۱۶، مریم۲۱)

جعل تشریعی اور جعل تکوینی کے ذیل میں طلبہ ایک یہ بات بھی سمجھ لیں۔

قرآن کریم میں جعل تشریعی کی آیات

وماجعل علیکم فی الدین من حرج (پ۱۷۔الحج۷۸) لیجعل الله ذلک حسرة فی قلوبهم (پ۴، آل عمران۱۵۶) ان الله بالغ امره قد جعل الله لکل شئی قدرا (پ۲۸، الطلاق۳) واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا (پ۱، البقره ۱۲۵) وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة (پ۳، آل عمران۵۵)

جعل تکوینی کی چند مثالیں

اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (پ۶، المائده۲۰) وجعل منهم القردة والخنازیر (پ۶، المائده۲۰) فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء وکان وعد ربی حقا (پ۱۶، الکهف۹۸) وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض (پ۱۸، النور۵۵) (اس آیت میں استخلاف تمکین دین تبدیل خوف بہ امن سب جعل تکوین کے قبیل سے ہیں)

مایرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطهرکم

(پ۶، المائده۶)

والجبال اوتادا وخلقنکم ازواجا وجعلنا نومکم سباتا وجعلنا اللیل لباسا وجعلنا النهار معاشا (پ۳۰ النبأ ۷۔۱۱)

۶۔ کتاب الآیات المظلومہ
فی مباحث النصاریٰ

وعندهم التوراة فیها حکم الله (پ ۶. المائده ۴۳) قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صدقین (پ آل عمران ۹۳) لاتبدیل لکلمت الله (پ ۱۱. یونس ۶۴) ولهم علیٰ ذنب فاخاف ان یقتلون (پ ۱۹. الشعراء ۱۴) وعصیٰ ادم ربه فغویٰ (۱۶ طه ۱۲۱) لیغفرلک الله ماتقدم من ذنبک وما تاخر (پ ۲۶ الفتح) اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده (پ۷. الانعام ۹۰)

فی مباحث القادیانیہ

ینبی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (پ۸. الاعراف ۳۵) وبالاخرة هم یوقنون (پ ۱. البقره ۸) الله یصطفی من الملئکة رسلا ومن الناس ان الله سمیع بصیر (پ ۱۷. الحج ۷۵) فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین (پ۵. النساء ۶۹) واخرین منهم لما یلحقوابهم وهو العزیز الحکیم (پ ۲۸ الجمعه۳) وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل (پ۴ . آل عمران ۱۴۴) ولوتقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین (الحاقه ۲۹) ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (ص ۲۸. الصف ۶۰) فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (پ۷، المائده۱۱۷) یعیسی انی متوفیک ورافعک الی (ص ۳. آل عمران ۵۵) وَاِنَّهٗ لعلم للساعة فلا تمترن بها (الزخرف ۶۱) جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة (پ ۳. آل عمران ۵۵) وان من اهل الکتب الالیؤمنن به قبل موته (پ۶ . النساء ۱۵۹) فمن یملک من الله شیا ان ارادان یهلک المسیح ابن مریم (پ۶ . المائده ۱۷) ما ننسخ من اية أو ننسهانات بخیر منها أومثلها (پ ۱. البقره ۱۰۶)

فی مباحث الرافضہ

انانحن نزلنا الذکرواناله لحفظون (پ۱۴ . الحجر ۹) ان علینا جمعه وقرآنه (پ ۲۹ القیمه ۱۷) واذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما (پ ۱. البقره ۱۲۷. ۸) یوم ندعو کل اناس بامامهم (پ ۱۵. بنی اسرائیل ۷۱) انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (پ ۲۲. الاحزاب ۳۳) اذاقمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهکم وأیدیکم الی المرافق وامسحوا برء وسکم وارجلکم الی الکعبین (پ۶، المائدہ۶) الذین یبلغون رسالات الله ویخشونه ولا یخشون احداً الا الله (پ۲۲: الاحزاب۳۹) الا من اکره و قلبه مطمئن بالایمان (پ۱۴، النحل۱۰۶)

والذین ھم لفروجھم حفظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم (پ۱۸، المومنون۶) فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن (پ۵، النساء۲۴) ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیما کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا (پ۵، النساء۹۷)

فی مباحث اتجاہ المعتزلہ

سرسید احمد خاں کے پیرو اور غلام احمد پرویز کے ہم خیال اس دور کے معتزلہ ہیں انہوں نے جن آیات پر تحریف کی کوششیں کی ہیں طلبہ انہیں بھی کچھ سمجھنے کی کوشش کریں پہلے ان کے نظریہ وحدت ادیان کا مطالعہ کریں۔

ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصری والصبئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صلحا فلھم اجرھم عند ربھم (پ۱، البقرۃ۶۲، پ۶، المائدۃ۶۹) یایھا الذین ء امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی نزل من قبل (پ ۵ النساء ۱۳۶) قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (پ۹. الاعراف ۱۵۸) اوحی الی ھذا القرأن لانذرکم بہ ومن بلغ (پ۷. الانعام ۱۹) وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (پ۲۲، السباء۲۸) قل یاھل الکتب لستم علی شئی حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (پ ۶. المائدہ ۶۸) والصبئین والنصری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینھم یوم القیمۃ (پ۱۷، الحج۱۷)

ان کے انکار خرق عادت کا ان آیات کی روشنی میں مطالعہ کریں۔

قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما رء اہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی (پ ۱۹. النمل ۴۰) واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی و تبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذجئتھم بالبینت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الاسحرمبین (پ ۷. المائدہ ۱۱۰) واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون (پ۱. البقرۃ ۵۰) واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن

قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذا ربعة من الطیر فصر ھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء اً ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم (پ۳، البقرہ ۲۶۰)

فی مباحث المبتدعۃ

سب مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندے کا تعلق اللہ رب العزت سے عبادت کا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی تصدیق رسالت سے آپ کی اطاعت کا ہے قرآن کریم کی آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا یہی حاصل ہے۔ اور یہی حاصل ہے کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا۔ اس اصول پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنا مسلمانوں کی روشن راہ عمل ٹھہرا اسے عربی میں سنت کہتے ہیں۔ سنت وہ روشن راہ ہے جس میں آخر تک روشنی نظر آتی ہے۔ شرعاً بدعت اس کے مقابلے کا لفظ ہے۔ اس میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ بدعت کا لفظ لغوی معنی میں آئے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بدیع السموات والارض میں یہ لفظ اسی معنی میں وارد ہے۔ دینوی ضروریات کے لیے جو نئی نئی چیزیں ایجاد ہوئیں یا ہو رہی ہیں۔ وہ صرف بدعات لغوی ہیں جو ثواب کے لیے ایجاد نہیں کی گئیں اور نہ وہ بہ نیت ثواب عمل میں لائی جاتی ہیں لیکن جو اعمال بہ نیت ثواب کیے جاتے ہیں وہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے طریقے میں نہیں ملتے تو یہ شرعی بدعت ہیں یہ راہ عمل جو نہ راہ سنت میں مذکور ہو نہ اسے کسی مجتہد نے کسی آیت یا حدیث سے بطور استنباط نکالا ہو اور اس پر عمل کرنے والے اسے بہ نیت ثواب عمل میں لا رہے ہیں۔ تو یہ راہ بدعت ہے جس کے بارے میں کھلے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ گمراہی ہے کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار اسی کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

سنت اور شرعی بدعت کا تقابلی مطالعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جس طرح آفاقی ہے آپ کی سنت بھی اسی طرح آفاقی ہے مسلمان جہاں جہاں بھی پہنچے آپ کی سنتیں بھی وہاں وہاں پہنچیں۔ اس کے مقابل بدعت ہے یہ جہاں بھی پائی گئی علاقائی ہی رہی اللہ تعالیٰ نے اسے آفاقی نہیں بننے دیا ہر ملک کی بدعات اپنی اپنی رہیں۔ یمن میں بدعتی مسلمانوں کی بدعتیں اور ہیں

اور پاکستان و ہندوستان کے اہل بدعت کی بدعتیں اور ہیں۔ سو قرآن پاک کی جتنی آیات میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی راہ کے خلاف چلنا جہنم کی راہ بتایا گیا ہے۔ وہ سب آیات، انکار بدعت کی روشن دلیل ہیں۔

انکار بدعت کا داعیہ صرف اس قلب مومن میں پیدا ہوتا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عقیدت اور آپ کی سنت سے سچی محبت موجود ہو اور بدعات چاہنے والے اور ان کی حمایت میں اٹھنے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور عقیدت سے خالی ہیں۔ علمائے اہل سنت کو چاہیے کہ اہل بدعت کی تردید محبت رسول کے جذبہ سے کریں۔ کسی کو چڑانے اور کسی سے لڑنے کے لیے نہیں ورنہ ان کے دلوں میں بھی نور سنت نہ اترے گا۔ سنت سے محبت حضور کی محبت کے سایہ میں ہونی چاہیے کسی فرقہ بندی کے جذبہ سے نہیں۔

اہل بدعت کو یہ بات اس خیر خواہی سے بتائی جائے تو وہ بہت جلد بدعات چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ مسائل کا اختلاف فرقہ بندی کے ساتھ عوام کے سامنے لانا ہرگز عقلمندی نہیں فرقہ بندی اور عقلمندی دو مقابلے کی راہیں ہیں کوئی مسلمان اصولاً فرقہ بندی کی خواہش نہ کرے گا قرآن کریم، حضورؐ اور صحابہؓ کی راہ کے خلاف چلنے والوں کو جہنم کی خبر دیتا ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساءت مصیرا.

اہل بدعت کا دوسرا نام قرآن کریم میں اخسرین اعمال دیا گیا ہے۔

قل هل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً o الذین ضل سعیهم فی الحیوٰة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا o اولئک الذین کفروا بآیات ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلانقیم لهم یوم القیمة وزنا o ذلک جزاؤهم جهنم بما کفروا واتخذو آیاتی ورسلی هزوا o (پ۱٦، الکهف۱۰٦)

ترجمہ: آپ کہہ دیں کیا میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اپنے اعمال میں گھاٹا کھانے والے کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں اکارت گئی دنیا کی زندگی میں وہ سمجھتے رہے کہ وہ تو بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ وہی ہیں جو اپنے رب کی آیات کے منکر ہوئے اور

اس کے ملنے سے سوان کے اعمال ضائع گئے ہم قیامت کے دن ان میں کوئی وزن آنے نہ دیں گے اور ان کی سزا جہنم ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے میرے احکام اور میرے رسولوں کو یونہی فضول سمجھا۔

ادیان سماویہ سے نسبت رکھنے والی قوموں میں پہلے اہل بدعت نصاریٰ ہوئے جنہوں نے شریعت کو راہ نجات ماننے کی بجائے کفارہ کی راہ سے نجات کی تلاش کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۵ھ) اخسرین اعمال میں اہل کتاب کو لاتے ہیں۔ انہوں نے ایک غلط واقعہ کی تصدیق سے خون مسیح سے اپنے گناہوں کو دھونے کا عقیدہ اختیار کیا۔ خلیفہ راشد سیدنا حضرت علیؓ نے اس امت کے ملحدین کو بھی اخسرین اعمال میں داخل فرمایا اور کہا خوارج بھی اس ذیل میں آتے ہیں۔ یہ آیات اپنے مضمون میں بہت جامع اور دونوں کو شامل ہیں اور بتلاتی ہیں کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو دنیا میں کئی عمل بہ نیت ثواب کرتے رہے کہ آخرت میں یہ ان کے کام آئیں گے لیکن آیت نمبر ۱۰۵ میں بتلایا گیا ہے کہ وزن اعمال میں ان کے ان اعمال کا ہرگز کوئی وزن نہ ہوگا۔ اس دن اعمال میں وزن سنت کے مطابق ہونے سے آئے گا۔ اس دنیا میں اشیاء کا وزن کشش زمین سے قائم ہوتا۔ آخرت کے میزان میں وزن موافقت سنت سے آئے گا۔ اس وقت اہل بدعت کو پتہ چلے گا کہ جن اعمال کو وہ دنیا میں بڑی رونقوں سے عمل میں لاتے رہے۔ وہ ضائع گئے اور آخرت میں وہ ان کے کام نہ آئیں گے۔ اس دن اعمال کا تولا جانا حق ہے الوزن یومئذ الحق اور اس میزان اعمال سنت کے سوا کسی عمل کا کوئی وزن نہ ہوگا۔

شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

دینوی زندگی جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کیے تھے۔ خواہ واقع میں اچھے تھے یا نہیں وہ سب کفر کی نحوست سے وہاں بیکار ثابت ہوئے۔ (فوائد القرآن ص ۴۰۶)

اہل بدعت کے عوام وخواص میں ایک یہ فرق بھی ملحوظ رہے

پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں جو لوگ کچھ شرعی بدعات میں ملوث ہیں مگر وہ اعتقادی طور پر اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ وہ اپنے مولویوں کے تکفیری فتووں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے وہ نماز جمعہ میں علمائے اہل سنت مسلک دیوبند کی مسجدوں میں بھی بلا کھٹک اور بلا کسی جھجک کے آتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ نماز جنازہ میں بھی وہ

علمائے دیوبند اور جماعت اہلحدیث کی مساجد میں عام دیکھے جاتے ہیں۔ حج اور عمرہ کی مبارک ساعات میں بھی وہ مکہ اور مدینہ کے ائمہ کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور وہ اپنے علماء کے ان فتووں کو کہ مکہ اور مدینہ کے امام کافر ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کچھ اہمیت نہیں دیتے۔

یہ صورت حال بتلاتی ہے کہ علمائے اہل سنت مسلک دیوبند کو اہل بدعت کے عوام سے بالکل ہمدردانہ برتاؤ رکھنا چاہیے انہیں اگر اختلاف ہے تو اہل بدعت کے مولویوں اور علماء سے ہے ان کے عوام سے نہیں۔ اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ امت محمدیہ نے جماعتی سطح پر کہیں اور کبھی دیوبندی اور بریلوی تفریق کو قبول نہیں کیا۔

ہم ان کے سب علماء کو بھی اس صورت عمل کا ملزم نہیں ٹھہراتے ان میں مولانا ابوالحسنات محمد احمد انوری صدر جمعیت علماء پاکستان اور جناب پیر کرم شاہ بھیروی جیسے کئی حضرات ہیں جو کھلے لفظوں میں کہہ گئے کہ دونوں اصولاً اہل سنت والجماعت ہیں اور ضروریات دین میں ان میں ذرہ برابر بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

(نوٹ) آپ کتاب الانبیاء میں بہت سے انبیاء کے حالات کا مطالعہ کر آئے ہیں۔ سب انبیاء کرام اپنے اپنے وقت میں اللہ رب العزت کے ترجمان رہے ہیں اور اُسی کی قدرت سے اُن کے معجزات بھی ظہور میں آتے رہے۔ جن سے اُن کی عزت اور تصدیق میں اضافہ ہوتا رہا۔

سو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کے اِن جلیل تذکروں کے بعد ہم رب العزت کی قدرتِ عظیمہ پر بھی ایک مختصر مقالہ ہدیہ قارئین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور صاحبِ اختیار ہے چاہے وہ اِسے محل میں لائے یا نہ۔ اِس کے بعد ہم چند اُن الفاظ کی بھی کچھ وضاحت کریں گے جن کے نہ سمجھنے سے بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر بڑی بے ادبی کے مرتکب ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں صحیح سمجھ عطاء فرمائے اور اُس کے حضور انہیں ہر پیرایہ بے ادبی سے توبہ کرنے کی توفیق بخشے۔

واللہ ہو الموفق لما یحبہ ویرضیٰ بہ

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور صاحب اختیار ہے چاہے کرے یا نہ کرے

اللہ تعالیٰ کے بارے میں بعض لوگوں کے کچھ ایسے نظریات ہیں۔ جو اللہ رب العزت کی شان کے قطعاً خلاف ہیں مثلاً اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔ اس کے خلاف معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عدل واجب ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی مباحث ہیں جو ان دونوں حلقوں میں ہوتے رہے ہیں لیکن اس اختلاف میں ماضی میں فریقین نے کوئی ایسی تعبیر اختیار نہیں کی جس میں اللہ رب العزت کے بارے میں بطور لزوم کوئی فحش اور استہزائی تعبیر اختیار کی جائے۔

یہ ماننے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں نہیں کہ امت محمدیہ پر کوئی ایسا عذاب اتارے جیسا کہ پہلی امتوں میں مختلف پیرایوں کے عذاب اترتے رہے۔ لیکن اگر کوئی کہہ دے کہ وہ اس پر قادر ضرور ہے وہ ایسا کرنا چاہیے تو کوئی اس کا ہاتھ روک نہیں سکتا۔ اب اس کے خلاف ایسی تعبیر اختیار کرنا جس سے اللہ رب العزت کی قدرت زیر بحث آ جائے ہرگز درست نہیں ہے۔ یہ کسی کا حق نہیں کہ وہ اللہ رب العزت کی قدرت پر زبان کھولے۔

اس طرح یہ جاننے کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم دونوں بنائے ہیں اور جہنم میں بھی کچھ لوگ ضرور جائیں گے۔ یہ کہنا کہ وہ چاہتا تو سب انسانوں کو ایک صحیح راہ (صراط مستقیم) پر لگا دیتا۔ یہ اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے ہرگز غلط نہیں۔ اس کے خلاف ایسی تعبیر اختیار کرنا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا یہ ہرگز درست نہیں ہے اور ایسا کہنے والے کو یہ الزام دیا جائے گا کہ جب خدا نے بھی کہہ دیا کہ میں شرک معاف نہیں کرونگا تو اب یہ کہنا کہ وہ چاہے تو اسے معاف کر سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے قرآن میں جہاں یہ کہا ہے کہ وہ شرک نہ بخشے گا معاذ اللہ جھوٹ بولا ہے۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ایسے نازک مباحث میں کوئی ایسی تعبیر اختیار کرنا جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی فحش یا استہزائی پہلو اختیار کرے

ہرگز کسی مسلمان کے لائق نہیں ہے۔ مسلمان اس پر یہ کہہ کر کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے مگر وہ ایسا کرے گا نہیں کیونکہ اس نے فرمایا کہ وہ مشرک کو نہ بخشے گا۔ ہرگز اس عقیدے کے ملزم نہیں ٹھہرائے جا سکتے کہ ان کے عقیدے میں خدا (معاذ اللہ) جھوٹ بول سکتا ہے۔ یہ ایک جاہلانہ بات کے سوا کچھ نہیں۔ مشرک کی بخشش میں امتناع ذاتی نہیں ہے اور یہ کہنا کہ وہ بخشا نہ جائے گا۔ یہ اس لیے ہے کہ اس نے خود کہہ دیا ہے۔ **ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء**

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی مشرک کو بخشنا چاہے تو کیا وہ اس پر قادر ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے جب اللہ رب العزت ہر چیز پر قادر ہے تو اس پر قادر کیوں نہ ہوگا لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے کہ وہ ایسا کرے گا نہیں کیونکہ وہ خود فرما چکا۔

ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء (پ)

بات اسی طرح ہے اسے یوں نہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اگر مشرک کو بخش دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی پہلی بات جھوٹ نکلی (استغفر اللہ) بلکہ یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے باوجود عزیز و حکیم ہے وہ ایسا کرنا چاہے تو کوئی اس کا ہاتھ روک نہیں سکتا تاہم یہ صحیح ہے کہ وہ ایسا نہ کرے گا لیکن اسے بخشنے میں اس میں کوئی قباحت نہ آئے گی یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ اس نے جو یہ کہا ہے کہ وہ شرک کو کبھی نہ بخشے گا اس کی بات (معاذ اللہ) جھوٹ نکلی۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش بھی دیں تو پھر بھی اس کی ذات میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی اور وہ نہ بخشے تو اس کا کہیں عجز لازم نہیں آتا۔ افسوس کہ علماء سوء اسے یوں بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ خدا مشرک کو بخش سکتا ہے تو اس سے (معاذ اللہ) خدا کا جھوٹ بولنا لازم آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرکین کے بارے میں اللہ رب العزت کے حضور کہیں گے۔

اِن تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم.
(پ المائدہ)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو نہیں بخشے تو تو پھر بھی عزیز و حکیم ہے۔

ان کی بخشش اللہ کے تحت القدرت قرار دینا کہ اگر ایسا کرنا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں۔ اس میں اللہ رب العزت کی کوئی بے ادبی لازم نہیں آتی وہ ہر چیز پر قادر ہے گو وہ ایسا کبھی نہ کرے گا علماء سو کی بات کسی طرح درست نہیں کہ اس سے معاذاللہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا لازم آتا ہے۔ اہل سنت کے جلیل القدر امام تفسیر قاضی بیضاوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان پر کہ اے اللہ اگر تو مشرکین کو بخش دے تو بھی تو عزیز وحکیم ہے تجھ پر کوئی الزام نہیں آتا کہ پھر تو نے جھوٹ کہا تھا کہ تو شرک کو کبھی نہ بخشے گا نہیں، لکھتے ہیں۔

وان تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم فلا عجزولا استقباح فانک القادر القوی علی الثواب والعقاب الذی لایثیب ولایعاقب الاعن حکمة مکمة وصواب فان المغفرة مستحسنة لکل مجرم فان عذبت فعدل وان غفرت ففضل وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاتة.

(تفسیر بیضاوی جلد۲، ص۱۱۹)

ترجمہ: اور اگر تو ان (شرک کرنے والوں) کو بخش دے تو پھر بھی تو عزیز وحکیم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں بخشنے سے عاجز نہیں ہے اور نہ اس کے انہیں بخشنے میں کوئی قباحت ہے۔ بیشک تو انہیں جزاء دینے اور سزا دینے پر قادر اور صاحب اختیار ہے تو وہ ذات ہے جو کسی کو بلاحکمت اور صواب نہ جزا دے گا نہ سزا۔ بیشک بخشش ومغفرت ہر مجرم کے لیے ایک امر مستحسن ہے تو اگر کسی کو سزا دے تو تو عدل کر رہا ہے اور اگر کسی کو بخشے تو یہ تو فضل کرے گا اور شرک کا نہ بخشا تیری وعید کا مقتضا ہے اس کے واقع ہونے میں ذاتی طور پر کوئی امتناع نہیں ہے (گو ایسا نہ ہوگا یہ تیرا ہی ارشاد ہے اور یہ اسی کا مقتضا ہے کہ مشرک بخشے نہ جائیں گے)

اللہ تعالیٰ اپنی ان چاہی چیزوں پر بھی قادر ہے گو ایسا کبھی واقع نہ ہو

خدا نے جن امور کا فیصلہ کر دیا کہ وہ ایسا نہ کرے گا مثلاً یہ کہ وہ اس امت پر

عذاب عامہ نہ بھیجے گا۔ یا یہ کہ وہ شرک کو نہ بخشے گا قادر ضرور ہے یہ نہیں کہ وہ ایسا کر ہی نہ سکے اس پر قرآن مجید میں دو قوی شہادتیں ملتی ہیں۔

قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذاباً من فوقكم او من تحت ارجلكم اويلبسكم شيعا (پ۷ الانعام ۶۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیں اس کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا ٹھہرا دے تم کو مختلف فرقے کر کے۔

یہ وہ عذاب ہیں جو بیشک پہلی قوموں پر آتے رہے لیکن اس امت کے بارے میں بتلایا گیا کہ اس پر ایسا عذاب نہیں اترے گا مگر یہ نہیں کہ وہ اس پر قادر ہی نہ ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں۔

ولوشئنا لاتينا كل نفس هداها ولكن حق القول منى لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين (پ۲۱، السجدہ ۱۳)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ ...... لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور انسانوں سے۔

قاضی بیضاوی کے یہ الفاظ ہمیشہ سامنے رہیں کہ اس میں ذاتی طور پر کوئی امتناع نہیں ہے۔

عدم غفران الشرک مقتضى الوعيد فلا امتناع فيه لذاته.

(تفسیر بیضاوی ص۱۱۹)

ایک اور بات بھی ملحوظ رہے

ان مباحث میں اگر عقیدہ درست ہو لیکن اس میں ایسی تعبیرات اختیار کرنا جس میں لزوم کی راہ سے خدا سے کھلا استہزاء ہو تو عقیدہ صحیح ہونے کے باوجود ان فحش تعبیرات پر جو اللہ کی شان میں انتہائی گستاخی اور بے ادبی کی ہیں۔ حکم کفر کیا جائے گا حکم کفر صرف کسی عقیدہ کفر پر نہیں ہوتا اللہ کے بارے میں محض دل لگی اور استہزاء سے بھی کوئی فحش بات کہی جائے تو مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ عقیدہ کفر کا نہ بھی ہو اللہ اور اس

کے رسول برحق کے بارے میں کوئی کلمہ کسی شخص سے دل لگی اور استہزاء کے طور پر صادر ہو اس سے بھی اس کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔

منافقوں کی ایسی باتیں جب سنی گئیں اور انہوں نے کہا کہ ہم یہ باتیں محض دل لگی سے کہہ رہے تھے۔ اعتقاد سے نہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم دعویٰ ایمان کے باوجود کافر ہو چکے۔ قرآن کریم میں ہے:

ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل اباللّٰه وايته ورسوله كنتم تستهزء ون. لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم (پ۱۰ التوبہ ٦٥۔٦٦)

ترجمہ: اور اگر تو آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ ہم تو دل لگی کر رہے تھے آپ کہیں کیا تم اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول سے استہزاء کر رہے ہے۔ بہانے مت بناؤ تم تو کافر ہو چکے اظہارِ ایمان کرنے کے بعد۔

اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور اس کی رضا میں فرق

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کائنات اور اس میں انسان کو اپنی خلافت دینے میں مشیت کیا تھی؟ اور اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہیں اور کن باتوں سے ناراض ان دو میں بہت فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے جس پر اس نے یہ نظام عالم قائم کیا ہے۔ اس جہان میں خیر و شر دونوں اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہیں۔ حضرت آدم اور ابلیس، حضرت ابراہیم اور نمرود، حضرت موسیٰ و فرعون کو پیدا کرنے والا وہی ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی اور خالق نہیں۔ اللہ خالق کل شی (پ) شر اپنی ذات میں شر ہے لیکن تخلیق شر، شر نہیں یہ اللہ رب العزت کا فعل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ یہاں خیر و شر دونوں رہیں اور ان میں ہمیشہ ایک معرکہ آرائی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے ان کے ہاں پیغمبر بھیجے جو اپنے اپنے وقت میں لوگوں کو اس سے مطلع کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہیں اور کن سے ناراض۔ لیکن یہ اس کی مشیت ہے کہ یہاں خیر و شر کی دونوں طاقتیں آپس میں نبرد آزما رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان میں کسب و اختیار کی جو آزادی رکھی ہے اس کا لازمی اثر تھا کہ اس آزادی کو اپنے اختیار سے استعمال کر کے انسانوں کی راہیں مختلف ہو جائیں کوئی نیکی کی راہ اختیار کرے اور کوئی بدی کی راہ پر آئے اور پھر اللہ تعالیٰ دونوں پر اپنی صفات جمال و جلال کا اظہار فرمائیں اور اس معرکہ خیر و شیر میں انسانوں کا ایک ایسا طبقہ سامنے آئے جو اپنے کسب و اختیار سے رضاء الٰہی کی راہ پر چلے۔ بدوں اس کے کہ سب انسانوں کو جبری ہدایت پر نہ رکھا جائے اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کمال کا ظہور کسی طرح نہ ہو سکتا تھا۔ اپنے کسب اختیار سے جو لوگ بدی کی راہ پر چلے کیا انہوں نے اپنی مرضی پوری کرنے میں کوئی لذتیں نہیں پائیں؟ اور جو نیکی کی راہ پر چلے اس پر اس نیک راہ چلنے والوں نے کوئی مشقتیں نہیں جھیلیں؟ بدی کی راہ چلنے والوں کو جو آگے عذاب الٰہی کا سامنا ہوگا وہ ان کے ان غلط

لذتوں کو پانے اور ناجائز نفع اٹھانے کی سزا ہو تو اس میں کونسی بے انصافی ہے؟ جب وہ ان غلط راہوں پر چل رہے تھے تو وہ یہ ہرگز محسوس نہ کر رہے تھے کہ کوئی خفیہ ہاتھ انہیں ان راہوں پر چلا آ رہا ہے۔ اس وقت وہ محسوس کرتے تھے کہ وہ اپنے کسب و اختیار سے یہ سارے کام انجام دے رہے ہیں۔ اِسی احساس کے جواب میں وہ عذاب پائیں اور یہ ایک بڑا دردناک احساس ہوگا۔ انہیں جبری طور پر نیکی کی راہ پر نہ ڈالنے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حجت بالغہ کارفرما ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کی تمام صفات جمال و جلال کا پوری طرح اظہار ہو۔ جبراً سب کو نیکی پر رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی انسان کی تخلیق اور اسے اپنی خلافت دینے میں (کہ باقی ساری مخلوقات انسان کے لیے مسخر ٹھہرائی جائے اور وہ سب کا بادشاہ شمار ہو) اس کی اور کوئی حکمت ظاہر نہیں ہو پاتی یہی خدا کی مشیت ہے اور اس نے اس پر نظام عالم کی تخلیق کی ہے یہی اس کی حجت بالغہ ہے اور یہی اس کی وہ امانت ہے جو اس نے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی اور وہ اسے اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے اور انسان نے اس کی مشقتوں اور اس کی ذمہ داریوں کو جانے بغیر رضائے الٰہی پانے کی یہ امانت اٹھالی۔

انا عرضنا الامانة على السمٰوٰت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلوماً جهولاً (پ ۲۲ الاحزاب ۷۲)

ترجمہ: ہم نے دکھلائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر کسی نے اسے قبول نہ کیا کہ اسے اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس، نادان۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس پر لکھتے ہیں:

حق تعالیٰ نے اپنی ایک خاص امانت مخلوق کی کسی نوع میں رکھنے کا ارادہ کیا جو اس امانت کو اگر چاہے تو اپنی سعی و کسب اور قوت بازو سے محفوظ رکھ سکے اور ترقی دے سکے۔ تا اس سلسلہ میں اللہ کی ہر قسم کی شئون و صفات کا ظہور ہو مثلاً اس نوع کے جو افراد امانت کو پوری طرح محفوظ رکھیں اور ترقی دیں اُن پر انعام و اکرام کیا جائے۔ جو غفلت یا شرارت سے ضائع کر دیں اُن کو سزا دی جائے الور جو لوگ اس بارہ میں قدرے کوتاہی کریں اُن سے عفو و درگذر کا معاملہ ہو۔ میرے خیال میں یہ امانت ایمان و ہدایت کا ایک تخم ہے جو قلوب بنی آدم میں بکھیرا گیا۔ جس کو "مابہ التکلیف" بھی کہہ سکتے ہیں۔ ...... فی

الحقیقت عظیم الشان امانت کا حق ادا کر سکتا اور ایک افتادہ زمین کو جس میں مالک نے تخم ریزی کر دی تھی خون پسینہ ایک کر کے باغ و بہار بنا لینا اسی ظلوم و جہول انسان کا حصہ ہو سکتا ہے جس کے پاس زمین قابل موجود ہے اور محنت و تردد کر کے کسی چیز کو بڑھانے کی قدرت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہے۔ (فوائد القرآن، ص ۵۷۰)

دور جاہلیت میں یہ بات مشرکین سے بارہا سنی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو جبری طور پر ہدایت پر کیوں نہ رکھا وہ اگر چاہتا تو ہم اور ہمارے بڑے کبھی شرک نہ کرتے اور نہ تحریم و تحلیل میں اپنی مرضی کرتے۔

ولو شاء اللّٰہ ما اشرکنا ولا آباء نا ولا حرمنا من شئ

(پ ۸ الانعام ۱۴۸)

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ حجت بالغہ ہے کہ اس نے سب انسانوں کو ہدایت پر پیدا نہیں کیا یہ اس کی مشیت نہ ہوتی تو وہ سب لوگوں کو ہدایت اپنے اختیار سے دے دیتا انہیں اپنے کسب و اختیار سے کوئی اچھا یا برا کام نہ کرنے دیتا اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کے جواب میں اپنی حجت بالغہ اس طرح بیان کی۔

قل فللّٰہ الحجۃ البالغۃ فلو شاء لھداکم اجمعین. (پ ۸، الانعام ۱۴۹)

ترجمہ: آپ کہہ دیں پس اللہ کا الزام (تم پر) پورا رہے سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت پر لگاتا تم سب کو۔

حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

رہا یہ سوال کہ خدا نے انسان کی ساخت ہی ابتداء سے ایسی کیوں نہ بنا دی کہ وہ بُرائی کی طرف قطعاً نہ جا سکتا اور اس طرح فطرۃً اسے مجبور کر دیا جاتا کہ نیکی اور بھلائی کے سوا کوئی چیز اختیار نہ کر سکے۔ اگر غور کیا جائے تو اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ایسا کیوں نہ پیدا کر دیا گیا کہ وہ انسان ہی نہ رہتا۔ یا تو اینٹ پتھر بن جاتا جو ادراک و شعور اور کسب و اختیار سے یکسر خالی ہو یا گدھے گھوڑے وغیرہ جانوروں کی طرح جزئی احساس و ارادہ رکھنے والا حیوان ہوتا جو ازل سے ابد تک اپنے مخصوص و متشابہ افعال و احوال کے محدود دائرہ میں چکر لگاتا رہے، اور یا بہت عزت دی جاتی تو فرشتوں کی صفوں میں بٹھلا دیا جاتا جو محض طاعت و عبادت کے اختیار کرنے پر مجبول و مفطور ہیں۔ الحاصل یہ کلی ادراکات اور

عظیم الشان کسبی تصرفات رکھنے والی ترقی کن نوع ہی صفحۂ ہستی پر نہ لائی جاتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان اپنے شرف و کرامت کا بلند بانگ دعویٰ رکھتے ہوئے ایسی جرأت نہ کریگا کہ سرے سے اپنی نوع کے وجود ہی کا مخالف ہو جائے۔ پھر اگر نوع انسانی کا مع اس کی عقلی و عملی قوتوں اور کسب و اختیار کی موجودہ آزادی کے پیدا کرنا نظامِ عالم کی تکمیل کے لیے ضروری تھا تو اُس نظام تکوینی کے آثار و نتائج کا قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مادی اور معاشی زندگی کے شعبوں میں تو انسانوں کی عقلی و کسبی آزادی کی بدولت بیشار انواع و اقسام کے مختلف مظاہر سامنے آئیں۔ لیکن معادی و روحانی میدانوں میں وہ ہی دل و دماغ اور کسب و اختیار کی قوتیں رکھنے والے انسان سب کے سب ایک ہی پگڈنڈی پر چلنے کے لیے مجبور ہو جائیں اور کوئی ایک قدم ادھر اُدھر ہٹانے کی قدرت نہ رکھے۔ پس اگر نوع انسان کا بحقیقتہ الموجودہ مجموعۂ عالم میں پایا جانا ضروری ہے تو نیک و بد کا اختلاف بھی لابدی ہوگا اور یہ ہی اختلاف کا وجود بڑی دلیل اس کی ہے کہ ہر وہ فعل جو وقوع میں آئے ضروری نہیں کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو ورنہ مختلف و متضاد افعال کی موجودگی میں ماننا پڑیگا کہ مثلاً خوش اخلاقی بھی خدا کو پسند ہو اور بداخلاقی بھی، ایمان لانا بھی پسند ہو اور نہ لانا بھی، جو صریحاً باطل ہے۔ بیشک خدا اگر چاہتا تو انسان کی ساخت ایسی بنا سکتا تھا کہ سب ایک ہی راستہ پر چلنے کے لیے مجبور ہو جاتے لیکن جب ایسا واقع نہیں ہوا تو یہ ہی حجۃ بالغہ اور پورا الزام ان لوگوں پر ہے جو لوشاء اللہ ما اَشرکنا کہہ کر مشیت و رضائے الٰہی میں تلازم ثابت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس قدر شدید اختلافات کی موجودگی میں اُن کے اُصول کے موافق کہنا پڑیگا کہ مثلاً توحید خالص بھی اللہ کے نزدیک صحیح اور مرضی ہو اور اس کی نقیض شرک جلی بھی، وقس علیٰ ہذا۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مشرکین کا یہ استدلال لو شاء اللہ مااَشرکنا (الخ) محض لغو اور پادر ہوا ہے، کوئی علمی اصول ان کے پاس نہیں جسے عقلمندوں کے سامنے پیش کرسکیں۔ محض اٹکل کے تیر اور تخمینی باتیں ہیں۔ جن کو خدا کی حجۃ بالغہ بکلی رَد کرتی ہے۔ جس کی طرف فلوشاء لھدٰکم اجمعین میں اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی انسان کی فطرت ایسی نہیں بنائی گئی کہ سب کے سب راہ ہدایت پر چل پڑیں۔ اس کو کسب و اختیار کی وہ آزادی حق جل و علا نے عطا فرمائی ہے جس کا عطا کیا جانا کسی مخلوق کے لیے ممکن تھا۔ اس لیے لازم ہے کہ اس آزادی کے استعمال کے وقت راہیں مختلف ہو جائیں کوئی نیکی کو

اختیار کر لے کوئی بدی کو، کوئی حق تعالیٰ کی رضاء و رحمت کا مظہر بن جائے کوئی غضب کا۔ اس طرح وہ آخری مقصد جو خالق کائنات نے آفرینش عالم سے ارادہ کیا ہے یعنی اپنی صفات جمال و جلال کا اظہار علی الوجہ الاتم پورا ہو۔ لیبلو کم ایکم احسن عملا ورنہ اگر تمام عالم ایک ہی حال پر فرض کر لیا جائے تو بعض صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ممکن ہوگا، اور دوسری بعض کے ظہور کے لیے کوئی محل نہ ملے گا۔

یہاں تک جو کچھ ہم نے کہا وہ اس تقدیر پر تھا کہ مشرکین کے قول لو شاء اللہ ما اشرکنا سے یہ غرض ہو کہ وہ اپنے خرافات و کفریات کا استحسان ثابت کرنا چاہتے تھے جیسا کہ اُن کے احوال سے ظاہر ہے اور اگر کلام مذکور سے اُن کی غرض صرف معذرت ہو کہ جو کچھ خدا چاہتا ہے وہ ہم سے کراتا ہے، اچھا ہو یا بُرا، بہرحال اس کی مشیت سے ہے۔ پھر مشیت الٰہی کے مقابلہ میں انبیاء و رسل ہم سے کیوں مزاحمت کرتے ہیں اور عذابِ الٰہی کا ڈراوا کیوں سناتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس خدا کی مشیت سے تم ان افعال شنیعہ کا کسب کرتے ہو، اُسی کی مشیت سے انبیاء و رسل تمہاری مزاحمت کرتے ہیں اور وہ ہی مشیت تمہارے کسب پر مناسب عذاب بھیجتی ہے۔ جس طرح قدرت نے سانپ کو پیدا کیا اور وہ ہی مارگزیدہ کے حق میں ہلاکت کا اثر مرتب کرتی ہے خواہ سانپ کے کاٹنے میں مارگزیدہ کے فعل و اختیار کو کچھ دخل ہو یا نہ ہو اسی طرح تمہارے شرک و کفر میں ہلاکت دائمی کی، اور ایمان و عمل صالح میں نجات ابدی کی تاثیرات رکھ دینا بھی اسی قدرت و مشیت ایزدی کا کام ہے جس سے تمام سلسلۂ اسباب و مسببات کی تخلیق ہوئی ہے۔ پس اگر تم اپنے مشرکانہ اطوار سے باز نہ آنے میں مشیت کے عموم سے احتجاج کر سکتے ہو تو ارسال رُسل اور انزال عذاب وغیرہ امور کو بھی اُسی مشیت کی کارفرمائی کا نتیجہ سمجھ کر خدا کی حجت بالغہ کو تمام سمجھو بیشک خدا چاہتا (اس کی مشیت ہوتی) تو تم سب کو راہ راست پر لگا دیتا۔ لیکن اس نے تمہاری سوءِ استعداد کی وجہ سے ایسا نہیں چاہا آخر تمہارے سوءِ اختیار سے جو افعال صادر ہوئے ان کا طبعی اثر عذاب کی صورت میں مرتب ہو کر رہا۔ والعیاذ باللہ۔

(فوائد القرآن ص ۱۹۷)

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے بندوں کو کسب و اختیار دے کر ان پر کوئی زیادتی نہیں کی انہوں نے اپنے سوءِ اختیار سے جو عمل کیے ان کا اثر عذاب کی صورت میں

آخر انہی پر تو اترنا تھا۔ بندوں کے کسب و اختیار کے اثرات اس کے بندوں پر مرتب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی صفت جمال اور جلال نے ان پر پورا ظہور فرمایا۔

اللہ رب العزت کی مشیت اور رضا دو مختلف حقیقتیں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کی بات نہ مانے یہ اللہ کی مشیت تھی لیکن اللہ اس سے راضی نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ یا چچا ان کی بات نہ مانے یہ مشیت الٰہی تھی اس میں رضائے الٰہی نہ تھی فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانے یہ اللہ کی مشیت تھی لیکن اس میں اللہ کی رضا نہ تھی۔ حضرت عمر پر قاتل کا خنجر کام کر جائے یہ خدا کی مشیت میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کی اس وقت اس سے بڑھ کر شاید اور کوئی کارروائی نہ تھی۔

سو یہ بات ہر لمحہ پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور شئی ہے اور اس کی رضا اور ہے اس دنیا میں خیر و شر کا معرکہ اس وقت تک رہنا ہے جب تک یہ دنیا ہے حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔

خدا کی حکمت بالغہ تکویناً اسی کو مقتضی ہے کہ نظام عالم کو جب تک قائم رکھنا منظور ہے۔ خیر و شر کی قوتوں میں سے کوئی قوت بھی بالکل مجبور اور نیست و نابود نہ ہو اسی لیے نیکی اور بدی اور ہدایت و ضلالت کی حریفانہ جنگ ہمیشہ سے قائم رہی ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا) جس طرح آج یہ مشرکین و معاندین (یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب حضور انہیں اپنا پیغام رسالت دے رہے تھے) آپ کو بیہودہ فرمائشوں سے دق کرتے ہیں اور بانواع حیل لوگوں کو جادہ حق سے ڈگمگانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ہر پیغمبر کے مقابل شیطانی قوتیں کام کرتی رہی ہیں کہ پیغمبروں کو ان کے پاک مقصد (ہدایت خلق اللہ) میں کامیاب نہ ہونے دیں اسی غرض فاسد کے لیے شیاطین الجن اور شیاطین الانس باہم تعاون کرتے اور ایک دوسرے کو فریب دہی اور ملمع سازی کی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے ہیں اور ان کی یہ عارضی آزادی اسی عام حکمت اور نظام تکوینی کے ماتحت ہے جو تخلیق عالم میں حق تعالیٰ نے مرعی رکھی ہے۔ اس نے آپ اعداء اللہ کی فتنہ پردازی اور مغویانہ فریب دہی سے زیادہ فکر و غم میں نہ پڑیں اور ان کے کذاب و افترا سے قطع نظر کر کے معاملہ خدا کے سپرد کیجیے۔

(فوائد القرآن ص۱۸۹)

یہ صحیح ہے کہ اللہ کے علم میں ہے کہ فلاں شخص اللہ کے اس دیئے گئے کہ کسب و

اختیار کو نیکی کی راہ میں استعمال کرے گا یا بدی کی راہ میں استعمال کرے گا لیکن کسی شخص کو نیکی کی راہ میں چلتے ہوئے یا بدی کی راہ اختیار کرتے ہوئے اس کے انجام کا علم نہیں ہوتا نہ ہی کبھی یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی غیر مرئی ہاتھ اسے اس راہ پر چلا رہا ہے وہ محسوس یہی کرتا ہے کہ میں اپنے کسب و اختیار سے یہ اچھا یا برا کام کر رہا ہوں گو اس کے پیچھے توفیق الٰہی کارفرما ہے۔ سو اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے میں نے یہ ایسا کام اس لیے کیا کہ ایسا ہی علم الٰہی میں لکھا تھا وہ اگر ایسا کہے تو یہ اس کی زیادتی ہوگی۔

نامناسب نہ ہوگا کہ یہاں ہم ایک تمثیلی مکالمہ ہدیہ قارئین کریں جو ابلیس اور خدا تعالیٰ کے مابین ہوا۔ ابلیس نے یہی موقف خدا کے حضور پیش کیا کہ اے اللہ تو نے آدم کو سجدہ کرنا میرے مقدر میں نہیں لکھا تھا:

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ وہ زندانی نزدیک و دور و دیر و زود
حرف استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود

اس پر خدا کی طرف سے اس سے (تمثیلاً) یہ سوال کیا گیا "کب کھلا تجھ پہ یہ راز۔ انکار سے پہلے کہ بعد؟" کہ جب تو اس سجدے سے انکار کر رہا تھا اس وقت کیا تجھے معلوم تھا کہ یہ سجدہ کرنا تیرے مقدر میں نہیں ہے؟ یہ راز تجھ پر کب کھلا؟ "انکار سے پہلے یا بعد" ابلیس نے پھر اقرار کیا "بعد" اے تیری تجلی سے کمالات وجود" اب اسے محسوس ہوا کہ اس نے اس سجدہ سے انکار اس لیے نہ کیا تھا کہ اللہ کے علم میں ایسا لکھا جا چکا ہے۔ بلکہ یہ بات اللہ کے علم میں اس وجہ سے تھی کہ اسے علم تھا کہ میں نے اپنے کسب و اختیار کو راہ استکبار میں استعمال کرنا ہے کہ میں آگ سے بنا ہوں۔ اس مٹی سے بنے ہوئے کو کیوں سجدہ کروں۔

واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ط قال ااسجد لمن خلقت طینا. (پ۱۵ بنی اسرائیل ۶۱)

ترجمہ: اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو وہ سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کروں اک شخص کو جسے تو نے بنایا مٹی سے۔

جب اس نے یہ کہا تو پھر اس سے (از راہ تمثیل) اللہ نے پوچھا..... "کب کھلا
تجھ پہ یہ راز؟ انکار سے پہلے کہ بعد؟" اس نے پھر مانا کہ مجھے اس کا پتہ واقعی اس وقت نہ
تھا جب میں نے سجدہ سے انکار کیا تھا اس پر (از روئے تمثیل) اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے
والے فرشتوں کو بتلایا۔

پستی فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود
دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام
ظالم اپنے شعلہ سوزاں کو خود کہتا ہے دود

(ضرب کلیم، کلیات اقبال ص ۲۹۸)

ابلیس کا لاجواب ہو کر نیا موقف اور اپنا اقرارِ جرم

یہ اشعار جناب طالب کھنڈیری کے ہیں اور انہوں نے انہیں یہ عنوان دیا ہے اللہ سے ابلیس کی فریاد:

تو نے جس وقت یہ انسان بنایا یارب
اُس گھڑی مجھ کو تو یہ کام نہ بھایا یارب
اس لیے میں نے سر اپنا نہ جھکایا یارب
لیکن اب پلٹی ہے کچھ ایسی ہی کایا یارب
عقلمندی ہے اسی میں کہ میں توبہ کرلوں
سوچتا ہوں کہ اب انسان کو سجدہ کرلوں

ابتدا میں تھی بڑی نرم طبیعت اس کی
قلب و جاں پاک تھے شفاف تھی سیرت اس کی
پھر بتدریج بدلنے لگی خصلت اس کی
اب تو خود مجھ پہ مسلط ہے شرارت اس کی
اس سے پہلے کہ میں اپنا ہی تماشا کرلوں
سوچتا ہوں کہ اب انسان کو سجدہ کرلوں

بھر دیا تو نے بھلا کونسا فتنہ اس میں
پکتا رہتا ہے ہمیشہ کوئی لاوئی اس میں
ایک اِک سانس ہے اب صورت شعلہ اس میں
آگ موجود تھی کیا مجھ سے زیادہ اس میں؟
اپنا آتش کدہ ذات ہی ٹھنڈا کرلوں
سوچتا ہوں کہ اب انسان کو سجدہ کرلوں

اب تو یہ خون کے رشتوں سے اکڑ جاتا ہے
باپ سے بھائی سے، بیٹے سے بھی لڑ جاتا ہے
جب کبھی طیش میں حد سے جو اُکھڑ جاتا ہے
خود مرے شر کا توازن بھی بگڑ جاتا ہے
اب تو لازم ہے کہ میں خود کو بھی سیدھا کرلوں
سوچتا ہوں کہ اب انسان کو سجدہ کرلوں

میری نظروں میں تو بس مٹی کا مادھو تھا بشر
میں سمجھتا تھا اسے خود سے بہت ہی کم تر
مجھ پہ پہلے نہ کھلے اس کے سیاسی جوہر
کان میرے بھی کترتا ہے یہ لیڈر بن کر
شیطنت چھوڑ کے میں بھی یہی دھندہ کرلوں
سوچتا ہوں کہ اب انسان کو سجدہ کرلوں

اب جھجکتا ہے نہ ڈرتا ہے نہ شرماتا ہے
نت نئی فتنہ گری روز یہ پھیلاتا ہے
اب یہ ظالم مرے بہکاوے میں کب آتا ہے
میں بُرا سوچتا رہتا ہوں اور یہ کر جاتا ہے

میں بھی اب اس کی مریدی کا ارادہ کرلوں
سوچتا ہوں کہ اب انسان کو سجدہ کرلوں

اس پر ہم خیر وشر کی معرکہ آرائی کی اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ اس وقت صرف
یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تقدیر الٰہی کے حوالے سے کسی شخص کو اس کے اپنے کسب و اختیار سے
کیے گئے اعمال سے فارغ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اب اس کے اعمال اس کے
ذمہ نہیں اور وہ حساب کے دن ان کے نتائج کا ذمہ دار نہیں ہے۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر
رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی رضا میں جلی فرق ہے۔

جو بھلائی تمہارے لیے مقدر ہے مل کر رہے گی۔

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتٰب من قبل
ان نبرأها ان ذالک علی اللہ یسیر o لکیلا تأسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما
اٰتکم واللہ لایحب کل مختال فخور o

ترجمہ: کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی
نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں،
بیشک یہ اللہ پر آسان ہے تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اس پر جو ہاتھ نہ آیا
اور نہ شیخی کیا کرو اس پر جو تم کو اس نے دیا اور اللہ کو پسند نہیں کوئی
اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

یعنی اس حقیقت پر اس لیے مطلع کر دیا کہ تم خوب سمجھ لو کہ جو بھلائی تمہارے لیے
مقدر ہے ضرور پہنچ کر رہے گی اور جو مقدر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آ سکتی جو کچھ اللہ تعالیٰ کے علم
قدیم میں ٹھہر چکا ہے ویسا ہی ہو کر رہے گا لہٰذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اس پر غمگین و
مضطرب ہو کر پریشان نہ ہو اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے اُس پر اکڑو اور اتراؤ نہیں بلکہ
مصیبت اور ناکامی کے وقت صبر و تسلیم اور راحت و کامیابی کے وقت تشکر و تحمید سے کام لو۔

تنبیہ: پہلے اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو ......الایة میں بتلایا تھا کہ دنیا
کے سامان عیش و طرب میں پڑ کر آدمی کو آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ آیۃ ہذا میں متنبہ
فرما دیا کہ یہاں کی تکالیف و مصائب میں گھبر کر چاہیے کہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔

امکان، تمکین اور تمکن کے معنی پر ایک علمی بحث

اردو میں امکان کا لفظ زیادہ Possible کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن عربی میں یہ لفظ صرف ہو سکنے کے لیے نہیں کسی کام پر قادر ہونے اور قدرت رکھنے کے معنی میں بھی آتا ہے جو مریض اٹھ نہ سکے اسے یوں کہتے ہیں۔

فلان لایمکنه النهوض. کہ فلاں شخص اٹھنے پر قادر نہیں ہے

جب کسی شخص کو کسی کام پر قابو مل جائے تو وہ کہتا ہے امکنني الامر یعنی معاملہ میرے قابو میں آ گیا ہے۔

لفظ امکان اس معنی میں نہیں ہے کہ یہ کام ہو سکتا ہے یہ اس معنی میں ہے کہ اس پر اسے قدرت ہے یا نہیں۔ کتب عقائد میں جہاں یہ مسئلہ بیان ہوتا ہے کہ انبیاء معصوم ہیں وہاں عصمت کے معنی یہ لیے جاتے ہیں کہ عصمت ایک ایسا ملکہ ہے جو پیغمبر کو قدرت کے باوجود گناہ کے قریب آنے نہیں دیتا۔ عصمت کے یہ معنی نہیں لیا جاتا ہے کہ وہ گناہ پر قادر ہی نہیں ہیں۔ عصمت کے معنی حاشیہ خیالی میں یہ دیئے گئے ہیں۔

اماتعریفها الحقیقی علیٰ ما ذکره فی شرح المقاصد فهو انها ملکة اجتناب المعاصی مع التمکن منها (ص ۱۰۷)

عصمت ایک ایسا ملکہ ہے جو پیغمبر کو معاصی پر قدرت کے باوجود گناہوں سے روکے رکھتا ہے۔

یہاں لفظ تمکن سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ گناہ پر قادر ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو یہ ملکہ انہیں اس طرح دیا کہ انہیں ابتداء سے ہی صفا جوہر دیا پھر انہیں فضائل جسمیہ اور نفسیہ دیئے، انہیں اپنی نصرت اور ثابت قدمی سے نوازا۔ پھر ان پر سکینہ بھی اتارا اور ان کے دلوں کی حفاظت کی۔ اس سے ان میں یہ ملکہ پیدا ہوا کہ اب ان سے کوئی گناہ صادر نہ ہو یہ نہیں کہ وہ اس پر قادر نہیں ہوتے۔

علامہ راغب اصفہانی (۵۰۲ھ) اسے المفردات میں اس طرح لکھتے ہیں۔

وعصمة الانبياء حفظه اياهم اولاً بما خصهم به من صفا
الجوهر ثم اولاهم من الفضائل الجسمة والنفسية ثم
بالنصرة- وبتثبیت اقدامهم ثم بانزال السكينه عليهم و
بحفظ قلوبهم (ص ۳۴۰)

اس سے پتہ چلا کہ عربی میں لفظ امکان ہو سکنے کی بجائے قدرت کے زیادہ قریب ہے کہ اس پر اسے قدرت ہے یا نہیں۔ تمکین کسی کو قدرت دینے اور قادر بنانے کے لیے آتا ہے۔ مصباح اللغات میں ہے۔

مکنه وامکنه من الشیء. قدرت دینا اور قادر بنانا۔ (ص ۸۳۲)

اللہ تعالیٰ نے جب صحابہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا تو اس کی شرح اس طرح کی۔

وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضىٰ لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا

ترجمہ: اور جما دے گا ان کے لیے دین ان کا جو پسند کیا ہے اس نے ان کے لیے اور بدل دے گا۔ اللہ ان کا ڈر امن سے۔

انہیں دین پر پورا جماؤ دے گا اس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ اللہ کے پسندیدہ دین پر پوری قوت سے جمیں گے اس پر چلنا ان کے قابو میں ہوگا۔

سو اس میں شک نہیں کہ یہ لفظ ہونے کے نسبت قدرت کے زیادہ قریب ہے اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انبیاء گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود ان پر قادر ہیں جیسا کہ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے کہا ہے تو یہ ان کی شان میں ہرگز کوئی بے ادبی نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہ بخشے گا بیشک صحیح ہے لیکن یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس نے فرما دیا ان اللہ لایغفر ان یشرک به اس لیے نہیں کہ وہ مشرک کو بخشنے پر قادر نہیں ہے اس سے اس پر قادر ہونے کی نفی نہیں سمجھی جا سکتی۔ متکلمین اہل سنت کہتے ہیں کہ مشرک کو بخشنے پر امتناع ذاتی نہیں سوائے اس کے کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ وہ مشرک کو نہ بخشے گا قاضی بیضاویؒ مشرک کے بخشا نہ جانے پر لکھتے ہیں۔

عدم غفران الشرک مقتضى الوعيد فلا امتناع فيه لذاته

ترجمہ: مشرک کا بخشا نہ جانا صرف اس وعید کے باعث ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اسے نہ بخشیں گے ورنہ اپنی ذات میں یہ کوئی امر ممتنع نہیں ہے۔

اسی طرح اس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ دنیا میں ہر شخص ہدایت پا جائے یہ اللہ کی قدرت میں ہے گو یہ اس کی مشیت میں نہیں ہے قرآن کریم میں ہے۔

فریقاً ھدیٰ و فریقا حق علیھم الضلالة. (پ۷ الاعراف ۳۰)

ترجمہ: ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر مقرر ہو چکی گمراہی۔

لیکن یہ بات ہرگز درست نہیں کہ ہر شخص ہدایت پا جائے (معاذاللہ) خدا ایسا نہ کرسکتا تھا۔ ہاں یہ بات اس کی مشیت میں نہ تھی اس لیے اس نے ایسا نہیں کیا یہ نہیں کہ اسے اس پر قدرت نہیں ہے اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

ولوشئنا لاتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین. (پ۲۱، السجدہ ۱۳)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے۔ دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

لویشاء اللہ لھدی الناس جمیعاً (پ۱۳ الرعد ۳۱) میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔

ان اللہ علی کل شی قدیر کی رو سے کوئی مسلمان اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ کوئی بات اس کی قدرت سے باہر نہیں لیکن یہ عقیدہ بھی تمام اہل اسلام کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرما دیا وہ اس کے خلاف نہ کرے گا **و من اصدق من اللہ قیلاً** (پ) اللہ سے زیادہ سچ بات اور کسی کی ہو سکتی ہے) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا اپنی کہی بات یا اپنے فیصلے کے خلاف کوئی کام کرے، وہ ہرگز مسلمان نہیں کافر ہے۔ لیکن اس کا اپنی کہی بات کے خلاف کوئی کام نہ کرنا علی وجہ الاضطرار نہیں ہے علی وجہ الاختیار ہے۔ یہ نہیں کہ اب وہ معاذاللہ اس پر قادر نہیں ہے۔ اس پر اس کی قدرت کا کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔

عربی لفظ کذب اور جھوٹ میں ایک فرق

عربی لفظ کذب اردو کے لفظ جھوٹ سے کچھ مختلف ہے۔

اردو میں لفظ جھوٹ قبائح میں سے ہے لیکن عربی میں لفظ کذب کبھی صرف خلاف واقع کے لیے بھی آتا ہے۔ اس پہلو سے یہ قبائح میں سے نہیں کوئی شخص اپنی سمجھ سے کوئی بات کہے جو واقع کے مطابق نہ ہو مثلاً کہے کہ جنگل میں ہم نے فلاں جگہ جو درندہ دیکھا وہ شیر نہیں تھا اور دوسرا اسے کہے کذبت (تو نے خلاف واقع کہی ہے) تو عربی کی رو سے یہ

کہنا درست ہوگا اور یہ نہ کہا جائے گا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے اور نہ یہاں کذبت کا معنی یہ کیا جائے کہ تو نے جھوٹ بولا ہے اس کا صحیح ترجمہ یہی ہے ''کہ تو نے خلاف واقع بات کہی ہے'' اس پہلو سے یہ بات قبائح میں سے نہیں ہے اگر ثابت بھی ہو جائے کہ وہ درندہ واقعی شیر تھا تو کذبت کہنے والے کو تہمت کے الزام میں ہرگز پکڑا نہ جائے گا۔

اگر کوئی کہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ خلاف واقعہ باتیں کی اسے عربی میں تو کہا جا سکے گا لم یکذب ابراہیم الا ثلثا لیکن اردو میں نہ کہا جا سکے گا کہ ابراہیم نے (معاذاللہ) تین جھوٹ بولے۔ یہ اس لیے کہ عربی میں لفظ کذب اردو کے لفظ جھوٹ سے اعم ہے۔ جھوٹ قبائح میں سے ہے اور کذب کا لفظ کبھی قبائح میں سے نہیں ہوتا محض خلاف واقع بات پر بھی ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ کوہ طور پر حضرت ابوہریرہ اور حضرت کعب احبار (تابعی) ملے حضرت ابوہریرہؓ نے جو حدیث بیان کی اور بات چلی کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ حضرت کعب نے کہا تورات میں اس طرح ہے کہ وہ گھڑی سال میں ایک دفعہ آتی ہے۔ پھر جب کعب نے تورات کھولی۔ تو اس میں بھی یہی پایا کہ وہ گھڑی آٹھویں دن آتی ہے۔ پھر ایک موقعہ پر حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن سلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابوہریرہ نے ان سے اپنی اسی گفتگو کا ذکر کیا جو کعب سے ہوئی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جب کہا کہ کعب نے کہا تھا ذلک فی کل سنة کہ وہ گھڑی سال میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے تو حضرت عبداللہ بن سلام نے فوراً کہا کذب کعب کعب نے غلط کہا ہے۔ ایک خلاف واقعہ بات کی ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ کعب نے جھوٹ بولا ہے۔ اتنے بڑے عالم کو مغالطہ تو لگ سکتا ہے لیکن وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

قال کعب ذلک یوم فی کل سنة فقال عبداللہ بن سلام کذب کعب ثم قرأ کعب فقال صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو فی کل جمعة فقال عبداللہ صدق کعب.

(سنن نسائی جلد ۱، ص ۱۶۱)

یہاں لفظ کذب کعب حضرت کعب کے مغالطہ میں خلاف واقع بات کرنے کو کہا گیا ہے ان پر جھوٹ کا الزام نہیں لگایا گیا۔ (رواہ النسائی جلد ۱، ص ۲۱۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۰)

کالجوں کے اور سر ہمز کے نوجوانوں سے

قرآن کی اجنبیت دور کرنے کے سولہ سبق

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

نئی تعلیم کے اردو داں طلبہ بایں طور خوش قسمت ہیں کہ اردو کے حروف تہجی تقریباً وہی ہیں جو قرآن کریم کے ہیں۔ حروف تہجی دونوں زبانوں کے ایک ہیں پھر اردو کے اکثر الفاظ وہ ہیں جو عربی اور فارسی زبانوں سے ماخوذ ہیں سو ہمارے نوجوان اگر تھوڑی توجہ کریں اور صرف دو ماہ کی محنت سے وہ یہ قواعد عربی سیکھ لیں تو پھر ان کی عربی قرآن سے اجنبیت جاتی رہے گی۔ پھر جن الفاظ کو سمجھنے میں وہ کچھ دقت محسوس کریں تو گھروں میں رکھے مترجم قرآن سے وہ اپنی یہ دقت بھی دور کر سکیں گے۔

اس وقت امت مسلمہ افسوسناک پیرائے میں دو حصوں میں بٹی ہے۔ دینی تعلیم کے ادارے اور دنیوی تعلیم کے ادارے بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دینی تعلیم کے اداروں میں تو پھر بھی کچھ عصری تعلیم کی طرف توجہ کی جا رہی ہے اور ملک کے ماہرین تعلیم دینی اداروں کی اس ضرورت پر بار بار زور دے رہے ہیں لیکن دنیوی اور فنی تعلیم کے اداروں میں قرآن پاک کو عربی زبان میں سمجھنے کے لیے کوئی عام لہر نہیں اٹھ رہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کالجوں میں عربی زبان بطور ایک انتخابی مضمون کے تو بیشک موجود ہے لیکن اسے بطور ایک انتخابی مضمون کے اختیار کرنے والے طلبہ اپنے تناسب میں بہت کم ہیں۔ یہ حالت بہت افسوسناک ہے کہ جدید تعلیم کے ان اداروں میں نوجوان قرآن کے گرد جمع نہیں ہو رہے اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکے گا کہ اُردو دان نوجوان قرآن کریم سے اپنی اجنبیت دور کریں اور ان عربی قواعد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

اس کے لیے یہ دو ماہ کی مجوزہ محنت اس طرح نہیں کہ ان دو ماہ میں وہ اپنی دنیوی تعلیم چھوڑ دیں ایسا نہیں ہر روز وہ صرف ایک گھنٹہ نکالیں اور ایسا بھی نہ ہو سکے تو ہفتہ اتوار میں وہ ضرور اس کی عربی کلاسز ترتیب دیں۔ دو ماہ میں نہ سہی وہ تین ماہ میں ضرور ان سولہ سبقوں پر قابو پالیں گے۔

یہ وہ مختصر نصاب جسے نوجوان دو ماہ میں اپنے ذاتی اوقات میں پورا کریں۔

۱۔ ماضی اور مضارع کی پہچان ...... واحد اور جمع کی پہچان ...... مذکر اور مونث کے الفاظ کی پہچان اور اُن کے یہ تین پیرائے

۲۔ گفتگو کے یہ تین پیرائے ہیں۔

اپنے آپ سے گفتگو	سامنے والے سے گفتگو	کسی دوسرے کے بارے میں گفتگو
First Person	Second Person	Third Person
فسٹ پرسن (متکلم)	سکینڈ پرسن (حاضر)	تھرڈ پرسن (غائب)
واحد جمع مذکر مونث	واحد جمع مذکر و مونث	واحد جمع مذکر مونث
دونوں کے لیے ایک	دونوں کے علیحدہ علیحدہ	مذکر اور مونث دونوں کے علیحدہ دونوں کے علیحدہ علیحدہ

پڑھانے والے کے لیے ہدایت:

طلبہ کو پہلے دن صرف چار صیغے بتلائیں۔ چار ماضی کے اور چار مضارع کے فوری طور پر پوری گردان کا بوجھ ان پر نہ ڈالیں۔ نہ تثنیہ بتائیں۔ یہ کل آٹھ صیغے ہوئے۔

Past		Present	
واحد مذکر غائب	واحد مونث غائب	واحد مذکر غائب	واحد مونث غائب
جمع مذکر غائب	جمع مونث غائب	جمع مذکر غائب	جمع مونث غائب

پڑھانے والا سب طلبہ کو قرآن کریم سے ان آٹھ صیغوں کی متفرق مقامات سے پہچان کرائے اور ساتھ ساتھ ان کا امتحان بھی لے اور پھر ہر روز نئے سبق سے پہلے ان آٹھ صیغوں کے پہچاننے کی مشق کرائے۔ وہ قرآن کریم سامنے رکھے جائیں جو غیر مترجم ہوں۔

۳۔ ''ت'' کی چار مختلف شکلیں انہیں لکھ کر دکھا دیں۔ ۱۔ مجزوم (جزم والی)، ۲۔ مفتوح (زبر والی)، ۳۔ مکسور (زیر والی)، ۴۔ مضموم (پیش والی) جیسے: (۱)ضَرَبتْ (اس عورت نے مارا) (۲)ضَرَبْتَ (تو نے مارا) (۳)ضربتِ (تو ایک عورت نے مارا) (۴)ضَرَبْتُ (میں نے مارا) قرآن کریم کے مختلف مقامات سے ''ت'' کی ان چار شکلوں کی پہچان کرائیں اور ان کے معانی بتلائے جائیں۔ ان کی ہر روز کچھ نہ کچھ مشق ضرور رہے۔

۴۔ مضارع کی چار شکلیں (۱) پہلے ہمزہ ہو جیسے اَضرِبُ میں مارتا ہوں (۲) پہلے ''ت'' ہو جیسے تَضرِبُ تو مارتا ہے (۳) پہلے ''ی'' ہو جیسے یَضرِبُ وہ مارتا ہے (۴) پہلے ''ن'' ہو جیسے نَضرِبُ ہم مارتے ہیں۔ پھر قرآن پاک کے مختلف مقامات سے فعل مضارع کی ان چار شکلوں میں پہچان کرائی جائے اور اِس کے معنی ساتھ ساتھ بتلائے جائیں۔

۵۔ پانچ حروف جارہ بتلائیں مِنْ (سے) اِلٰی (تک) فی (میں) علیٰ (پر) عن (سے) اور ان کا اپنے مجرور پر عمل بتایا جائے الف لام والے الفاظ سے نیچے ایک زیر اور دوسرے مجرور کے نیچے دو زیریں بتلائیں۔ اس کی مثالیں قرآن پاک سے اِنہیں دکھائیں اور ساتھ ساتھ اُن کے معنی بتلائے جائیں۔

۶۔ مجرورات کی طرح مرفوعات اور منصوبات کا تعارف۔ الف لام والے الفاظ کے ساتھ صرف ایک پیش ایک زبر اور ایک زیر اور الف لام نہ ہو تو ڈبل پیش، ڈبل زبر اور ڈبل زیر جس سے نون کی آواز پیدا ہو۔ نون کی آواز بنانے کو تنوین کہتے ہیں۔ وہ پیش کے ساتھ ہو یا زبر کے ساتھ یا زیر کے ساتھ۔ جو طلبہ ان چھ نمبروں پر مشق کر لیں اور امتحان میں کامیاب ہو جائیں تو دوسرے سیشن میں انہیں اِن چار نمبروں کی بھی تعلیم دی جائے۔

۱۔ فعل ماضی معروف کے پہلے لفظ ضَرَبَ میں پہلے اور تیسرے حرف پر ہمیشہ زبر ہوگی درمیانی حرف پر کبھی زبر کبھی زیر کبھی پیش آتی ہے اور اسی طرح .... اس لفظ کے مضارع میں بھی یہ تین مختلف صورتیں بنتی ہیں۔ یہ کل چھ ابواب ہیں۔ انہیں ثلاثی مجرد کے ابواب کہتے ہیں۔

۲۔ جن ابواب میں فعل ماضی کے پہلے لفظ میں تین سے زیادہ الفاظ ہوں انہیں ثلاثی مزید فیہ کے ابواب کہتے ہیں۔ جیسے: (۱) اَحْسَنَ (۲) علّم (۳) جادل (۴) تحمل (۵) تعامل (۶) انکسر (۷) اشتھر (۸) استقبل۔ ان ابواب ثلاثی مزید فیہ کے نام یہ ہیں باب افعال۔ تفعیل۔ مفاعلہ۔ تفعل۔ تفاعل۔ انفعال۔ افتعال۔ استفعال۔

۳۔ وہ اسماء جن پر نہ کبھی تنوین آئے نہ الف لام تعریف اور نہ زیر انہیں غیر منصرف

کہتے ہیں غیر منصرف کے معنی ہیں۔ نہ بدلنے اور نہ پھرنے والے اسماء۔

۴۔ جس جملہ میں کوئی فعل نہ ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ اور جس جملہ میں کوئی فعل ہو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ کوئی جملہ اسم کے بغیر نہیں ہوتا۔ جملہ اسمیہ کے دو حصے مبتداء اور خبر کہلاتے ہیں اور جملہ فعلیہ کے فِعْل اور فاعل۔

۵۔ جس جملہ میں کسی کو کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کا ...... کہا جائے تو اس امر اور نہی کو انشاء کہتے ہیں اور اس جملے کو جملہ انشائیہ کہتے ہیں اس میں کسی کو کسی بات کی خبر نہیں دی جا رہی ہوتی۔ جس میں خبر دی جائے خواہ وہ ماضی کی ہو یا مضارع کی اسے جملہ خبریہ کہتے ہیں۔

ان تمہیدی ہدایات کو تین چار دفعہ اچھی طرح پڑھ لیں اور پھر ان پانزدہ اسباق کو شروع کرا دیں۔ یہ صرف دو ماہ کی محنت ہے اس سے اُردو دان سٹوڈنٹس کی عربی قرآن سے اجنبیت جاتی رہے گی۔ اس کے بعد ہمارے لغات القرآن میں پیش کردہ ماضی اور مضارع کا یاد کر لینا ان شاء اللہ کافی ہو گا۔

مولف عفا اللہ عنہ۔

سولہ عربی اسباق برائے طالبین مطالعہ قرآن

ان کے بالاستیعاب مطالعہ سے طلبہ کی قرآن سے اجنبیت جاتی رہے گی

عربی گرامر کا پہلا سبق

جب ہم کسی دوسرے کی بات کریں تو اسے تھرڈ پرسن (غائب) کہتے ہیں۔ جب کسی سے بات کریں۔ تو اسے سیکنڈ پرسن (مخاطب) کہا جاتا ہے اور جب اپنے آپ سے کوئی بات کہیں اسے فسٹ پرسن (متکلم) کہیں گے جیسے میں جا رہا ہوں یا ہم کھیل رہے ہیں۔ ان میں صرف واحد اور جمع کا فرق ہے۔ فعل ماضی میں تھرڈ پرسن کے مذکر کے لیے صرف تین حرف ہوتے ہیں۔ اور مونث کے لیے چار یہ چوتھا حرف آخر میں ''ت'' ہے۔ جس پر جزم ہوتی ہے۔ مذکر اور مونث میں یہ پہچان صرف واحد کی ہے۔ جمع میں مذکر کے لیے واؤ اور الف کا اضافہ ہے۔ اور مونث میں ''ت'' کی بجائے نون آ جاتا ہے۔ یہ چار صیغے آپ نے جان لیے۔ دو مذکر کے دو مونث کے۔ اب ان کی قرآن کریم کے مختلف صفحات سے پہچان کرلیں۔ یہ پہلا سبق ہو گیا۔

عربی گرامر کا دوسرا سبق

دوسرا سبق ماضی کے چھ لفظ ہوئے۔ سیکنڈ پرسن کے مذکر کے لیے اور مونث کے لیے چار حرف ہوئے ان میں چوتھا حرف ''تا'' ہے۔ مذکر کے لیے زبر کے ساتھ اور مونث کے لیے زیر کے ساتھ...... یہ واحد کے لیے ہیں اور جمع میں مذکر کے لیے ''ت'' تم میں بدل جائے گی اور مؤنث کے لیے تُنَّ میں۔ فسٹ پرسن کے صرف دو لفظ ہیں۔ (۱) ایک واحد کے لیے (۲) اور دوسرا جمع کے لیے ان میں مذکر اور مونث کا کوئی فاصلہ نہیں۔ آج کے سبق میں آپ کو تھرڈ پرسن کے چار لفظوں کی اور سیکنڈ پرسن کے بھی چار لفظوں کی پہچان کرائی جاتی ہے۔

	حاضر		غائب
تو نے مارا (واحد)	ضَرَبْتَ	اس نے مارا (واحد)	ضَرَبَ
تم نے مارا (جمع)	ضَرَبْتُمْ	انہوں نے مارا (جمع)	ضَرَبوا
تو نے مارا (مونث)	ضَرَبْتِ	اس نے مارا (مونث)	ضَرَبَتْ
تم نے مارا (مونث)	ضَرَبْتُنَّ	انہوں نے مارا (مونث)	ضَرَبْنَ

جس فعل میں آخر حرف پر زبر ہو تو وہ Past (ماضی) ہوگا اور آخری حرف پر پیش ہو تو وہ Present (مضارع) ہوگا Past میں پہلے لفظ میں کل تین حرف ہوتے ہیں اور Present میں کل چار حروف۔ اس میں جو حرف زیادہ ہوا وہ شروع میں لگے گا آخری حرف وہی ہوگا جو Past میں آخری حرف تھا اس پہلے حرف کو علامت مضارع کہتے ہیں۔ یہ مضارع کا زاید حرف الف، تاء، یاء، اور نون (اتین) میں سے کوئی ایک ہوتا ہے۔

آج یہ چار لفظ ماضی کے اور چار مضارع کے آپ پہچان لیں اور انہیں یا دوسرے مصادر سے ان کے ہم وزن الفاظ کو قرآن شریف کے مختلف صفحات میں تلاش کریں۔ اس سے ان الفاظ اور اوزان کی اجنبیت جاتی رہے گی۔ مضارع میں جمع کی مذکر اور مونث کی شکلیں بھی آپ دیکھ لیں۔

وہ مارتا ہے (واحد)	يَضْرِبُ	اس نے مارا (واحد)	ضَرَبَ
وہ مارتے ہیں (جمع)	يَضْرِبُون	انہوں نے مارا (جمع)	ضَرَبُوا
وہ مارتی ہے (واحد مونث)	تضْرِبُ	اس نے مارا (F) (واحد مونث)	ضربَتْ
وہ مارتی ہیں (جمع مونث)	يَضْربن	انہوں نے مارا (جمع مونث)	ضَرَبْنَ

عربی گرامر کا تیسرا سبق

ضربوا میں آخر کے دو حرف واؤ اور الف جمع کے حرف ہیں (لیکن یہ ماضی میں ہیں) یضربون میں آخر کے دو حرف واؤ اور نون جمع کے حرف ہیں (یہ مضارع میں ہیں)

استاد محترم کو چاہیے کہ یہ سبق پڑھا لینے کے بعد قرآن شریف سے جو ترجمہ والا نہ ہو) ان الفاظ کے ہم شکل الفاظ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے طلباء کو دکھائے اور ان سے ہر لفظ پر پوچھے۔

۱۔ یہ واحد ہے یا جمع
۲۔ یہ ماضی ہے یا مضارع
۳۔ یہ مذکر ہے یا مونث
۴۔ یہ تھرڈ پرسن ہے یا سیکنڈ پرسن
۵۔ یہ جو واحد لفظ ہے اس کی جمع کیا ہوگی؟ ۶۔ یہ لفظ جو ماضی ہے اس کا مضارع کیا ہوگا؟

اگر طلبہ ان چھ سوالوں کے صحیح جواب دے دیں تو ان کے تین سبق ہو چکے۔

عربی گرامر کا چوتھا سبق:

فعل ماضی (معروف) کا تھرڈ پرسن میں پہلا اور تیسرا حرف دونوں زبر والے ہوں گے۔ درمیانہ کبھی زیر والا کبھی زبر والا کبھی پیش والا ہوتا ہے جیسے:

ضَرَبَ، سَمِعَ، کَرُمَ تینوں فعل ماضی ہیں اور ان تینوں کا پہلا اور تیسرا حرف زبر والا ہے لیکن درمیانہ حرف زبر زیر پیش میں مختلف فیہ ہے۔ ان کے آخر میں "ت" لگا دیں تو یہ تینوں الفاظ واحد مونث بن جائیں گے اور آخر میں "وْ" اور "الف" لگا دیں تو یہ جمع بن جائیں گے لیکن یہ جمع صرف مذکر کی ہوگی مونث میں نون آئے گا۔

نوٹ: اس طرح ماضی کے تین لفظوں کے مضارع میں بھی درمیانہ حرف کبھی زیر والا کبھی زبر والا اور کبھی پیش والا ہوگا جیسے:

فَتَحَ. يَفْتَحُ. ضَرَبَ. يَضْرِبُ. اور. كَرُمَ. يَكْرُمُ.

میں کلمہ عین زبر، زیر اور پیش میں مختلف فیہ ہے۔

ماضی کی ان تین شکلوں اور مضارع کی ان تین شکلوں سے افعال کے یہ چھ باب بنتے ہیں انہیں ثلاثی مجرد کے باب کہتے ہیں۔ ماضی کی تین صورتیں آپ ضرب سَمِعَ اور كَرُمَ میں دیکھ آئے ہیں اب مضارع کی یہ تین صورتیں بھی دیکھ لیں۔

۱. يَضْرِبُ ۲. يَسْمَعُ ۳. يَنْصُرُ

اب ان ابواب ثلاثی مجرد کو اس طرح ذہن میں رکھیں۔ (ان میں تھرڈ پرسن۔ واحد مذکر کے حروف کبھی تین سے زیادہ نہیں ہوئے اس لیے انہیں ثلاثی مجرد کہتے ہیں۔ اگر

کہیں زیادہ ہوں تو انہیں ابواب ثلاثی مزید فیہ کہتے ہیں وہ اور ابواب ہیں۔ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب یہ ہیں۔

۱۔	فَعَلَ	يَفْعِلُ	جیسے	ضَرَبَ	يَضْرِبُ	وہ مارتا ہے
۲۔	فَعِلَ	يَفْعَلُ	جیسے	سَمِعَ	يَسْمَعُ	وہ سنتا ہے
۳۔	فَعَلَ	يَفْعُلُ	جیسے	نَصَرَ	يَنْصُرُ	وہ دور کرتا ہے
۴۔	فَعَلَ	يَفْعَلُ	جیسے	فَتَحَ	يَفْتَحُ	وہ کھولتا ہے
۵۔	فَعُلَ	يَفْعُلُ	جیسے	كَرُمَ	يَكْرُمُ	وہ عزت کرتا ہے
۶۔	فَعِلَ	يَفْعِلُ	جیسے	حَسِبَ	يَحْسِبُ	وہ سمجھتا ہے

ثلاثی مجرد کے کل اوزان ان چھ ابواب سے کبھی باہر نہ ہوں گے۔ اسی طرح ثلاثی مزید فیہ (جن میں تھرڈ پرسن واحد مذکر کا پہلا لفظ تین حروف سے زیادہ کا ہو ان کے اور ابواب ہیں جو پھر کسی وقت پڑھائے جائیں گے۔

نوٹ: ابتدائی تین حروف کے یہ تین نام یاد رکھیے۔ ۱۔ ف کلمہ۔ ۲۔ عین کلمہ۔ ۳۔ لام کلمہ

سمع میں سین ف کلمہ ہے میم عین کلمہ ہے اور عین لام کلمہ ہے۔ یہ ف عین لام گویا اصل weight ہیں جن سے تمام افعال تولے جاتے ہیں۔

استادِ محترم کو چاہیے کہ قرآن کریم کے مختلف مقامات سے افعال کی یہ شکلیں طلبہ کو دکھا دیں اور ان شکلوں سے طلبہ سے ان کے نام اور کام پوچھیں اور سارے طلبہ سے پورے قرآن کریم کے ان لفظوں کی اجنبیت دور کر دیں کم از کم ہر لفظ کی چار پانچ مثالیں ان کے سامنے لے آئیں۔

عربی گرامر کا پانچواں سبق:

ماضی کو مضارع بنانے کے لیے ماضی کے شروع میں چار حرفوں میں سے کوئی ایک حرف بڑھایا جاتا ہے۔

الف، تا، یا، نون انہیں یاد رکھنے کے لیے حروف اتین کہتے ہیں۔ انہیں ماضی سے پہلے لگا کر آخری حرف پر پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ مضارع بن جاتا ہے۔

ضَرَبَ فعل ماضی ہے اس پر مضارع بنانے کے لیے حروف اتین اس طرح بڑھائیں گے۔

اَضرِبُ	میں مارتا ہوں	نَضرِبُ	ہم مارتے ہیں
یَضرِبُ	وہ مارتا ہے	تَضرِب	تو مارتا ہے

ان میں یَضرِبُ کا لفظ جمع کی صورت میں یَضرِبُونَ بن جائے گا اور تَضرِب تضربون بن جائے گا۔

پھر تَضرِبُ کے بھی دو معنی ہیں۔ (۱) تو مارتا ہے (واحد) تضربون جمع کے لیے (۲) وہ مارتی ہے (واحد) تَضرِبن تم مارتی ہو یہ اس کی جمع کو صورت ہے۔

یہ دو لفظ اس طرح بھی یاد رہیں۔ (۱) یَضرِبن وہ مارتی ہیں۔ (۲) تَضرِبَنَ تم مارتی ہو۔ آج کے سبق میں مضارع کے چھ الفاظ (بلا ترتیب) آپ کو یاد ہو گئے۔ اب انہیں قرآن کریم کے مختلف صفحات میں تلاش کریں۔

نوٹ: عربی میں فعل مضارع حال اور مستقبل دونوں کے لیے ہوتا ہے۔

عربی گرامر کا چھٹا سبق:

فعل ضروری نہیں کہ ماضی اور مضارع میں ہی ہو یہ دونوں خبر کی صورتیں ہیں۔ فعل کبھی انشاء کے لیے بھی ہوتا ہے کہ یہ کام کرو، یہ کام نہ کرو۔ اس صورت میں فعل امر اور فعل نہی کے دو اور پیرائے بھی سامنے آتے ہیں۔

فعل امر اور فعل نہی دونوں زیادہ تر سیکنڈ پرسن (مخاطب) کے لیے آتے ہیں۔ تھرڈ پرسن اور فرسٹ پرسن کے لیے بہت کم یہ imparative صورت پیش آتی ہے، اس لیے اس کے یہ چھ صیغے جان لینے بھی کافی ہیں۔ تین مذکر کے لیے اور تین مونث کے لیے۔

فعل امر کی سیکنڈ پرسن کے لیے چھ صورتیں

اِضرِبُ...... تو (ایک مرد) مار ...... اِضرِبا ...... تم دو مارو ...... اِضرِبوا ...... تم سب مرد مارو

اِضرِبی ...... تو (ایک عورت) مار ...... اِضرِبا ...... تم دو مارو ...... اِضرِبن ...... تم سب عورتیں مارو

اس طرح فعل نہی کے بھی یہ چھ پیرائے ہیں

لَاتَضْرِبْ ...... تو نہ مار لاتضربا ...... تم (دو) نہ مارو ...... لاتضربوا تم (سب) نہ مارو

لاتضربی...... تو (ایک عورت) نہ مار ...... لاتضربا ......تم دو نہ مارو ......

لَاتَضْرِبْنَ......تم سب عورتیں نہ مارو

عربی گرامر کا ساتواں سبق:

آج کا سبق فعل پر نہیں اسم پر ہے اسم کی دو قسمیں ہیں (۱) عام (نکرہ)۔ (۲) خاص (معرفہ) اور اسماء میں اسم علم (اصل نام) تو ایک ہوتا ہے لیکن تین لفظ اس کے قائم مقام بھی آتے ہیں اسم ضمیر، اسم اشارہ اور اسم موصول۔ انہیں ساتھ ملا کر اسم معرفہ کی یہ چار قسمیں ہیں۔

۱۔ اسم علم۔ جیسے زید، حامد اشرف وغیرھم۔

۲۔ اسم ضمیر۔ زید آیا اور وہ پڑھنے لگا اس فقرے میں وہ اسم ضمیر ہے اسے Pro-noun کہتے ہیں۔ یہاں وہ سے مراد زید ہی ہے۔ یہ اس کا اصل نام نہیں۔

۳۔ اسم اشارہ۔ پہلے کوئی نام نہیں آیا (جس کے لیے وہ بصورت ضمیر آئے) یہاں وہ کسی کو اشارے سے معین کرتا ہے۔ اشارہ قریب کے لیے ہو اسے اُردو میں ''یہ'' کہتے ہیں اور اشارہ بعید کے لیے ہو تو اسے ''وہ'' کہتے ہیں۔ یہ دونوں اسم اشارہ ہیں۔ اسم علم، اسم ضمیر اور اسم اشارہ تینوں اسم معرفہ ہیں۔ اسم معرفہ کی چوتھی قسم اسم موصول ہے۔

عربی میں اسم اشارہ کو اس طرح پہچانیے:

قریب کے لیے		بعید کے لیے	
ھذا	یہ (مذکر کے لیے)	ذلک	وہ (مذکر کے لیے)
ھذہ	یہ (مونث کے لیے)	تلک	وہ (مونث کے لیے)
ھٰولاء	یہ (جمع مذکر و مونث دونوں)	اولٰئک	وہ (مذکر و مونث دونوں)

۴۔ اسم موصول: کسی کو خاص کرنے کے لیے ایک پورا جملہ اس کی صفت میں آئے Adjective اس جملہ کے لیے پہلے ان چار لفظوں میں سے کوئی ایک ضرور ہو گا

جس سے وہ اگلے جملہ سے معین ہو سکے گا۔

واحد مذکر کے لیے الذی (جوشخص) جمع مذکر کے لیے الذین (جولوگ)

واحد مونث کے لیے التی (جوعورت) جمع مونث کے لیے الّٰتی (جوعورتیں)

نوٹ: نکرہ پر الف لام آجائے تو وہ بھی معرفہ بن جاتا ہے۔ جیسے رجل، اور الرجل۔

اسم نکرہ اور معرفہ دونوں پر حروف اپنا عمل کرتے ہیں۔ جب یہ نکرہ سے پہلے آتے ہیں تو اسے آخر میں دو زیریں دیتے ہیں اور جب معرفہ (الف لام والا) پر آئیں تو اسے صرف ایک زیر دیتے ہیں۔

عربی گرامر کا آٹھواں سبق:

یہ ان حروف کی پہچان ہے جو اپنے بعد کے اسم پر اپنا عمل کرتے ہیں۔

ا۔ حروف جارہ:

پہلے باء (ب) کاف (ک) لام (ل) اور واؤ کے چار حروف کو سمجھ لیجیے۔ ب (ساتھ) ک (مانند) ل (واسطے) اور واؤ (اور) کے معنی میں آتے ہیں مثالیں لیجیے۔

ا۔ بسمِ اللّٰہِ (ساتھ نام اللہ کے) ۲۔ لیس المسلمُ کا الکافرِ ۳۔ لِلّٰہِ خدا کے واسطے۔ ۴۔ انکے بعد یہ چار حروف اور ہیں ان کے معنی سمجھ لیجیے۔ فی (میں) من (سے) الٰی (تک) علیٰ (پر)

فی المسجدِ (مسجد میں) من البیتِ الٰی المدرسۃِ (گھر سے مدرسہ تک) علی السقف (چھت پر)

یہ حروف جارہ جس اسم پر داخل ہوں وہ مجرور کہلاتا ہے اور اِس کے آخری حرف کے نیچے (جب وہ الف لام کے ساتھ معرفہ ہو) ایک زیر آتی ہے جب وہ نکرہ ہو تو اُس کے نیچے دو زیریں آتی ہیں۔ نون کی اِس آواز کو تنوین کہتے ہیں۔

۲۔ حروف ناصبہ:

وہ حروف جو اپنے اسم کو زبر دیتے ہیں حروف ناصبہ کہلاتے ہیں جیسے: انَّ. لکنَّ لیت. لعلَّ

ان کی مثالیں لیجیے۔

۱۔ انَّ اللّٰہَ علی کل شی قدیر. (یہاں لفظِ اللہ کو زبر اِنَّ نے دی ہے)

۲۔ وَلٰکِنَّ رَسولَ اللّٰہ و خاتمَ النبیین. (یہاں لٰکن نے اپنے اسم کو زبر دی ہے)

۳۔ لعلَّ اللّٰہ یرزقنی صلاحاً. (یہاں لعلّ نے لفظِ اللہ پر زبر دی ہے)

گرامر میں پیش کو رفع ...... زبر کو نصب اور زیر کو جر کہتے ہیں ان کے عمل سے ان کے اگلے اسماء مرفوع منصوب اور مجرور بنتے ہیں۔ پیش، زبر اور زیر کو ضمہ، فتحہ اور کسرہ بھی کہا جاتا ہے اور ان کے عمل سے اسماء مضموم مفتوح اور مکسور کہلاتے ہیں۔

عربی گرامر کا نواں سبق:

کوئی جملہ اسم کے بغیر نہیں ہوتا۔ اگر پہلا لفظ فعل ہو اور دوسرا اسم تو اس کا نام جملہ فعلیہ ہوگا جیسے ضَرَبَ اللّٰہُ اور اگر دوسرا لفظ بھی اسم ہی ہو تو اسے جملہ اسمیہ کہیں گے جیسے اللہ قادرٌ (اللہ قادر ہے) اللہ کا لفظ مبتداء کہلائے گا اور قادر اس کی خبر ہوگی اس کے دونوں لفظ اسم ہیں۔ ۲۔ یفعل اللّٰہ مایشاء اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہے اس میں پہلے فعل ہے یفعل پھر فاعل ہے۔ یہ جملہ فعلیہ ہے اور مایشاء (جو وہ چاہے) اس فعل کا مفعول ہے۔

مبتداء معرفہ ہوتا ہے جسے الرجل ضعیف آدمی کمزور ہے۔ رجل پر الف لام ہے۔ اور وہ معرفہ ہے اسے الف لام تعریف کا کہتے ہیں۔ رجل ضعیف جملہ نہیں۔ یہ مرکب ناقص ہے اس پر خبر آئے گی تو یہ جملہ بنے گا۔ اس میں ضعیف صفت ہے رجل موصوف ہے۔ اسے مرکب توصیفی کہتے ہیں۔ ہاں پہلے اسم معرفہ آئے تو یہ جملے بنے گا۔ الرجل ضعیف ایک جملہ ہے ضعیف الرجل کی صفت نہیں خبر ہے۔

اسی طرح جملہ کی یہ دو قسمیں بھی ہیں۔

۱۔ جملہ خبریہ جس میں کسی بات کی خبر دی گئی ہو جیسے اللہ قادر ہے یا اللہ جو چاہے کرتا ہے جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ دونوں خبریہ ہیں۔ ۲۔ جملہ انشائیہ جس میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا کہا جائے اس میں کوئی خبر نہیں ہوتی جیسے تم اچھی بات کہو قولو احسناً یہ انشاء ہے دوسرے کو کوئی کام کہنا ہے یا تم اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ لاترفعوا اصواتکم. ان میں کوئی خبر نہیں۔ یہ نہ کرنے کا کہنا ہے۔ اسے طلبہ اپنے چھٹے سبق میں فعل امر اور فعل نہی کے عنوان سے پڑھ آئے ہیں۔

عربی گرامر کا دسواں سبق:

جہاں دو یا زیادہ لفظ ہوں اور وہ آپس میں ملے ہوئے ہوں لیکن بات پوری نہ ہو اسے مرکب ناقص کہتے ہیں اور اگر بات پوری ہو گئی ہے تو اسے فقرہ جملہ یا مرکب تام کہتے ہیں۔ جیسے الرجل ضعیف (آدمی کمزور ہے) لیکن رجل ضعیف (کمزور آدمی) مرکب ناقص ہے اور اس پر انتظار ہے کہ اس کے بارے کچھ کہا جائے اور یہ جملہ بنے۔

مرکب ناقص کی دو قسمیں۔

ا۔ مرکب اضافی یہ مضاف اور مضاف الیہ سے بنتا ہے جیسے زید کا غلام، اس میں غلام مضاف ہے اور زید مضاف الیہ، عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اور مضاف الیہ بعد میں جیسے غلام زیدٍ اور اُردو میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے اور مضاف بعد میں۔

زیدٍ کو دیکھو یہ مضاف الیہ ہے عربی میں مضاف الیہ کے نیچے زیر آئے گی۔ زید اسم معرفہ (علم) ہے اس کے نیچے دو زیریں آئیں گی اگر اِس پر الف لام ہوتا تو صرف ایک زیر آتی جیسے غلام الرجل (آدمی کا غلام) زید اسم علم ہے اس پر الف لام نہیں آتا۔ اُردو میں مرکب اضافی میں پہلے مضاف الیہ آتا ہے پھر مضاف جیسے زید کا غلام یا جیسے آدمی کا غلام (غلام الرجل) لیکن زید کے نیچے دو زیریں آئی ہیں۔ زید اسم علم ہے اس پر الف لام نہیں ہے۔

۲۔ مرکب توصیفی جو صفت اور موصوف سے مرکب ہو جیسے عقلمند آدمی۔ رجلٌ عاقلٌ. نبیٌ کریمٌ، رَبٌّ غفورٌ عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اور صفت بعد میں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

عربی گرامر کا گیارھواں سبق:

جس طرح افعال تھرڈ پرسن سیکنڈ پرسن اور فسٹ پرسن یا واحد تثنیہ اور جمع میں/ مذکر اور مونث کے مختلف صیغوں میں گھومتے ہیں اور ان کی گردانیں چلتی ہیں۔ اسی طرح اسم ضمیر بھی باوجود اسم ہونے کے مختلف صیغوں میں گھومتا ہے اور اس کی رفعی حالت اور نصبی حالت میں شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ آج کے سبق میں صرف چھ صیغوں کی پہچان کر لیں اور انہیں قرآن کے مختلف صفحات میں تلاش کریں یہ چھ صیغے تھرڈ پرسن (غائب) کے ہیں۔

فاعلی حالت			مفعولی حالت	
هو	وہ ایک (مرد)	هو الله احد	هُ	رضی اللّٰہ عنہُ
هما	وہ دو	اذهما فی الغار	هُما	دو دو
هُمْ	وہ سب مرد	هم المفلحون	هم	رضی اللّٰہ عَنْهم
هِیَ	وہ ایک (عورت)	هی راودتنی	ها	رضی اللّٰہ عنها
هما	وہ دو		هما	دو دو
هن	وہ سب عورتیں	هن اطهرلکم	هُنَّ	رضی اللّٰہ عنهن

عربی گرامر کا بارھواں سبق:

سیکنڈ پرسن کی دو حالتیں

(۱) فاعلی حالت		(۲) مفعولی حالت	
انتَ	تو ایک مرد انت فعلت هذا	کَ	السلام علیک
انتما	تم دونوں	کما	تم دونوں
انتم	تم سب	کُم	السلام علیکم
انتِ	تو ایک (عورت)	کِ	السلام علیکِ
انتما	تم دو	کما	دو
انتنَّ	تم سب عورتیں انتنَّ صواحب یوسف	کنَّ	السلام علیکن

فسٹ پرسن میں فاعلی حالت میں انَا اور نَحْنُ صرف دو صیغے ہیں

فسٹ پرسن میں مفعولی حالت میں واحد کے لیے نی اور جمع کے لیے نا دو صیغے

رب اجعلنی مقیم الصلٰوۃِ ومن ذریتی ربنا و تقبل دعاء

عربی گرامر کا تیرھواں سبق:

معروف اور مجہول

Active Voice اور Passive Voice

فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہو تو اسے معروف کہیں گے مفعول کی طرف ہو تو اسے مجہول کہیں گے۔

اصحاب اخدود مارے گئے	قُتِلَ اصحاب الاُخدُوْد اس میں قُتِلَ فعل ماضی ہے مگر مجہول اس لیے پہلے حرف پر زبر نہیں
ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے	اُخْرِجنا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَاءِ نَا اس میں اُخْرِجْنَا فعل ماضی مجہول ہے اور پہلے حرف پر پیش ہے۔
اور صور پھونکا گیا	وَنُفِخَ فِی الصُّوْرَ یہاں ن پر پیش ہے

ماضی مجہول بنانے کا طریقہ:

ماضی معروف کے پہلے حرف پر پیش اور دوسرے کے نیچے زیر لگا دیں۔

ضَرَبَ سے	ضُرِبَ	سَاَلْتُ سے	سُئِلْتُ
نَفَخَ سے	نُفِخَ	سالْتَ سے	سُئِلْتَ
نَصَرَ سے	نُصِرَ	سالتم سے	سُئِلْتُمْ
		سالنا سے	سُئِلْنَا

مضارع مجہول بنانے کا طریقہ:

پہلے حرف پر پیش تیسرے پر زبر

یَخْرِجُون سے یُخْرَجُونَ

تَخْرُج سے تُخْرَجُ

قرآن کریم سے ماضی مجہول اور مضارع مجہول کے کچھ الفاظ دکھا کر طلبہ کو فعل معروف اور فعل مجہول کی پہچان اور مشق کروائیں۔

عربی گرامر کا چودھواں سبق:

جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کی تعریفات

جس طرح جملہ خبریہ ماضی اور مضارع دونوں میں ہوتا ہے جملہ انشائیہ میں بھی امر اور نہی دو پیرائے ہیں۔

فعل ماضی	فعل مضارع	فعل امر	فعل نہی
ضَرَبَ	یَضْرِبُ	اِضْرِبْ	لاتَضْرِبْ
اس نے مارا	وہ مارتا ہے	تو مار	تو نہ مار

فعل امر اور فعل نہی کے پہلے حرف پر زیر اور آخری حرف پر جزم ہوگی۔
فعل ماضی اور مضارع کے چودہ صیغے ہوتے ہیں۔ فعل امر اور نہی کے صرف چھ۔
تین مذکر کے اور تین مونث کے۔

اِضْرِبْ تو مار اضْرِبَا تم دو مارو اِضْرِبُوا تم سب مارو
اِضْرِبی اِضْرِبَا اِضْرِبْنَ

عربی گرامر کا پندھواں سبق:

ابواب ثلاثی مزیدہ فیہ (یہ ابواب ثلاثی مجرد کے مقابلے کے ہیں) ان میں اصل مصدر پورے باب کے نام سے ہے۔

باب کا نام	ماضی	مضارع	مثالیں
افعال	اَفْعَلَ	یُفْعِلُ	اعلان۔اقرار۔اظہار۔اعلام۔انکار۔اعراض
تفعیل	فَعَّلَ	یُفَعِّلُ	تعلیم۔تنظیم۔تکبیر۔تعمیل۔تشہیر۔تبدیل
مُفَاعلہ	فَاعَلَ	یُفَاعِلُ	مقابلہ۔مکالمہ۔مشاعرہ۔مناظرہ۔معاملہ۔محاسبہ۔
تفعّل	تَفَعَّلَ	یَتَفَعَّلُ	تکلف۔تامل۔تصنع۔تعجب۔تفکر۔تحمل
تفاعُلُ	تفاعل	یَتَفَاعَلُ	تناظر۔تعامل۔تفاخر۔تعارض۔تناقص
افتعال	افتعَلَ	یَفْتَعِلُ	اشتعال۔اعتبار۔اختلاف۔انتظار۔اعتراض۔اشتہار
اِنْفعال	انفعَلَ	یَنفَعِلُ	انقلاب۔انشراح۔انحصار۔انبساط
استفعال	استفعَلَ	یَسْتَفْعِلُ	استقبال۔استدلال۔استعار۔استکبار۔استفسار

ان ابواب کے کچھ اپنے اپنے خواص ہیں پھر ایک باب کے بھی کئی خواص ہوتے ہیں۔ مثلاً اصل مادہ باب افعال اور تفعیل میں آکر متعدی ہو جاتا ہے یا مفاعلہ زیادہ مقابلے کے پیرایہ میں آتا ہے۔ باب استفعال میں طلب پیدا ہوتی ہے کسی کو پہلے چاہنا یہ اس کا پہلے طلب کرنا ہے اور اسے اس باب میں استقبال کہیں گے۔

ا۔ طلبہ کو قرآن کریم کے ان الفاظ کی تلاش میں لگائیں جو باب استفعال میں ہیں۔
اسی طرح ثلاثی مزید فیہ کے دوسرے ابواب کی بھی قرآن کریم کے الفاظ میں پہچان کریں۔

ثلاثی مزید فیہ کے زیادہ قرآنی الفاظ انہی آٹھ ابواب میں ملتے ہیں تاہم ان چھ

ابواب کو بھی ذہن میں رکھیں۔ ثلاثی مزید فیہ کے کل چودہ ابواب ہیں۔ ان میں یہ چھ بھی ہیں۔

۱۔ اِفعلال ۲۔ اِفعیلال ۳۔ اِفعیعال

۴۔ اِفعوّال ۵۔ اِفّاعُلْ ۶۔ اِفّعُل

احمرار، سرخ ہونا۔ اصفرار، زرد ہونا۔ اسوداد، سیاہ ہونا۔ باب افعلال سے ہیں۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ (پ۴ آل عمران ۶)

ترجمہ: اُس دن سفید ہونگے کتنے چہرے اور سیاہ ہونگے کتنے چہرے۔

ادھیمام (گہرا سبز ہونا کہ سیاہ مائل دکھائی دے) یہ باب افعیلال سے ہے۔

مدھامتان (پ۲۷ الرحمٰن ۶۴) ترجمہ: گہرے سبز جیسے سیاہ ہوں۔

اثاقل (بھاری ہو جانا) باب اِفّاعُل سے ہے۔

اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض (پ۱۰ التوبہ ۳۸)

ترجمہ: جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم گرے جاتے ہو زمین پر۔

نوٹ: ثلاثی مزید فیہ کے آگے رباعی مجرد کا درجہ ہے جس میں اصل مادہ یعنی چار حروف ہیں۔ رباعی مجرد کا ایک ہی باب ہے فعللۃ۔ اور رباعی مزید فیہ کے صرف تین ابواب ہیں۔

رباعی مجرد کے دو لفظ یاد رکھیں۔ بعثرہ (اٹھانا) دَحْرَجَہ (گرانا)

واذا القبور بعثرت (پ۳۰) ترجمہ: اور جب قبریں زندہ کر کر اٹھائی جائیں گی۔

رباعی مزید فیہ میں اقشعرار (رونگٹے کھڑے ہو جانا) باب اِفعِلّال میں ہے۔

کتاباً متشابھا مثانی تقشعّر منہ جلود الذین یخشون ربھم (پ۲۳ الزمر ۲۳)

ترجمہ: کتاب ہے یکساں، دہرائی جانے والی، بال کھڑے ہو جاتے ہیں کھال پر، اس سے ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے۔

اس پر ہم ابواب کی بات ختم کرتے ہیں چھ باب ثلاثی مجرد کے چودہ باب ثلاثی مزید فیہ کے ایک باب رباعی مجرد کا اور تین ابواب رباعی مزید فیہ کے۔ قرآن پاک میں اترے افعال انہی اوزان میں گھومتے ہیں۔ علم صرف اسی کا نام ہے کہ تین چار حرف کا ایک

مادہ ان مختلف اوزان میں گھومتا چلے۔ کبھی کسی وزن میں اور کبھی کسی وزن میں۔

ان پندرہ سبقوں کو دو مرتبہ پڑھنے سے قرآن کریم کے بیشتر الفاظ کی اجنبیت جاتی رہے گی اور مترجم قرآن شریف میں ان کا ترجمہ دیکھنے سے وہ الفاظ آپ کے سامنے معنی خیز ہو جائیں گے۔

نوٹ: ہم نے اس کے لیے قرآن مجید کے کچھ افعال اور کچھ اسماء بھی آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں۔ افعال میں ان الفاظ کے ماضی اور مضارع کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اسماء کے واحد اور جمع کو جاننے سے وہ اسماء بھی آپ کے سامنے کسی درجے میں اجنبی نہ رہیں گے۔

عربی گرامر کا سولہواں سبق:

یہ سبق اسماء سے متعلق ہے عربی میں کچھ ایسے اسم ہیں جن کے نیچے (باوجود یکہ پیچھے حرف جار موجود ہو) زیر نہیں آتی۔ نہ ان پر تنوین (دو زیریں دو زبریں، یا دو پیش جو نون کی آواز دے) آتی ہے۔ انہیں غیر منصرف کہتے ہیں۔ عربی گرامر میں تو ایسے وجوہ ہیں جن میں سے دو کسی اسم میں جمع ہوں تو وہ غیر منصرف ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی اسم علم ہے اور وہ عجمی لفظ بھی ہے جیسے اسمٰعیل اس سے پہلے مِن، عَن علٰی وغیرہ کوئی حرف جار آئے تو اس کے نیچے نہ ایک زیر نہ دو نہ کوئی تنوین آئے گی۔ اسی طرح کوئی اسم علم فعلان کے وزن پر ہو تو اس پر بھی زیر نہ آئے گی نہ تنوین جیسے عثمان۔ کوئی اسم علم وزن فعل پر ہو جیسے احمد تو وہ بھی غیر منصرف ہو جائے گا۔

مجرورات (جن پر حرف جار کی وجہ سے زیر یا دو زیریں آئیں) منصوبات (جن پر کسی حرف ناصب سے زبر آئی) یا مرفوعات (جن پر پیش آتی ہے جیسے فاعل پر پیش آئے ضَرَبَ اللّٰہُ) ان کی کچھ پہچان کرا دیں اور مشق کرا دیں۔ جیسے یہ قاعدہ بتلائیں الفاعل مرفوع والمفعول منصوب کہ فاعل آخر میں پیش والا ہوتا ہے اور مفعول پر آخر میں زبر آتی ہے۔

اس پر ہم ان سولہ اسباق کو ختم کرتے ہیں۔

ان قواعد کو جان لینے اور سمجھ لینے کے بعد طلبہ کو قرآن کریم کے زیادہ سے زیادہ الفاظ (وہ فعلوں کی صورت میں ہوں یا اسماء کی صورت میں) جاننے کی ضرورت ہے لیکن اس طرح کہ جہاں وہ کسی فعل کو صیغہ ماضی میں جان پائیں تو اُس کے صیغہ مضارع کو بھی ساتھ ہی جان لیں۔ اِسی طرح اسماء میں جب کوئی لفظ واحد کے لیے قرآن کریم میں نظر

آئے تو ساتھ ہی اُس کی جمع کو بھی جان پائیں۔ جن طلبہ نے قواعدِ عربی کے اِن چند سبقوں پر محنت کی ہو گی اُن کے لیے اِس بست بابی فہرست کا دوسرا حصہ لغات القرآن اُن کے لیے بہت مفید ہو گا۔

اگر وہ اِن الفاظ کو (وہ افعال ہوں یا اسماء) اِس طرح دیکھیں کہ قرآن پاک میں کہاں آئے ہیں تو اُن کی امداد کے لیے ہم نے لغات القرآن میں ان آیات کی کچھ نشاندہی بھی کر دی ہیں۔

عربی مدارس کے طلبا کو ان قواعد عربی کی ضرورت نہ تھی۔ انہیں اس بست بابی فہرست میں صرف اِس لیے دیا گیا ہے کہ وہ فنی تعلیم کے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے جدید تعلیم یافتہ طلبہ کو یہ سولہ اسباق پڑھانے کے لیے ہمارے اِس بہت سہل کیے گئے پیرایہ بیان کو سمجھ لیں۔ اِس میں ہم نے کوشش کی ہے کہ کہیں گردان کے چودہ صیغے انہیں ایک جگہ نہیں دکھائے۔ تاکہ یہ شروع سے ہی عربی کو مشکل سمجھنے کے مغالطہ میں نہ گھریں اور قرآن کریم کے اس مختصر دورہ تفسیر میں عربی مدارس کے طلبہ کے ساتھ شریک ہو سکیں اور انہیں عربی قرآن سے کوئی زیادہ اجنبیت محسوس نہ ہو۔ وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوٰة و السلام علیٰ خاتم الانبیاء و اشرف رسلہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین، اما بعد۔

سب جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ رب العزة کا کلام، قرآن کریم:

مخزن علم و معرفت ہے، اس میں علوم کے ایسے ایسے سمندر سمائے ہوئے ہیں کہ جن کی وسعت اور گہرائی و گیرائی کی آج تک پیمائش ہی نہ ہو سکی، ہر دور میں علماء و محققین نے ان سمندروں کے اندر تیراکیاں کرنے اور قیمتی جواہرات نکال کر لانے میں اپنی زندگیاں لگا دیں لیکن کسی نے بھی نہ یہ خبر دی اور نہ پیش گوئی کی کہ بس اب قرآنی سمندروں کو ہم نے ناپ لیا ہے اور اس کے خزانے ختم ہو گئے ہیں یا ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

اس میں معرفت کے ایسے ایسے عظیم پہاڑ پوشیدہ ہیں کہ ان کے حجم و ضخامت کا آج تک احاطہ نہیں کیا جا سکا، گہرائیوں کے متلاشی ہوں یا رفعتوں کے متمنی سب کو اپنے عجز و درماندگی کا اعتراف ہی رہا۔

سرچشمہ رشد و ہدایت ہے:

یہ وہ کتاب ہے کہ جس سے پوری نوع انسانی کو ایسی مکمل، واضح اور مدلل رہنمائی ملتی ہے کہ جو کسی اور جگہ نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس رہنمائی کے عالمی ہونے کے لیے خود اس کے اپنے الفاظ هدی للناس، واضح و مدلل ہونے کے لیے وبینات من الهدیٰ والفرقان، اور مکمل ہونے کے لیے هدی للمتقین حجت قاطعہ ہیں، جس کے واضح معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم گزشتہ کتب منزلہ کی طرح کسی خاص قوم یا علاقہ کے لیے نہیں بلکہ جب تک یہ عالم رنگ و بو قائم ہے پوری نوع انسانی کے لیے قرآن ہی ہدایت کا مرکز اور ذریعہ ہے، کوئی طالب ہدایت اگر قرآن کی بجائے کسی اور جگہ ہدایت کو پانے کی کوشش کرے گا تو ناکامی کے سوا کچھ اس کے ہاتھ نہیں آئے گا، یہ بات قرآن کے اس اعلان سے ثابت ہے،

ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله نیز اس میں ہدایت کا محض اجمالی درس نہیں بلکہ تسلی بخش دلائل و تفاصیل کے انبار راہ نمائی کے لیے دستیاب ہیں، جس کے لیے یہ ارشاد حق موجود ہے۔ قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا و من اتبعنی۔

اسی طرح یہ ابتدائی درجات ہی کے لیے نصاب ہدایت نہیں ہے کہ صرف کافروں کو اسلام سے بہرہ ور کرنے کے لیے استعمال کیا جائے اس کے بعد اس کا کام ختم ہو جائے، بلکہ مسلمانوں کے ایمان و اسلام میں مزید ترقی کے لیے بھی اسی سے رہنمائی ملتی ہے اور اس ترقی کی کوئی حد نہیں ہے، اس کی واضح نشاندہی هدی للمتقین کے مبارک الفاظ سے ہوتی ہے۔

قرآن حکیم کے تعلق سے اس اظہار حقیقت کے بعد اس پہلو کی وضاحت ضروری ہے کہ قرآن پاک شفاء لما فی الصدور کی حیثیت سے تمام امراض روحانی کا واحد اور مکمل علاج ہے تو آیات اور سورتوں کی ترتیب سے ہی پورا قرآن بحیثیت مکمل نسخہ کے سامان شفاء ہے۔ اسی لیے حضرات فقہاء اس ترتیب کو توقیفی قرار دیتے ہیں، حتیٰ کہ حضرات حنفیہ نماز میں اس ترتیب کو واجب فرماتے ہیں، اس لحاظ سے یہ سمجھنا غلط بھی نہیں ہے کہ قرآن حکیم سے مکمل استفادہ کرنے کے لیے اس کا ترتیب کے ساتھ پورا پڑھنا ہی ضروری ہے، اسی لیے حضرات علماء کرام نے عامۃ المسلمین کی سہولت کے لیے ہر زبان میں تراجم اور تفاسیر لکھی ہیں، اور یہ ان کا امت پر بڑا احسان ہے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن پاک کے معانی و مطالب سے لطف اندوز ہونا ان تراجم و تفاسیر کے بغیر ممکن ہی نہ ہوتا۔

تاہم یہ بھی امر واقعی ہے کہ تفاسیر کی وسعتوں اور ضخامتوں کو دیکھا جائے تو ان کا پڑھنا پڑھانا اور سمجھنا ہر کس و ناکس کے لیے آسان نہیں ہے، خالی ترجمہ کے پڑھنے پر اکتفا کیا جائے تو وہ اگرچہ بے فائدہ تو نہیں مگر قرآن شریف میں بہت جگہیں ایسی ہیں کہ محض ترجمہ پڑھنے سے تسلی نہیں ہوتی بلکہ پڑھنے والے کو کچھ وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے، تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے متعدد اہل علم نے اپنے اپنے انداز میں قرآن پاک کے انتخاب مرتب کیے ہوئے ہیں، جن کا مقصد یہی ہے کہ جو قلت وقت یا کسی اور مجبوری کی وجہ

سے پورے قرآن کی تفسیر نہ پڑھ سکے وہ تھوڑا سا وقت لگا کر انتخاب ہی کو پڑھ لے، کیونکہ حساب کے قاعدے سے جس نے کوئی جزء لے لیا اس کو کل کا چھوڑنے والا نہیں کہا جاتا، دیکھا جائے تو یہ بات قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی مفہوم ہوتی ہے، فرمایا:

ونننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة للمؤمنين (اور ہم قرآن کے ایسے حصے اتاریں گے جو مؤمنین کے لیے شفاء و رحمت ہیں)

عربی دان اہل علم واقف ہے کہ اس آیت کے الفاظ من القرآن میں لفظ من تبعیض کے لیے ہے، معلوم ہوا کہ پورا قرآن تو رحمت اور تمام روحانی امراض کے لیے شفا اور تمام اقسام ضلالت کے مقابلہ میں مکمل ہدایت ہے ہی لیکن کسی بھی جزو قرآن کو مذکورہ مقاصد کی نسبت سے ناقص نہیں کہا جائے گا، اور یہ بات چاہے منطق اور سائنس کی رو سے نہ سمجھ میں آئے لیکن شارع علیہ السلام کا یہ فرمانا بے وجہ تو نہیں ہوسکتا کہ قرآن کے ہر حرف پر پڑھنے والے کو دس دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشرا مثالها لا اقول الٓمٓ حرف الف حرف ولام حرف وميم حرف (الترمذی)

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا اور اس کو اس کی وجہ سے نیکی ملی اور ہر نیکی کا ثواب دس گونا ہوتا ہے، ابن مسعود فرماتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے)

اس لیے بجا طور پر کہا جائے گا کہ جس نے کچھ ہی قرآن پاک کا پڑھا وہ محروم نہیں کہا جائے گا، ہاں برتری اسی کو حاصل ہوگی جس نے پورا قرآن پڑھا، یاد کیا، سمجھا، عمل کیا اور خود کو اس کے ساتھ جوڑ کر رکھا۔

قیامت کے دن خوش نصیبوں کے لیے کتنا پرلطف موقعہ ہوگا جب: يقال لصاحب القرآن اقرا وارتق ورتل كما كنت ترتل فی الدنيا فان منزلك عند آخر آية تقرؤها (الترمذی وابوداؤد واحمد عن ابن عمرو) (صاحب قرآن سے فرمایا جائے گا،

پڑھ اور اسی طرح تلاوت کر جس طرح دنیا میں کیا کرتا تھا، تیرا جنت میں وہی مقام ہوگا جہاں تیرے پڑھنے کی انتہا ہوگی)، اللہ اکبر کیا عجیب موقعہ ہوگا وہ؟۔

لیکن بہرحال اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ احادیث میں سورۃ الزلزال کو نصف قرآن، سورۃ الاخلاص کو ثلث القرآن اور سورۃ الکافرون کو ربع القرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے (ترمذی عن ابن عباس و انس رضی اللہ عنہما) اس لیے کہا جائے گا کہ قرآنی سمندر کا ہر موتی قیمتی اور نافع ہے۔ اس وجہ سے انتخاب قرآن کی تالیفات کو بھی قابل قدر کوششیں قرار دیا جائے گا۔

ظاہر ہے کہ قرآن کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کی ہر کوشش لائق تکریم اور انشاء اللہ باعث اجر ہے لیکن حالیہ کوشش انتخاب قرآن کی جو سامنے آئی ہے وہ بہر نوع نہایت دلکش اور جامع نظر آتی ہے اس اردو تالیف کا نام ہے بیسی فہرست انتخاب مضامین قرآن، یہ مشہور و معروف مصنف، خطیب و مناظر حضرت مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کی تازہ تالیف ہے، اس میں قرآن پاک سے بیس عنوانات بیس ابواب کے طور پر اخذ کر کے ان کے تحت ذیلی عنوانات اور ان کے لیے آیات سے اشاریے درج کیے گئے ہیں جس کا اول وہلہ میں یہ فائدہ نظر آتا ہے کہ مطالعہ کرنے والا تھوڑے ہی وقت میں تمام مضامین قرآن سے آگہی حاصل کر سکتا ہے، میرے نزدیک یہ مجموعہ نہ صرف عامۃ المسلمین کے لیے نافع ہے بلکہ اہل علم کے لیے بھی اس لحاظ سے فائدہ مند ہے کہ ان کو بوقت ضرورت کسی بھی عنوان کی آیت بسہولت اس مجموعہ میں مل جائے گی۔

اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ علامہ صاحب کے علمی احسانات کی طویل فہرست میں یہ نہایت قیمتی اضافہ ہے، میرا مخلصانہ مشورہ اسلامی بھائیوں اور بہنوں سے یہ ہے کہ وہ اس مفید مجموعہ انتخاب مضامین قرآنی کو ضرور حاصل کریں اور اپنی فیملی، رشتہ داروں اور احباب پر مشتمل ایک حلقہ بنالیں اور ہفتہ میں ایک دن یا دو دن آدھ گھنٹہ کا پروگرام اس طرح رکھیں کہ اس کتاب میں سے ترتیب کے ساتھ ایک ایک عنوان کو لیں اور مندرجہ آیت یا آیات کی تلاوت کریں پھر کسی مستند تفسیر کو لیکر اس آیت کی تفسیر پڑھ کر سنا دیں، آدھے گھنٹہ سے زیادہ اس پروگرام کو نہ رکھیں، اگر اس کی پابندی کی گئی تو انشاء اللہ اس کا فائدہ سب ہی شرکاء محسوس

کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ علامہ صاحب کتاب کی ابتدا یا انتہاء میں مستند اردو تفاسیر کے
نام ناظرین کی سہولت کے لیے تحریر فرما دیں گے، میرے نزدیک معارف القرآن آٹھ
جلدیں مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن حضرت مولانا
محمد ادریس کاندھلویؒ اور انوار القرآن ۱۲ جلدیں مؤلفہ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نہایت مفید ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب سے لوگوں کے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی صورت پیدا
فرما دے اور اس کا اجر عظیم حضرت علامہ صاحب کو عطا فرمائے اور ان کی عمر اور صحت میں
برکت دے، ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

غرۃ رجب ۱۴۳۴ھ ۱۱ مئی ۲۰۱۳ء

محمد عبداللہ سلیم
رئیس معہد تعلیم الاسلام۔ یو ایس اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نسبحہٗ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم

آج جبکہ مختلف دینی مدارس میں دروسِ قرآن کا سلسلہ چلا ہوا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ جہاں مختلف حضرات درسِ قرآن ایک ترتیب لیے ہوتے ہیں اور دوسرے بعض ادارے درس قرآن کے طلبہ کو مقاماتِ قرآن پر ایسا عبور حاصل نہیں کروا پاتے جیسا کہ ہونا چاہیے۔

پیشِ نظر (...) پر ہم گورنمنٹ پاکستان اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ نے جس طرح دیگر علومِ شرعیہ کی انوکھی خدمت کی ہے اسی طرح حضرت نے بہت بڑی خدمت مقاماتِ قرآن میں جو مواد مہیا کیا ہے اور جو مقامات تیار فرمائے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ان سے نہ صرف طلبہ کو قرآن کریم کے اہم مقامات اور جامع تفسیرات کے سمجھنے میں آسانی ہوگی بلکہ جس محنت کے ساتھ قرآنی مقامات کو سمجھایا گیا ہے وہ بھی اپنا اثر کیے بغیر نہ رہے گی۔

حضرت کی اس کاوش سے طلبہ کو ہی نہیں بلکہ مدرسین کو بھی مدد ملے گی۔ جوں جوں وہ ان مقامات پر غور فرمائیں گے ان کے سامنے اور بھی علوم کھلتے جائیں گے۔

راقم کی گزارش ہے کہ جہاں کہیں بھی دروسِ قرآن کا سلسلہ چلا ہوا ہے یا جہاں بھی قرآنی مقامات کی تفہیم و ترویج جاری ہے وہاں حضرت علامہ صاحب کی مذکورہ کاوش سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے انہیں علماء کے قریب لایا جائے اور دینی اور دنیوی علوم میں تفرقے کی جو دیوار کھڑی ہے اسے یکسر گرا دیا جائے۔

مولانا محمد اسلم [illegible] فاضل دیوبند
مدیر دار القاسم، امریکہ

ایک ضروری گزارش

یہ بست بابی فہرست مضامین قرآن کوئی مستقل کتاب نہیں ہے یہ مضامین قرآن کے چند ذخائر آیات کی نشان دہی ہے۔ ان کا اُردو ترجمہ بھی ساتھ نہیں دیا گیا۔ یہ کام اس مختصر دورہ تفسیر پڑھانے والوں یا پڑھنے والوں کا ہے کہ وہ ان آیات کے لغوی معنی ان کے مرادی معنی اور ان کی صحیح تفسیرات اہل سنت کی حسب ذیل تفسیروں میں مطالعہ کریں۔ جوں جوں طلبہ کی عربی قرآن سے اجنبیت دور ہوتی جائے گی ان میں ان شاء اللہ العزیز عربی تفاسیر کے مطالعہ کی استعداد بھی پیدا ہوتی جائے گی۔

اردو تفاسیر میں:

۱۔ معارف القرآن شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (۱۳۹۴ھ)

۲۔ معارف القرآن سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (۱۳۹۶ھ)

۳۔ تفسیر حقانی حضرت مولانا محمد عبدالحق حقانیؒ (۱۳۳۵ھ)

۴۔ بیان القرآن حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)

۵۔ تفسیر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (۱۳۶۹ھ)

عربی تفاسیر میں:

۱۔ تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) اس کا اُردو اور انگریزی دونوں ترجمے ہو چکے ہیں۔

۲۔ تفسیر مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) اس کا اُردو ترجمہ ہو چکا ہے۔

۳۔ تفسیر قرطبی (۶۷۱ھ) الجامع لاحکام القرآن

۴۔ تفسیر مواہب الرحمٰن مولانا امیر علی صاحب (۱۳۳۷ھ)

۵۔ تفسیر روح المعانی علامہ آلوسیؒ (۱۲۷۰ھ)

ہمارے پیش کردہ ذخائر آیات کی محققانہ تفاسیر ناظرین کو ان تفسیروں کے برابر کی اور کتابوں میں بھی مل جائیں گے۔